THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Tuesday, the 21st January, 2025
(345th Session)
Volume I, No. 05
(Nos. 01-08)

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad

Volume I	SP.I (05)/2025
No. 05	15

Contents

1. Recitation from the Holy Quran 1
2. Questions and Answers 2
3. Leave of Absence 66
4. Motion under Rule 194 (1) moved on behalf of Chairman, Standing Committee on Aviation on a point of public importance regarding discontinuation of PIA flights for Peshawar Airport 67
5. Presentation of Report of the Standing Committee on Law and Justice on [The Supreme Court (Practice and Procedure) (Amendment) Bill, 2024] 67
6. Consideration and passage of [The National Commission on the Status of Women (Amendment) Bill, 2025] 68
7. Laying of the instruments adopted at the 111th session of the International Labour Conference (June, 2023), as required by Article 19 of the Constitution of International Labour Organization 77
8. Calling Attention Notice raised by Senator Sarmad Ali regarding delay in obtaining International Food and Phytusanitary Standard Certification for Rice Produce of Pakistan 78
    - Rana Tanveer Hussain, Minister for National Food Security and Research 80
9. Calling attention notice moved by Senator Rana Mahmood ul Hassan regarding the discontinuation of solo flight of PIA from Multan to Islamabad and reduction of daily flights from Multan to Karachi 83
    - Senator Azam Nazeer Tarar (Minister for Law)............................ 85
10. Discussion on Admitted Adjournment Motion moved by Senator Sherry Rehman regarding decision of the Government to build several Barrages, Dams and link canals on the Indus River for Commercial Commodity farming 87
    - Senator Jam Saifullah Khan 95
    - Senator Irfan-ul-Haque Siddiqui 97
    - Senator Danesh Kumar.. 99
    - Senator Poonjo 101
    - Senator Manzoor Ahmed 104
    - Senator Dost Ali Jeesar 109
    - Senator Syed Ali Zafar... 112
    - Senator Nasir Mehmood 114
    - Senator Musadik Masood Malik (Minister for Water Resources)115
    - Senator Shahadat Awan 126
    - Senator Syed Ali Zafar... 127
    - Senator Syed Shibli Faraz 128
    - Senator Sherry Rehman... 129

SENATE OF PAKISTAN
SENATE DEBATES

Tuesday, the 21st January, 2025

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at forty six minutes past eleven in the morning with Mr. Deputy Chairman (Syedaal Khan) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَاۗفَّةً ۠ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ اِنَّهٗ
لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝۲۰۸ فَاِنْ زَلَلْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَتْكُمُ الْبَيِّنٰتُ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ
عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝۲۰۹ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيَهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلٰۗىِٕكَةُ وَ
قُضِيَ الْاَمْرُ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝۲۱۰

ترجمہ : اے ایمان والو ! اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو۔ یقین جانو وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ پھر جو روشن دلائل تمہارے پاس آ چکے ہیں اگر تم ان کے بعد بھی (راہ راست سے) پھسل گئے تو یاد رکھو کہ اللہ اقتدار میں بھی کامل ہے، حکمت میں بھی کامل۔ یہ (کفار ایمان لانے کے لیے) اس کے سوا کس بات کا انتظار کر رہے ہیں کہ اللہ خود بادل کے سائبانوں میں ان کے سامنے آ موجود ہو اور فرشتے بھی (اس کے ساتھ ہوں) اور سارا معاملہ ابھی چکا دیا جائے؟ حالانکہ آخر کار سارے معاملات اللہ ہی کی طرف تو لوٹ کر رہیں گے۔

سورۃ البقرہ (آیات ۲۰۸ تا ۲۱۰)

جناب ڈپٹی چیئرمین: جزاک اللہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ابھی ہم وقفہ سوالات شروع کرتے ہیں۔ Order No. 2.

Questions and Answers

Mr. Deputy Chairman: Question No. 25. Senator Danesh Kumar Sahib.

*(Def.)*Question No. 25 **Senator Danesh Kumar:***Will the Minister for Foreign Affairs be pleased to state whether it is fact that the directions of Hon'ble Supreme Court of Pakistan in Criminal Original Petition No.89/2011 (2013SCMR1752) and Civil Review Petition No. 193 of 2013(2015SCMR456) regarding repatriation of employees appointed on deputation are not being observed by the Ministry of Foreign Affairs, if so, the reasons thereof?*

Mr. Mohammad Ishaq Dar: Ministry of Foreign Affairs has duly complied with the directions Honorable Supreme Court of Pakistan in Criminal Original Pet. No. 89/2011(2013 SCMR1752) and Civil Review Petition No.193 2013 (2015SCMR456) regarding repatriation of employees appointed on deputation.

Under the Civil Servants (APT) Rules, 1973, three modes of appointment have been provided, that is, by promotion, transfer and initial appointment. Rule 20A deals with appointment on deputation.

Ministry of Foreign Affairs utilizes the services of officers and officials for deputation who possess the requisite qualification and experience, for an initial period of three years by following in letter and spirit government instructions regarding the appointment of a deputationist.

جناب ڈپٹی چیئرمین: کوئی ضمنی سوال؟

سینیٹر دنیش کمار: جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔ میں نے دو petitions کا حوالہ دیا تھا، اس کے متعلق وزارت خارجہ کی طرف سے جواب آیا ہے کہ اس پر من و عن عمل ہو رہا ہے۔ منسٹر صاحب! میرے پاس دستاویزات پڑی ہوئی ہیں کہ deputation پر آئے ہوئے ملازمین کو ابھی تک واپس نہیں بھیجا گیا جبکہ سپریم کورٹ نے petition میں واضح احکامات دیے تھے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس ایوان کو گمراہ کرنے کی ایک سازش ہے۔ منسٹر صاحب میرے لیے قابلِ احترام ہیں، آپ اس معاملے کو مہربانی فرما کر کمیٹی کو بھیج دیں، وہاں میں proofs لاؤں گا کہ اس چیز پر عمل نہیں ہو رہا۔ مہربانی فرما کر آپ اس معاملے کو اسٹینڈنگ کمیٹی کے حوالے کر دیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

Senator Azam Nazeer Tarar (Minister for Parliamentary Affairs): Sir, we expect whatever is communicated by the division concerned is based on true facts.

میں اپنے محترم بھائی سینیٹر دنیش کمار کو controvert نہیں کرتا اس لیے کہ ان کے پاس بھی کوئی ایسی information ہو گی لیکن میں تھوڑا سا deputation policy پر بطور وکیل کے اتنا ضرور جانتا ہوں، کامران مرتضٰی صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، سول سرونٹ ایکٹ میں اس کی گنجائش ہے۔ Initial appointment تین سال کے لیے ہوتی ہے، پھر دو سال کی extension ہے لیکن اس کے بعد ظاہر ہے کوئی ایسی قدغن نہیں ہے، special circumstances میں یہ وزیر اعظم کا اختیار ہوتا ہے یا جو head of department ہیں، جو employee کو بھیجنے والے ہیں، جن کی طرف سے employee گیا ہوتا ہے اور جو وصول کرنے والے ہیں جہاں پر وہ duty کر رہے ہیں کہ اگر وہ دونوں فریقین agree کریں تو اس میں exceptions create ہوتی ہیں۔ Reasons have to be recorded کہ اس کی services محکمے کے لیے کتنی ضروری ہیں۔ اس background میں یہ کہنا کہ بالکل نہیں ہو سکتا، سپریم کورٹ کی ان judgments میں بھی اتنی گنجائش ضرور رکھی گئی کہ اسے آپ ایک routine matter نہ بنالیں، run of mill نہ ہو کہ ہر case میں ہی آپ آٹھ آٹھ

اور دس دس سال کریں۔ Three plus two is rule which is to be adhered. If somebody goes beyond that, for those special reasons, peculiar facts be taken into consideration and kept in mind and وہ وجوہات دے کر کیا جائے۔ آپ اگر سمجھتے ہیں تو میں فارن افیئرز کے concerned officials کو آپ کے پاس بھیج دیتا ہوں۔

مجھے صرف دو منٹ کی اجازت دے دیں۔ آپ کی بات سر آنکھوں پر ہے لیکن ایک نیا trend سامنے آرہا ہے کہ ہر سوال ہی کمیٹی میں جانا ہے، by and large میرے معزز دوستوں کی یہ insistence ہے کہ معاملہ کمیٹی کو refer کر دیا جائے۔ کمیٹیوں کے پاس already businesses بھی ہیں۔ Committees are primarily responsible for general oversight وہ معاملات جو بریفنگ کے دوران take up ہوتے ہیں یا جو legislative work ہوتا ہے۔ فارن افیئرز کی کمیٹی کے پاس بھی آپ کے بہت سارے ایسے issues ہیں جو already pending ہوتے ہیں۔ مجھے اعتراض نہیں ہے لیکن میں صرف یہ گزارش کروں گا کہ ہمیں ہر سوال پر ضمنی سوالات بھی لینے چاہییں اور انہیں floor of the House پر threadbare discuss کرنا چاہیے۔ ایک تو اس سے information باہر جاتی ہے، یہ ایک public forum ہے، دوسرا محکموں پر بھی یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ من و عن درست facts and figures کے ساتھ آپ کے سامنے آئیں۔ جہاں پر کوئی glaring غلطی ہو یا جہاں پر issue اتنا sensitive ہو جو کہ glaring on the face of record, نظر آئے تو this House, of course, can refer the matter to Committee. میری آپ سے یہ استدعا ہوگی کہ ہر دوسرے یا تیسرے سوال کو اگر ہم کمیٹی میں بھیجنا شروع کر دیں گے تو وہ جو کہتے ہیں کہ ایک بھرم بھی ٹوٹ جائے گا کیونکہ ہر معاملہ ہی اب کمیٹی میں جارہا ہے۔ للذا، overload نہ ہو جائے۔

میں نے deputation policy کے حوالے سے اس کا جواب دیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم اس کی پوری طرح سے پیروی کر رہے ہیں۔ آپ کو اگر کسی طریقے سے لگتا ہے کہ یہ دس cases ہیں جو کہ in deviation of Supreme Court’s rules ہیں، ویسے میری اپنی رائے یہ ہے کہ قانون اور rules پہلے آتے ہیں، عدالتوں کے فیصلے ضرور آئیں لیکن

کہ general directives کے اس طرح کے executive matters میں عدالتوں کے اس طرح کے general directives کہ حکومت اس طرح سے چلائی ہے، یہ نہ رسم ہے، نہ روایت ہے اور نہ یہ آئین کی منشا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ تین compartments ہیں، عدلیہ ہے، انتظامیہ ہے اور مقنّنہ ہے۔ نہ مقنّنہ کے یعنی ہمارے معاملات میں کوئی دخل دے، نہ کوئی عدلیہ کے معاملات میں دخل دے اور vice versa ہم عدلیہ سے بھی یہ توقع رکھتے ہیں کہ وہ executive کو اپنا کام کرنے دے۔ ہر معاملے میں یہ کہنا کہ اس چیز کو اس طرح نہیں بلکہ اس طرح سے کیا جائے گا، یہ میرے آئین کی منشا نہیں ہے۔ میرے خیال میں اگر کوئی بات آپ supplementary کے ذریعے بتانا چاہتے ہیں، سو بسم اللہ لیکن میری استدعا صرف یہ ہے کہ ہم ہر معاملے کو کمیٹی کی طرف refer نہ کیا کریں۔

سینیٹر دنیش کمار: جناب! آپ دیکھیں کہ میرے ہر سیشن میں دس پندرہ سوالات ہوتے ہیں مگر کبھی بھی میں نہیں کہتا کہ کمیٹی کو refer کریں۔ جس سوال کے جواب سے میں مطمئن نہیں ہوتا، اسی کو میں بھیجنے کا کہتا ہوں کیونکہ مجھے پتا ہے کہ کمیٹی کے پاس اور business بھی ہے۔ منسٹر صاحب کی اطلاع کے لیے ایک عرض کر دوں کہ اس سے کمیٹی پر effect نہیں پڑے گا کیونکہ اسی قسم کا سوال already کمیٹی میں موجود ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: دنیش صاحب! ایک تو آپ Chair کو مخاطب کریں۔ دوسرا یہ ہے کہ منسٹر صاحب سے کوئی سوال پوچھیں کیونکہ آگے اور سوالات بھی ہیں۔ بحث سے گریز کریں۔

سینیٹر دنیش کمار: جناب! میں بحث نہیں کر رہا۔ میں منسٹر صاحب سے یہی عرض کر رہا ہوں کہ اسی قسم کا یعنی deputation پر آئے افسران سے متعلق سوال، فارن افیئرز کمیٹی میں پہلے ہی refer ہو چکا ہے۔ آپ صرف یہ کریں کہ اس کو club کر دیں۔ مجھے اور کچھ نہیں چاہیے۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب! میری سوئی ایسی نہیں ہے جو پھنس جاتی ہے۔ For all the more reasons اگر ڈیپوٹیشن پالیسی کا معاملہ already کمیٹی کے پاس ہے تو اس سوال کو پڑھا ہوا تصور کریں اور اسے dispose of فرمائیں۔ وہی general سوال دوبارہ آیا ہے، میں نے ہی اس کا reply دیا تھا اور کہا گیا تھا کہ کمیٹی کو refer کر دیں۔ للذا، اس کو dispose of فرما دیں، یہ پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ کمیٹی already وہ مسئلہ سن رہی ہے، اس لیے اسے ختم کر دیا جائے۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: چلیں، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔ آپ نے کہا club کیا جائے تو اس کے بعد question تو نہیں بنتا۔ سوال نمبر ۶۶، سینیٹر رانا محمود الحسن صاحب۔ موجود نہیں ہیں۔

*Question No. 66 **Senator Rana Mahmood Ul Hassan:** *Will the Minister for Communications be pleased to state whether it is a fact that there are no road lights installed form Chungi No. 26 to Sangjani Toll Plaza on G.T. Road, if so, the reasons thereof, indicating also the timeline by which road light infrastructure would be installed and made operational?*

Mr. Abdul Aleem Khan:The road section of G.T. Road from Chungi No. 26 to Sangjani Toll Plaza is under the jurisdiction of National Highway Authority under NHA Central Zone, Lahore. NHA undertakes repair and maintenance of the road section through various maintenance contracts, including provision of highway safety works, such as signboards, gantry signs, road markings and delineators, etc.

The NHA, however, does not provide any street lighting works on this or any other road network, being outside its mandate as per SOP. This road section and area falls under the domain of Capital Development Authority and various housing schemes along this road stretch of N-5. It is their prerogative to provide and maintain street lighting or otherwise. NHA is only restricted to the maintenance of road and thus, the provision of street lighting is outside its domain, as explained above.

جناب ڈپٹی چیئرمین: سوال نمبر ۶۷، سینیٹر رانا محمود الحسن صاحب۔

*Question No. 67 **Senator Rana Mahmood Ul Hassan**: *Will the Minister for Communications be pleased to state whether it is a fact that a project for construction of a flyover was approved at Tarnol railway crossing, if so, the reasons for delay in starting said project and the timeline by which the said project will start?*

Mr. Abdul Aleem Khan: The consultancy contract agreement for the project, “Feasibility study and detailed design of Tarnol - Fatehjang- Jand N-80” was signed between NHA and M/s NESPAK (Pvt.) Ltd. in JV with M/s Al Engineers (Pvt.) Ltd and commenced on 07th Jan, 2021. The section-I of the said project is

Flyover over Tarnol Railway Phattak along with Dualization of Tarnol Urban Area up to Naogazi (6.5Km approx).

The PC-1 for section I i.e. "Construction of Flyover over Tarnol Railway Pathak along with dualization of National Highway N-80 from Urban Area up to Noagazi" was submitted to the Ministry of Planning, Development and Special Initiatives through the Ministry of Communications dated 14th February, 2022 on IPAS for approval and allocation of funds for execution of the project. Unfortunately, the PC-1 was returned back on12-12-2022 citing financial constraints. NHA will only be in a position to execute the project, if Ministry of Planning, Development and Special Initiatives can assure the availability of funds for the project.

NHA does not have sufficient funds to initiate new projects. NHA therefore is prioritizing the allocation of available resources, towards the completion of ongoing projects.

جناب ڈپٹی چیئرمین: سوال نمبر ۶۸، سینیٹر محمد ہمایوں مہمند صاحب۔

*Question No. 68 **Senator Mohammad Humayun Mohmand:** *Will the Minister for National Food Security and Research be pleased to state the functions, responsibilities and performance of the Pakistan Tobacco Board, indicating district-wise production, collection and utilization of the Development Cess, during the last 3 years?*

Rana Tanveer Hussain:

Functions/Responsibilities of Pakistan Tobacco Board (PTB) attached.	Annex-I
Performance of PTB attached.	Annex-II
Cess collected by PTB during last 3 years attached.	Annex-III
The district wise tobacco data of last 3 years attached.	Annex-IV
Tobacco Development Cess is administered by the Excise and Taxation Department of the Government of Khyber Pakhtunkhwa, which is responsible for its levy, collection and utilization.	Annex-V

The detail of collection and utilization of Tobacco.Development Cess during last 3 years last 3 years is attached	Annex-VI

(Annexures have been places in Library and on table of the mover/ Concerned member).

جناب ڈپٹی چیئرمین: سوال نمبر ۶۹، سینیٹر دنیش کمار صاحب۔

*Question No. 69 **Senator Danesh Kumar**: *Will the Minister for Foreign Affairs be pleased to state whether it is a fact that the Pakistan Mission in Germany has communicated the request for signing dual nationality / citizenship agreement with Germany to accommodate the Pakistani diaspora in Germany, if so, the steps taken / being taken by the Government indicating also the time required for signing such agreement between Pakistan and Germany?*

Mr. Mohammad Ishaq Dar: The German government has created a space for dual citizenship in their law effective from 27 June 2024. This has enabled the applicants to retain their original citizenship in addition to German citizenship.

2. Subsequent to the significant shift in Germany's citizenship policy, the Ministry and Pakistan Embassy in Berlin have been requesting the Ministry of Interior to consider either of the following:

(i) Signing Dual Nationality Agreement with Germany or

(ii) Making necessary provisions/amendments in our law to allow dual nationality arrangement with Germany, enabling German citizens of Pakistani origin, to reclaim their Pakistani nationality, that they had renounced on acquiring German citizenship.

3. Currently, in the context of Germany, the Government of Pakistan allows the dual citizenship only for the children of Pakistani parents who have grown up in Germany, and who have due to their birth in Germany acquired German nationality in addition to their parent's nationality from the other state. It, however, does not allow Pakistani origin individuals to reclaim

their Pakistani citizenship, earlier renounced to acquire the German Nationality.

4. Last year Directorate General of Immigration & Passport (IMPASS) conveyed NOC to the Ministry of Interior regarding dual nationality arrangements with Germany. IMPASS also intimated that Amendments in Section 14-A of Pakistan Citizenship Act, 1951 is already proposed and the Bill in this regard has been sent to the quarters concerned. After passing the Bill from the Parliament, such Pakistani citizens who have renounced their Pakistani nationality in the past, will get the opportunity to reclaim their Pakistani Citizenship.

5. The Ministry of Foreign Affairs, on its part is pursuing with Interior Ministry to expedite the process, to enable the Pakistani Diaspora in Germany to regain their Pakistani Nationality.

جناب ڈپٹی چیئرمین: کوئی ضمنی سوال؟

سینیٹر دنیش کمار: جناب! پہلے آپ کی توجہ چاہیے۔ ایک تو انگریزی کی book میں اور اردو کی book میں بہت زیادہ فرق اور غلطیاں ہوتی ہیں۔ میں نے پہلے بھی دو تین مرتبہ کہا ہے، اب اس میں آپ تھوڑا سا دیکھ لیں، کہتے ہیں:

'پیدائش کے سبب جرمن شہریت حاصل کر چکے ہیں، ساتھ ہی اپنے والد کی شریعت بھی برقرار رکھی ہے تاہم پاکستانی نژاد افراد جو جرمن شہریت حاصل کرنے کے لیے اپنی پاکستانی شریعت ترک کر چکے ہیں۔'

جناب! یہ پاکستانی شریعت کیا ہوتی ہے؟ شہریت تو ہم نے سنا ہے لیکن شریعت کیا ہوتی ہے؟ جناب! ان جوابات میں بہت بڑا فرق ہوتا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آفس سے کہوں گا کہ یہ چیزیں ذرا check کر لیں۔

سینیٹر دنیش کمار: جناب! دوسری بات، میرا نام دنیش کمار ہے جبکہ یہاں پر دانش کمار لکھا گیا ہے۔ اتنی زیادہ غلطیاں ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: چلیں، یہ چیزیں office check کرے گا۔ آئندہ خیال رکھا جائے گا۔ جی دنیش کمار صاحب۔

سینیٹر دنیش کمار: جناب! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ میں اس جواب سے مطمئن ہوں مگر میں نے یہ کہا تھا کہ اس مسئلے کے حل کے لیے کیا timeframe ہے؟ یہاں timeframe موجود نہیں ہے۔ دوسری بات، چیئرمین صاحب کے توسط سے آپ سے میرا سوال ہے کہ روس نے بھی یہی چیز کی ہوئی ہے۔ انہوں نے بھی کہا ہے کہ dual nationality allowed ہے۔ میری آپ سے request ہے کہ یہی معاہدہ جو آپ جرمنی کے ساتھ کرنے جا رہے ہیں، یہی معاہدہ روس کے ساتھ بھی کریں تاکہ پاکستانی عوام جو وہاں پر رہ رہے ہیں، ان کو کوئی relief مل سکے۔ مہربانی کرکے مجھے بتادیں کہ کتنے timeframe کے اندر یہ کام ہو جائے گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: منسٹر صاحب۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: سینیٹر دنیش کمار صاحب! شکریہ۔ بالکل سیکرٹری صاحب موجود ہیں، جو آپ کا شکوہ ہے translation کے point of view سے اور اردو ترجمے کے حوالے سے تو اس کے متعلق بالکل ہم سیکرٹریٹ کو آج direction کر دیں گے کہ proof reading بڑے دھیان سے کی جائے۔ آپ کے نام کے حوالے سے میں معذرت خواہ ہوں، وہ نہیں آنا چاہیے لیکن شکر والی بات یہ ہے کہ آپ کو اور زیادہ بڑھا چڑھا کر پیش کیا گیا ہے اور آپ کو دانش پر لے کر گئے ہیں اور آپ میں دانش بھی ہے الحمدللہ۔ آپ نے timeframe کی بات کی۔ سینیٹر دنیش کمار آپ خود جانتے ہیں کہ جو foreign countries ہیں، آپ ان کے ساتھ حکماً کچھ نہیں کر سکتے because foreign relationships میں یہ courtesy ہے کہ ایک sovereign state دوسرے sovereign state کو timelines نہیں دی سکتی۔ ہم نے initiate کر دیا ہے اور ان کی طرف سے reply کا انتظار ہے۔ سینیٹر صاحب ہماری طرف سے یہ گیا ہوا ہے. and its pending there میں سوال کے جواب میں paragraph 4 repeat کر دیتا ہوں جس میں لکھا ہے کہ

The Directorate General of Immigration and Passport conveyed NOC to the Ministry of Interior regarding dual nationality arrangements with Germany and intimated that amendments are being made in Section 14-A of Pakistan Citizenship Act, 1951.

یہ ہماری طرف سے ہے لیکن جوان کا ہے، وہ الگ ہے۔ انہوں نے اپنے laws amend کر دیے ہیں۔ Our MoU will get final assent for reciprocity when this process is initiated. یہ تو ہو گیا۔ ہماری طرف سے یہ اگلے مہینے یا دو میں ہو جائے گا لیکن ultimately سارا معاملہ state of Germany نے طے کرنا ہے۔ ظاہر ہے وہ دوسرے end پر ہیں اور اس وجہ سے timeframe نہیں ہے۔ پاکستانی side پر ہونے والی چیزوں میں ہم نے دو بڑے actions complete کر لیے ہیں۔ تیسرا action جو amendment کے متعلق ہے، وہ CCLC میں تیار ہو چکا ہے اور اسے ہم اور آپ نے مل کر پاس کرنا ہے۔ جو law میں تبدیلی ہے، وہ ان شاء اللہ اگلے سیشن میں آ جائے گی۔

(مداخلت)

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: سینیٹر دنیش کمار صاحب! ایک amendment کی Cabinet سے approval ہو گئی ہے۔ I would try کہ اسی کمیٹی میں دوسری amendment بھی introduce کروا دوں اور اس سے ہمارا وقت بچے گا۔ As far as the case with Russia is concerned, I am not aware about it. میں آپ کی یہ بات Secretary, Ministry of Foreign Affairs تک پہنچاتا ہوں کہ اگر Russian Federation نے بھی یہ چیز کر دی ہے اور انہوں نے allow کر دیا ہے تو ان کے ساتھ بھی یہ arrangement کیا جائے۔ ویسے میں ایوان کی information کے لئے یہ بتا دوں کہ right now جو ہماری dual nationality کا mechanism چل رہا ہے، وہ 22 ممالک کے ساتھ ہے اور وہ ممالک یہ ہیں: United Kingdom, France, Italy, Belgium, Iceland, Australia, New Zealand, Canada, Finland, Egypt, Jordan, Syria, Switzerland, Netherlands, United States of America, Sweden, Ireland, Bahrain, Denmark, Norway, Luxembourg اور اب جرمنی بھی شامل ہے۔ اگر list مزید بڑھتی ہے تو یہ ہمارے diaspora کے لئے بہتر ہے۔ آپ کی Russia کے متعلق جو تجویز ہے، میں وہ آگے پہنچا دیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: اس حوالے سے کوئی اور ضمنی سوال ہے یا نہیں؟ میرے خیال سے نہیں ہے۔ اگلا سوال 70۔ سینیٹر حاجی ہدایت اللہ خان۔

*Question No. 70 **Senator Hidayatullah Khan:** *Will the Minister for Foreign Affairs be pleased to state:*

(a) *number of sanctioned posts of BS-18 and above in Pakistan Embassies/Consulates at Australia, USA, New Zealand and Bangkok indicating also the position lying vacant; and*

(b) *details of incumbents with names, tenure, city of posting etc., posted against such posts alongwith the functions, responsibilities and their performance during the last two years?*

Mr. Mohammad Ishaq Dar: (a) Currently, there are 26 sanctioned posts of Pakistani diplomats of BS-18 and above serving in 10 Pakistani High Commissions/ Embassies/Consulates in Australia, USA, New Zealand and Bangkok.

(b) Details of incumbents are given as Annexure. The Ministry is consolidating details and will share the same with Honourable mover of the question as & when the same are compiled.

Annex-.

Canberra			
S. No	Designation	Name	Date of Posting
1	High Commissioner	Zahid Hafeez Chaudhri	09-09-21
2	Counsellor	Yawar Abbas	01-03-24
3	First Secretary	Arshad Mehmood Abbasi	18-02-24
4	Second Secretary	Asiya Mahar	02-12-21
Melbourne			
5	Consul General	Syed Moazzam H Shah	04-09-21
Sydney			
6	First Secretary	Saima Jamil	12-11-22
Washington			
7	Ambassador	Rizwan Saeed Sheikh	20-08-24
8	Minister	Batool Kazim	17-11-21
9	Counsellor	Bilal Akram Shah	30-01-24
10	Counsellor	Mariam Saeed	30-01-24
11	Counsellor	Rana Tahir Jamil	20-10-21
12	First Secretary	Rizwan Gul	08-11-21
13	First Secretary	Ifrah Tariq	06-02-24
14	Second Secretary	Muhammad Bilal Riaz	20-02-24
New York			
15	Consul General	Aamer Ahmed Atozai	29-08-23
Houston			
16	Consul General	Muhammad Aftab Chaudhry	04-04-23
17	Minister	Ashar Shahzad	13-10-22
Los Angeles			
18	Consul General	Asim Ali Khan	09-02-23
19	First Secretary	Muhammad Mubashir Khan	17-09-24
Chicago			
20	Consul General	Tariq Karim	16-05-21
21	Counsellor	Saeed Ali	09-10-23
Wellington			
22	High Commissioner	Dr. Faisal Aziz Ahmed	05-06-24
23	First Secretary	Imran Ullah Khan	18-10-22
Bangkok			
24	Ambassador	Rukhsana Afzaal	10-06-24
25	Counsellor	Yasir Hussain	06-09-22
26	Counsellor	Faiza Haseeb	19-12-21

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر صاحب موجود نہیں ہیں۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال 71۔ سینیٹر ڈاکٹر زرقا سہروردی تیمور۔

*Question No. 71 **Senator Dr. Zarqa Suharwardy Taimur:** *Will the Minister for Foreign Affairs be pleased to state whether it is a fact that Crown Prince Muhammad bin Salman during his visit of 2019 announced release of 2107 Pakistani prisoners from Saudi jails, if so, the progress made in this regard, indicating also the number of Pakistani prisoner released so far?*

Mr. Mohammad Ishaq Dar: The data of the prisoners released since the visit of HRH Crown Prince Mohammed Bin Salman to Pakistan is as follows:

Year	Released Prisoners (under consular Jurisdiction of Pakistan Embassy Riyadh)	Released Prisoners (under consular Jurisdiction of Pakistan Consulate General of Jeddah)	Total
2019	545	-	545
2020	402	490	892
2021	367	549	916
2022	450	881	1331
2023	493	901	1394
2024	650	1480	2130
Total:	**2907**	**4301**	**7208**

It is, however, hard to bifurcate / differentiate the number of the prisoners who have been able to avail this clemency under this announcement due to continuous inflow as well as outflow of the prisoners.

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر صاحبہ موجود نہیں ہیں۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال 72۔ سینیٹر ڈاکٹر زرقا سہروردی تیمور۔

*Question No. 72 **Senator Dr. Zarqa Suharwardy Taimur:** *Will the Minister for Foreign Affairs be pleased to state whether it is a fact that the Government is drafting a uniform consular protection policy for Pakistanis imprisoned in foreign jails, if so, details thereof?*

Mr. Mohammad Ishaq Dar: The Ministry is developing a comprehensive consular policy through stakeholder consultations. While this policy is being formulated, Pakistan continues to protect its citizens abroad through established international frameworks such as consular protection enshrined in Article 36(c) of the Vienna Convention on Consular Relations 1963. Under this framework, our consular officers: visit Pakistani nationals in prison or detention, converse and correspond with detained nationals and arrange legal representation for them.

Our missions abroad continue to facilitate repatriation/deportation, provide legal support, and offer financial assistance where possible.

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر صاحبہ موجود نہیں ہیں۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال73۔ سینیٹر ڈاکٹر زرقا سہروردی تیمور۔

*Question No. 73 **Senator Dr. Zarqa Suharwardy Taimur**: *Will the Federal Minister for Foreign Affairs be pleased to state:*

(a) total number of Pakistani prisoners presently imprisoned in the foreign jails with country, gender, crime and sentence-wise breakup indicating also the dates of release from jail in each case; and

(b) total number of Pakistanis on death sentence in foreign countries with country, gender and crime-wise breakup in each case during past 10 years?

Mr. Mohammad Ishaq Dar: (a) The Ministry of Foreign Affairs maintains records of Pakistani nationals imprisoned abroad based on information provided by our diplomatic Missions. According to the current data, approximately 23,456 Pakistani nationals are imprisoned in various countries worldwide. The largest concentrations are in the Gulf region, particularly in Saudi Arabia (12,156) and UAE (5292). The list containing the information is attached.

(b) The Ministry is in the process of obtaining and consolidating updated data of past 10 years, as desired by the Mover of the Question, from all of its Missions and submissions. The same will be shared with the Honourable Mover, as and when the same is compiled.

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر صاحبہ موجود نہیں ہیں۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال74۔ سینیٹر عون عباس۔

*Question No. 74 **Senator Aon Abbas:** *Will the Minister for National Food Security and Research be pleased to state:*

(a) whether it is a fact that cotton cess has not been collected from cotton mills since 2016, if so, the total amount of such cotton cess indicating also the cotton mill wise details of unpaid cotton cess; and

(b) whether it is also a fact that a cut of 25-35% has been imposed on the salaries and pensions of employees of Pakistan Central Cotton community for making up a recovery on failure of cotton mills in paying cotton cess?.

Rana Tanveer Hussain: (a) Yes, it is a fact that cotton cess is not being paid by textile mills since 2016. Few mills are making partial payment and some mills are not paying at all their cess liability.

The total cess collection has fallen from Rs. 631.72 million in 2014-15 to Rs. 293 million in 2023-24, while arrears have accumulated to over Rs. 3 billion. The summary of mills paying, partially paying and not paying is as below:

Zone	No. of Mills	No. of Mills Paying Cess	No. of Mills Non-Paying Cess	Mills Closed	MMF/ Waste
Kasur	126	23	69	34	0
Multan	60	11	23	26	0
Faisalabad	96	29	28	30	9
Rawalpindi	17	2	9	03	3
Sheikhupura	51	7	21	9	14
Sahiwal	49	15	14	18	2
KPK	23	3	11	05	4
Sind/Baluchistan	148	38	43	63	4
Total	**570**	**128**	**218**	**188**	**36**

Detailed mill-wise list is annexed.

(b) No. It is not the cut of 25-30% rather employees of PCCC are getting only 25-30% of their salaries (since June 2022) due to financial crunch the institution is facing. Cotton cess is the only source of funding for PCCC and drop in cess recovery is the main reason for this state of affair. Efforts have been made for recovery of outstanding cess amount from the defaulter textile mills.

SUMMARY OF PROVISIONAL ASSESSMENT /RETURNS BASED AND SHORT PAYMENT ARREARS OF DEFAULTER TEXTILE/SP. MILLS W.E.F. PRIOR TO JULY,2012 AND JULY,2012 TO JUNE, 2024

SR. NO.	DEFAULT PERIOD	NO. OF DEFAULTER MILLS	Total Assessed/ due Amount Against Mills (Arrears) Rs.	Return Based Arrears LC Rs.	Return Based Arrears IC Rs. -	Short Payment Arrears Rs.	G.Total Rs.
1	Returns Based Arrears	75	-	167,406,351	543,118,870	81,621,364	792,146,585
2	Assessed Based Arrears	145	2,719,582,991	-	-	-	2,719,582,991
	TOTAL	220	2,719,582,991	167,406,351	543,118,870	81,621,364	3,511,729,576

LC= Local Cotton
IC = Imported Cotton
short Payment= Mills deposited cess@ of Rs. 20/-

PROVISIONAL ASSESSMENT STATEMENT OF DEFAULTER TEXTILE/SPINNING MILLS UPTO JUNE,2024

Sr. No.	Name of Textile/Sp. Mills	Default Period	Avg. bales consumption of last six months	30% Addition on Avg. Bales consumption	Avg.bales consumption of each month	No. of Default Months	Total Assessed due Amount against Mills. Arrears. (Rs.)
1	(Blue Star Sp. Mills) Ali Hajvery Textile Mills	07/10 to06/24	1394	418.2	1812	157	13,154,776
2	A.A. Spinning Mills Ltd	12/16 to 2/17 & 5/17 to 8/17 & 11/17 to 6/19 & 12/19 to 02/20 & 4/20 to 7/20 & 9/20 to 11/20 & 06/21 to 12/21 & 09/22 to 02/23	3752.83	1125.849	4878.679	52	10,984,565
3	Abu Bakar Textile Mills Ltd	04/12 to 06/24	3108	932.4	4041	136	6,239,240
4	Acro Sp & Weaving Amjad Textile (Mills Closed)	11/13 to 12/14 + 02/15 to 05/24	2017	605	2622	127	16,649,700
5	Acro Textile Mills Ltd M/C	01/16 to 01/23	2063	618.9	2682	85	11,398,500
6	Ahmad Din Textile Mills Ltd (Mills Closed)	02/16 to 06/19	140.73	42.219	182.949	41	375,045
7	Ahmed Oriental Textile	08/15 to 06/24.	1928	578	2506	108	13,532,400
8	Ali Akbar Textile Ltd	06/16 to 06/24.	152	45.6	198	97	960,300
9	Ali Haq Spinning Mills Ltd	05/15 to 06/24	6140	1842	7982	110	43,901,000
10	Amin Textile Mills Pvt Ltd	12/23 to 06/24	1633	490	2122	7	742,788
11	Amtex Textile Mills Ltd (Mills Closed)	10/14 to 06/19	858	257.4	1115.4	57	3,178,890

12	Anmol Textile Mills Ltd	06/14 to 06/24.	238	71	309	121	1,871,870
13	Anoud Textile Mills M/C Now working Centurian Textile	12/19 to 02/23	1392	417.51`	1809	39	3,527,921
14	Apollo Textile (U-1)	11/05 to 02/06+ 06/06 to 08/06 11/06 to 04/07 + 07/07 to 06/24	405	122	527	217	4,540,150
15	Apollo Textile (U-2)	05/04 to 06/04+ 01/05 to 06/24	694	208	902	236	8,036,820
16	Apollo Textile (U-3)	11/05 to 02/06+ 06/06 to 08/06+ 11/06 to 01/07+ 04/07 to 04/07+ 07/07 to 06/24	7167	2150	9317	215	79,873,275
17	Arain Fibres	04/11-01/12 + 05/12-12/14 + 07/16-06/24	1289	386.7	1676	127	10,266,440
18	Arain Mills Ltd	04/11-01/12 + 05/12-12/14 + 07/16-06/24	2206	661.8	2868	206	17,005,920
19	Arain Textile	04/11-01/12 + 05/12-12/14 + 07/16-06/24	1454	436.2	1890	127	12,001,500
20	Arshad Usman Textile Mills Ltd	07/11 to 05/12+ 02/16 to 06/24.	89	27	116	112	649,600
21	Aslam Textile Mills Ltd (Mills Closed)	02/16 to 06/19	153.67	46.101	199.771	41	409,531
22	Bashir Cotton Mills Ltd	08/16 to 11/24	1,032	310	1,342	99	6,640,920
23	Bombal Textile Mills Ltd (Closed)	07/13 to 12/21	186.33	55.899	242.229	102	1,235,368
24	Brother Textile Mills Ltd	11/14 to 06/24.	1377	413.1	1790	115	10,292,500
25	Chakwal Spinning Mills Ltd	8/15 to 01/23	2506	751.8	3258	100	16,290,000
26	Colony Textile Mills Ltd	02/16 to 06/24.	21839	6552	28391	100	141,953,500
27	D.S Industries Ltd	11/14 to 12/18	1,652	495	2,147	50	5,367,500
28	D.S Textile Mills Ltd	10/15 to 12/18	704	211	915	39	1,784,250

29	Dewan Textile Mills Ltd (Temporary closed)	03/14 to 08/14+02/15 to 06/24.	4664	1399	6063	117	35,469,720
30	Dewan Khalid Textile Mills Ltd (Temporary closed)	05+6/14+6+8/15+10/15 to 06/24.	426	128	554	117	3,239,730
31	Diamond International Co.Ltd	07/17 to 12/18 (returns not received)	4385	1316	5701	19	5,415,475
32	Din Textile Mills Ltd # 01	06/16 to 06/24. (Pds Arrears Rs. 6000000(all units)	1821	546.3	2367	97	11,479,950
33	Din Textile Mills Ltd # 02	06/16 to 06/24.	3594	1078.2	4672	97	22,659,200
34	Din Textile Mills Ltd # 03	06/16 to 06/24.	1909	572.7	2482	97	12,037,700
35	Din Textile Mills Ltd # 05	06/16 to 06/24	2331	699.3	3030	97	14,695,500
36	Ejaz Spinning Mills Ltd	02/16 to 06/24.	4,279	1,284	5,563	101	28,091,635
37	Ejaz Textile Mills Ltd	02/13 to 07/14 + 09/14 to 10/14 + 05/16 to 11/24(Returns Received for the Period, 1/13to7/14+9/14+1/14to10/14+12/14to4/15+6/15+7/17to4/16. Rs:- 5839777)	2767	830.1	3597	123	22,121,550
38	Ellcot Sp. Mills Ltd	07/16 to 06/24.	7751	2325.4	10076.4	96	48,366,720
39	Faisal Mustafa Spinning Mills Ltd (Mills Closed)	08/15 to11/15 & 02/16 to 6/19	367.55	110.265	477.815	45	1,075,084
40	Faisal Spinnng Mills Ltd	09/20 to 09/21(returns not received)	5900	1770	7670	15	5,752,354
41	FANZ Spinning Mills Ltd	10/22 to 06/24.	113	34	147	20	147,000
42	Farooq Habib Textile Mills Ltd	01/08 to 06/24	833	249.9	1093	186	83,448,890
43	Fateh Textile Mills Ltd (U-1)	07/07 to 06/24.	2036.2	610.86	2647.06	204	17,480,916
44	Fateh Textile Mills Ltd (U-2)	07/07 to 06/24.	2484.7	745.41	3230.11	204	25,039,234

45	Fazal Cloth Mills U-2 (payment start 02/24.)	07/16 to 01/24	17082	5125	22206	91	101,038,847
46	Fazal Cloth Mills U-3 (payment start 02/24.	07/16 to 01/24	9281	2784	12066	91	54,899,067
47	Fazal Weaving Mills Ltd (Merged into Faza Cloth)	01/16 to 05/24	7847	2354	10201	102	52,025,610
48	Fimcotex industies M/C	07/17 to 02/2023	976	293	1269	68	4,313,920
49	Globe Textile Mills Ltd (O.E) M/C	1/13+06/13 to 10/2	417	125	542	115	3,117,075
50	Good Luck Textile M/C	07/17 to 09/17 + 02/18 to 02/2023	1558	467	2025	65	6,582,550
51	Granada Textile Mills Ltd	06/11 to 06/24.	286	86	372	157	2,762,620
52	Gul Ahmed Textile Mills U-5-B (M/C)	03/16 to 08/21	3724	1117	4841	67	16,218,020
53	Gulistan Textile Mills Ltd (U-9)	09/11 to 02/23	745	224	969	151	6,395,400
54	Gulistan Fibers (M/C)	07/13 to 10/2021	1556	467	2023	101	10,215,140
55	Gulistan Fibres (29) M/C	07/13 to 10/2022	571	171	742	113	4,193,995
56	Gulistan Spinning Mills Ltd	08/11 to 06/24	1870	561	2431	144	16,700,970
57	Gulistan Textile Mills Ltd # 01	07/12 to 07/23	1,702	511	2,213	133	14,713,790
58	Gulistan Textile Mills Ltd (U-2)	10/11 to 02/23	2,095	629	2,724	151	17,923,920
59	Gulistan Textile Mills Ltd (U-4)	12/11 to 02/23	1,900	570	2,470	151	16,153,800
60	Gulshan Spinning Mills # 02	11/11 to 06/24	1230	369	1599	122	9,889,190
61	Gulshan Spinning Mills Ltd(U-3)	11/11 to 02/23	1,841	552	2,393	151	15,698,080
62	Hassan Ltd (payment started form Nov,21)	06/16 to 10/21	6064.15	1819.245	7883.395	65	25,621,034
63	Hira Textile Mills Ltd	05/16 to 06/24. (Bounce Cheque Arrears Rs. 520100)	5505	1651	7156	80	28,624,000
64	Husein Industries Ltd .HT-8 M/	07/13 to 02/2023	120	36	156	116	904,800
65	Husein Industries Ltd .LF-32 M	07/13 to 02/2023	94	28	122	116	708,760
66	Husnain Textile Mills U-2	01/16 to 06/2021	8192	2458	10650	35	18,637,500
67	Hussain Mills Ltd # 06	11/15 to 06/24.	2396	719	3115	98	15,263,500
68	Hussain Mills U-2	05/17 to 05/24	5448	1634	7083	91	33,769,088
69	Hussain Mills U-5	06/17 to 12/22	6924	2077	9001	76	33,304,440

70	Idrees Textile Mills Ltd	07/19 to 06/24.	582	175	757	60	2,269,800
71	Iona Enterprises/A.G.Tex (payment started from 7/21)	01/14 to 06/21	1281.83	384.549	1666.379	90	7,498,706
72	Ishtiaq Textile Mills Ltd M/C	03/14 to 01/01/16(R+C)	333	100	433	23	497,835
73	Jubilee Spinning Mills Ltd M/C	12/14 to 02/2023	822	247	1069	99	5,289,570
74	Kassim Textile Pvt Ltd	7/23 to 06/24	3125	938	4063	12	2,437,500
75	Khalid Nazir Spinning Mills Ltd	10/11 + 11/15 to 06/24	201	60.3	261	93	1,192,770
76	Khalid Siraj Textile Mills Ltd	07/15 to 06/24.	2282	684.6	2967	107	15,873,450
77	Kohinoor Spinning Mills (U1&2) (Mills Closed)	04/16 TO 12/19	2759.38	827.814	3587.194	43	7,712,467
78	Kohinoor Spinning Mills (U-3) (Mills Closed)	05/16 to 08/22	7250.25	2175.075	9425.325	75	35,344,969
79	Lahore Spinning Mills Ltd	07/09 to 06/24	1434	430.2	1864	167	135,699,287
80	Latif Textile Mills (Mills Closed)	07/07 to 08/21	167	50.1	217.1	174	1,888,770
81	Mahmood Textile Mills	06/18 to 06/24.	22123	6637	28760	93	135,277,746
82	Marhaba textile Mills Ltd M/C	09/15 to 02/2023	221	66	287	90	1,292,850
83	Masco Spinning Mills Ltd	(Imported 04/16 to 06/21 Rs.1438380/=)	916	275	1191	41	2,441,550
84	Masood Fabrics Ltd	07/18 to 06/24.	4694	1408	6102	72	23,510,136
85	Masood Spinning Mills	07/18 to 06/24.	15678	4703	20381	72	73,372,244
86	Mehr Dastigir Textile	07/08 to 06/24 1992 TO 06/08 Rs. 3061925/-	1630	489	2119	181	19,176,950
87	Mehtabi Spinning Mills Ltd	02/16 to 05/24	671	201	872	100	4,361,500
88	Mian Textile Industries	11/15 to 06/24	748	224.4	973	103	5,010,950
89	Moro Textile Mills M/C	01/15 to 02/2023	1503	451	1954	98	9,574,110
90	Multan Sp. Mills Ltd (Mills Closed)	02/13 to 05/24	682	205	887	136	6,028,880

91	N.P. Cotton mills	12/16 to 06/17+07/19 to 09/20 (Returns not received)	5262	1579	6841	23	7,866,690
92	Nagina Cotton mills Ltd	06/2016 to 06/24.	9454	2836	12290	97	59,606,500
93	Nagra Spinning	03/16 to 07/16 & 05/17 to 07/17 &11/17 to 09/18 & 12/18 to 06/21	1254	376.2	1630.2	51	4,157,010
94	Neelibar Textile Mills Ltd (Mills Closed)	10/14 to 12/21	709	212.7	921.7	87	4,009,395
95	Nishat Chunian Ltd # 01	04/17 to 06/24.	7156	2146.8	9303	87	40,468,050
96	Nishat Chunian Ltd # 02+ PDCs arrears 16099083/- (U-1to 8)	04/17 to 06/24.	2079	623.7	2703	87	11,758,050
97	Nishat Chunian Ltd # 03	04/17 to 06/24.	3261	978.3	4239	87	18,439,650
98	Nishat Chunian Ltd # 04	04/17 to 06/24.	3824	1147.2	4971	87	21,623,850
99	Nishat Chunian Ltd # 05	04/17 to 06/24.	6642	1992.6	8635	87	37,562,250
100	Nishat Chunian Ltd # 06	04/17 to 06/24.	8111	2433.3	10544	87	45,866,400
101	Nishat Chunian Ltd # 07	04/17 to 06/24.	2425	727.5	3153	87	13,715,550
102	Nishat Chunian Ltd # 08	04/17 to 06/24.	1854	556.2	2410	87	10,483,500
103	Nishat Linen Mills Ltd	05/16 to 06/24.	5465	1639.5	7104.5	98	34,812,050
104	Nishat Linen Pvt Ltd (U-27)	01/15 to 09/15+05/16 to 06/24.	2,883	865	3,748	106	19,863,870
105	Nishat Mills Ltd	05/16 to 06/24.	9458	2837.4	12295.4	98	60,247,460
106	Nishat Mills Ltd F.W U-27	05/16 to 11/24	8,104	2,431	10,535	103	54,256,280
107	Noon Textile Mills	07/2016 to 06/24.	70	21	91	96	436,800
108	Pak Kuwait Textile Mills ltd (payment started from 08/2021)	06/2017 to 10/2017 & 05/2018 to 07/2021	4658	1397.4	6055.4	44	13,321,880
109	Pak Panther Spinning Mills Ltd # 02	02/14 to 06/24	516	154.8	671	124	4,160,200

110	Pak Panther Spinning Mills Ltd # 01	01/12 to 12/12 + 03/13 to06/24	481	144.3	145	221	355,220
111	Paradise Spinning Mills Ltd	05/16 to 06/24.	2813	843.9	3657	98	17,919,300
112	Paramount Spinning Mills Ltd M/C	06/13 to 02/2023	2037	611	2648	117	15,491,385
113	Platinum Spinning Mills ltd	11/04 to 06/05 + 11/05 to 06/24	490	147	637	221	5,159,442
114	Quetta Textile Mills Ltd (U-1 & 2)	07/17 to 06/19	1474	442	1916	25	2,395,250
115	Rafiq Spinning Mills ltd	11/17 to 06/19 & 07/20 to 08/20	4350	1305	5655	20	5,655,000
116	Rahim Bakhsh Textile	04/11-01/12 + 05/12-12/14 + 07/16-06/24	973	291.9	1265	125	7,528,659
117	Ravi Textile Mills Ltd	09/10 to 06/24	642	192.6	835	149	5,920,160
118	Redco Textile Mills (Mills Closed)	11/15 to 12/20	1511.65	453.495	1965.145	62	6,091,950
119	Regent Textile Mills Ltd M/C	11/14 to 6/15 to7/	783	235	1018	99	5,038,605
120	Rizwan Textile Mills	02/16 to 06/24.	66	19.8	85.8	100	429,000
121	Roomi Fabrics	07/18 to 06/24.	6066	1820	7885	72	28,387,289
122	Royal Textile Mills (Mills closed)	01/11 to 12/21	58	17.4	75.4	132	497,640
123	Ruby Textile Mills Ltd # 01	05/16 to 01/23 Pdcs Arrears Rs. 3067889	302	90.6	393	81	1,591,650
124	Ruby Textile Mills Ltd # 02	05/16 to 01/23	1356	406.8	1763	81	7,140,150
125	Sally Textile Mills Ltd (Mills Closed)	09/14 to 11/14 & 06/15 to 02/2016 & 4/16 to 06/2019	2296	688.8	2984.8	51	7,611,240
126	Salman Nouman Enterprises	05/15 to 06/24.	852	255.6	1108	110	6,094,000
127	Sapphire Textile U-1	10/23 to 06/24(R+C)	6125	1838	7963	9	3,583,125
128	Sapphire Textile U-3 M/C	04/17 to 02/20	4023	1207	5230	34	8,890,830
129	Sarfraz Yaqoob Textile Mills ltd	07/14 to 06/24.	663	198.9	862	120	5,172,000

130	Sarhad Textile Mills (Mills closed)	07/07 to 12/21	594	178.2	772.2	174	6,718,140
131	Shadman Cotton Mills (U-2)	04/12 to 06/13+ 10/13 to 10/17 (returns received amounting Rs. 2524489) (Rs.135416/= Imported Cotton 05/12 to 06/16) 11/17 to 12/22	2,761	828	3,589	151	27,099,215
132	Shadman Cotton Mills (U-3)	04/12 to 06/13+10/13 to 10/17 retruns received amounting Rs. 5252331) (Rs.745093/= Imported Cotton 05/12 to 05/16) 11/17 to 12/22	4,524	1,357	5,881	151	44,403,060
133	Shadman Cotton Mills Ltd (m/C)	06/13 to 02/2023	3564	1069	4633	117	27,104,220
134	Siddiqsons Ltd	09/23 to 06/24.	4783	1435	6218	10	3,109,119
135	Silver Lines Sp. Mills	01/14 to 06/24	861	258	1119	126	7,051,590
136	Sitara Spinning Mills Ltd (Mills Closed)	07/2017 to 08/2017 01/2018 to 12/2022	1568	470.4	2038.4	62	6,319,040
137	Standard Textile Mills Ltd M/C	1/14+6/15+4/16 t	7709	2313	1670	87	7,265,805
138	Suleman Spinning	04/11-01/12 + 05/12-12/14 + 07/16-06/24	1856	556.8	2413	126	2,817,642

139	Tanveer Cotton Mills Ltd	(imported cotton Rs.3062293/= 04/12 to 12/14)	3,253	976	4,229	111	23,470,395
140	Tanveer Spinning Mills Ltd	(imported cotton Rs.2106916/= 04/12 to 12/14)	1,761	528	2,289	111	12,705,615
141	Terbella Cotton Mills (Mills closed)	09/05 to 06/06 + 07/07 to 12/2021	767	230.1	997.1	184	9,173,320
142	Umar Sp. Mills Pvt Ltd	10/16 to 08/22 (Pdcs Arrears Rs. 4297097)	1971	591.3	2562	71	9,095,100
143	Wisal Kamal Fabrics Ltd	06/16 to 10/23	668	200	868	89	3,862,600
144	Yahya Textile Mills	05/12 to 06/24	381	114.3	494	135	131,439,320
145	Zulekha Textile Mills Ltd	06/11 to 09/11 + 01/12 to 06/12 + 10/14 to 06/24. Returns Received For The Period. 04/13 to 12/13. Rs. 2515414. Pdcs Arrears Rs. 840440	1264	379.2	1643	116	9,529,400
	G.TOTAL						**2,719,582,991**

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر صاحب موجود نہیں ہیں۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔ سینیٹر رانا محمود الحسن صاحب! سینیٹر صاحب موجود نہیں ہیں لہٰذا آپ ضمنی سوال نہیں پوچھ سکتے ہیں۔ آپ یہ rules کے مطابق نہیں کر سکتے ہیں۔ جی رانا صاحب! بات کریں۔

سینیٹر رانا محمود الحسن: آپ کا بے حد شکریہ کہ آپ نے خصوصی طور پر rules relax کر کے مجھے بات کرنے کی اجازت دی۔ چونکہ

Cotton Research Institute...

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ اپنا سوال پوچھیں۔

سینیٹر رانا محمود الحسن: جناب! میں نے جو سوالات دیے تھے، ان کا کوئی ضمنی سوال نہیں ہے لیکن ان سوالات کے بارے میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ایسا کرکے پھر یہ ایک روایت بن جائے گی۔ جی منسٹر صاحب۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب! ایسا نہیں ہو سکتا کہ جن کے نام سوال ہے، وہ غیر حاضر ہیں اور ہم ضمنی سوال پوچھ لیں۔ سینیٹر صاحب آپ late تھے۔ آپ کے اپنے سوال گزر چکے ہیں۔ اگر ان کے متعلق کوئی ضمنی سوال ہے تو ضرور پوچھیں۔ اگر یہ tradition بنے گی تو mover کی غیر حاضری میں سب ضمنی سوال پوچھنے کے لئے insist کریں گے and it would be a bad precedent. رانا تنویر صاحب، متعلقہ وزیر نے کہا ہے کہ یہ facility lobby میں فراہم کی جا سکتی ہے۔ چائے کے کپ پر آپ نے جو information لینی ہے، وہ لے لیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: اگر آپ کے سوالات 66 اور 67 کے متعلق کوئی ضمنی سوال ہے تو پوچھ لیں۔

سینیٹر رانا محمود الحسن: میرا ان کے بارے میں کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔ میں رانا صاحب سے lobby میں چائے کے وقت بات کر لوں گا، شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی ٹھیک ہے۔ آگے چلتے ہیں۔ اگلا سوال۔ سینیٹر محمد اسلم ابڑو۔

سینیٹر محمد اسلم ابڑو: شکریہ، جناب چیئرمین! سوال نمبر 75۔

*Question No. 75 **Senator Muhammad Aslam Abro:** *Will the Minister for Communications be pleased to state whether it is a fact that the Government plans to start construction of M-6 Motorway from Karachi to Sukkur, instead of the previously*

planned route from Hyderabad to Sukkur, if so, indicate specific modalities being considered for its construction such as potential Public Private Partnership (PPP) or consortium options between the Federal and Provincial Governments?

Mr. Abdul Aleem Khan:

- The Government plans to construct a green field motorway project from Karachi to Sukkur.
- The detailed design and revised cost estimation of the Hyderabad Sukkur motorway section has already been completed and will be undertaken as per its Original alignment/route under Public Private Partnership (PPP).
- As per P3A law NHA has submitted the Project Qualification Proposal (PQP) of Hyderabad-Sukkur motorway to Public Private Partnership Authority (P3A) on the basis of sections for their approval.
- Regarding, new Karachi-Hyderabad motorway section, it is apprised that the PC-II .for hiring of consultant to undertake feasibility study; is under process for the approval of DDWP. The procurement of consultant to undertake the feasibility study will be initiated after approval of DDWP.
- GoP/NHA and Sindh government have had consultative meetings to explore the possibilities of collaboration and further meetings will be held in due course of time.

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

سینیٹر محمد اسلم ابڑو: جناب! میرا ضمنی سوال کراچی- سکھر موٹروے کے متعلق ہے۔ سکھر- کراچی تک نئی روڈ کی جو تجویز ہے، اس کا حال بھی M6 motorway جیسا نہ ہو جائے۔ کیا اس مرتبہ تمام لوازمات پورے کیے گئے ہیں جو M6 کے وقت پورے نہیں تھے۔ یہ بات بھی بتائی جائے کہ M6 کیوں نہیں بن سکی؟ اس سے پہلے کمیٹی کو یہ بتایا گیا تھا کہ M6 CPEC میں شامل ہو جائے گی۔ یہ سندھ کی پہلی موٹر وے ہے جو اب تک نہیں بنی ہے۔ M6 کے مقابلے میں پنجاب میں M12 کھاریاں- سمبڑیال پر تیزی سے کام جاری ہے جو تقریباً ایک سال پہلے شروع ہوئی تھی۔

یہ سندھ اور بلوچستان کے ساتھ سراسر زیادتی ہے۔ انہی وجوہات کی بنیاد پر عوام میں احساس کمتری پیدا ہو چکی ہے۔ منسٹر صاحب سندھ اور بلوچستان اور دیگر صوبوں میں NHA کے کاموں اور موٹرویز کا موازنہ کریں اور ایوان کو بتائیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ مسئلہ Standing Committee کو بھیجا جائے۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ سکھر سے کراچی 450 کلومیٹر ہے اور اگر ہم by road جاتے ہیں تو 8 گھنٹے لگتے ہیں۔ اگر سکھر سے اسلام آباد آتے ہیں تو تقریباً 9 گھنٹے لگتے ہیں اور یہ 1000 کلومیٹر ہے۔ اس پر توجہ دینی چاہیے کیونکہ اس سے سندھ اور بلوچستان کے عوام میں شدید بے چینی ہے کہ صرف پنجاب میں موٹرویز کا جال بچھایا جا رہا ہے اور صرف وہاں پر کام ہو رہا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

جناب عبدالعلیم خان (وفاقی وزیر برائے مواصلات): جناب! سینیٹر عبدالقادر صاحب بھی اپنا ضمنی سوال پوچھ لیں پھر میں ایک ساتھ جواب دے دیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی نہیں ایسا نہیں ہو سکتا ہے۔ سینیٹر عبد القادر صاحب! پہلے منسٹر صاحب کو بات کرنے دیں پھر آپ کا ضمنی سوال لے لیں گے۔

جناب عبدالعلیم خان: میں معزز سینیٹر صاحب کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں اور یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ پچھلے tenures دیکھیں تو کس، کس کی حکومتیں رہی ہیں؟ کون، کون سی پارٹیاں برسر اقتدار رہی ہیں؟ کیا ان میں پیپلز پارٹی شامل تھی یا نہیں؟ اگر تھی تو براہ مہربانی وہ بھی اپنے پانچ سال کا حساب دے دیں۔ اگر PTI تھی تو وہ بھی اپنے چار سال کا حساب دے دیں۔ اس کے علاوہ PML (N) بھی تھی، وہ بھی اپنا حساب دے دیں۔ اس کے بعد PML (N) تھی، وہ اپنے حساب دے دے۔ میں تو اپنے چھ مہینے کا حساب دے سکتا ہوں، وہ آپ مجھ سے لے لیں۔ میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ ان شاء اللہ تعالیٰ 2025 میں ہم M-6 شروع کریں گے۔ میں آپ سے یہ بھی وعدہ کرتا ہوں کہ M-6 صرف سکھر سے حیدرآباد تک نہیں ہو گی بلکہ ہم اسے سکھر سے لے کر کراچی تک لے کر جائیں گے۔۔۔

(مداخلت)

جناب عبدالعلیم خان: بھائی! سندھ والوں کو راضی کرلو، پھر بلوچستان کی طرف آجاتے ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ اس کے لیے میں نے اپنی priorities میں اور وزیر اعظم

صاحب نے اپنی priorities میں جو سب سے پہلی سڑک رکھی ہے، وہ M-6 ہے۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ پاکستان کی کوئی بھی سڑک اس سے زیادہ اہم ہو۔

(مداخلت)

جناب عبدالعلیم خان: میری بہن! مجھے گزارش تو کر لینے دیں۔ میں نے آپ سے یہ وعدہ کیا ہے اور پورے ایوان کے سامنے کیا ہے۔ معزز بہن سے گزارش ہے کہ جب آپ نے ضمنی سوال کرنا ہو گا، میں اس کے لیے حاضر ہوں لیکن میری بات تو سن لیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: اس کے بعد جب ضمنی سوال آئے گا تو آپ ضمنی سوال کریں۔

جناب عبدالعلیم خان: اگر آپ نے ضمنی سوال کرنا ہو گا تو میں اس کے لیے حاضر ہوں۔ میری گزارش یہ ہے۔

سینیٹر ثمینہ ممتاز زہری: کیا ہوا ہے اور کیا نہیں ہوا ہے، the sitting Minister has to answer. Sir, with all due respect, اس کے بعد آپ بتا رہے ہیں کہ M-6 is the most important road, what about N-25? اس طرح کے جواب تین سال سے ہو رہے ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر ثمینہ صاحبہ! جب سوال آئے گا، پھر بے شک آپ بات کریں۔ جی وزیر صاحب۔

جناب عبدالعلیم خان: میری بہن! یہ غلط بات نہیں ہے، یہ سچی بات ہے، بے شک کڑوی ہو سکتی ہے لیکن سچی بات ہے۔ جب آپ کی حکومت تھی تو آپ کو یہ موٹروے بنانی چاہیے تھی، سچی بات تو یہی ہے۔ اگر آپ نے نہیں بنائی تو آپ کو بھی اس کا جواب دینا چاہیے۔ اگر میں آپ کی یہ موٹروے بنا کر دوں گا تو اس لیے نہیں کہ وہ سندھ کی ہے بلکہ اس لیے کہ وہ پاکستان کی ہے۔ ہم اسے پاکستان کی سڑک سمجھتے ہیں۔ اگر آپ اسے سندھ کی سڑک سمجھتی تھیں تو آپ کی حکومت کو چاہیے تھا کہ وہ اپنے دور میں سب سے پہلے یہ project کرتی۔ اگر ان کو اس بات کا خیال ہوتا کہ انہوں نے کوئی development بھی کرنی ہے تو پھر کرتے۔ اگر آپ کو development کا خیال ہی نہیں ہے تو براہ مہربانی آپ ہماری بات سن لیں اور اس کے بعد جواب دیں۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ بجائے اس کے کہ میں نے آپ کو کہا ہے کہ یہ پاکستان کی سڑک ہے۔۔۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: ادی! براہ مہربانی۔ جی منظور کاکڑ صاحب۔

سینیٹر منظور احمد: نہیں شہادت صاحب۔ براہ مہربانی۔

جناب عبدالعلیم خان: اگر میں نے یہ جواب دیا ہے تو بالکل سینیٹ کے ایوان میں دیا ہے، آپ سب کے سامنے دیا ہے۔ جو جو حکومت، میں دوبارہ کہتا ہوں کہ جو جو حکومت برسراقتدار رہی ہے وہ M-6 نہ بنانے کی ذمہ دار ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ابھی اگر کسی نے ضمنی سوال کرنا ہے تو کرلیں۔ شہادت بھائی! پلیز۔

سینیٹر شہادت اعوان: پیپلز پارٹی یہاں حساب دے، یہ کہ حکومت پاکستان پیپلز پارٹی کی وجہ سے کھڑی ہے۔

(مداخلت)

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: اگر آپ سارے ایک منٹ کے لیے اجازت دیں۔ کاکڑ صاحب، ثمینہ زہری صاحبہ، ایک منٹ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شہادت بھائی! آپ بیٹھ جائیں۔ بلال مندوخیل صاحب! وزیر صاحب جواب دے رہے ہیں۔ جی منظور کاکڑ صاحب۔

سینیٹر منظور احمد: شکریہ، جناب چیئرمین! وزیر صاحب ہمارے لیے نہایت ہی محترم ہیں، ہمارے بھائی ہیں۔ جیسے انہوں نے کہا کہ ہم پاکستان کے لیے کام کر رہے ہیں۔ پاکستان میں پچیس کروڑ عوام رہتے ہیں لیکن اتنا hyper ہونا، میرے خیال میں یہ زیب نہیں دیتا۔ اتنا hyper ہونا یا کسی پارٹی کو blame کرنا، جب میں اس floor پر آتا ہوں تو ہم پاکستان کے حوالے سے جیسے انہوں نے خود کہا، ادی سینیٹر صاحبہ نے کچھ بھی نہیں کہا، اس نے صرف یہ کہا، ان کو یہ پتا نہیں ہے سینیٹر صاحبہ بلوچستان عوامی پارٹی سے تعلق رکھتی ہیں، اگر آپ کو یہ پتا ہوتا تو شاید آپ اتنا hyper نہ ہوتے۔ آپ صرف اس لیے یہاں پر آکر بیٹھا کریں کہ کون کس پارٹی سے تعلق رکھتا ہے۔ ہم اتحادی ہیں۔ یہ کوئی غلط بات تو نہیں تھی، اگر میں بلوچستان کے حوالے سے بات نہیں کروں گا تو پھر کون کرے گا۔ اگر میں یہ بات نہیں کروں گا تو شاید بلوچستان کا کوئی پوچھے گا بھی نہیں۔ کیا بلوچستان میں لوگ نہیں رہتے، انسان نہیں رہتے؟ جو میں نے آپ سے ایک بات کہی کہ آپ ایک

خوش خبری دیں گے کہ آپ بلوچستان میں موٹروے بنائیں گے، وہ آپ کے ہاتھوں سے بن جائے گی تو آپ کا ہم پر، بلوچستان پر بڑا احسان ہوگا۔ بلوچستان کو ہمیشہ ignore کیا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی رانا تنویر صاحب۔

رانا تنویر حسین (وزیر برائے نیشنل فوڈ سیکورٹی اینڈ ریسرچ): شکریہ، اراکین نے اپنے جذبات کا کافی اظہار کر لیا ہے اور یہاں پر رجسٹرڈ بھی ہو گیا ہے۔ proceedings کو آگے لے کر چلیں۔ کافی اراکین نے اپنے اپنے جذبات کا اظہار کر لیا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی تارڑ صاحب۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: یہ جو میرے دوست بیٹھے ہیں، یہ House of the Federation ہے---

(مداخلت)

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ (وزیر برائے پارلیمانی امور): ثمینہ بہن! ایک سیکنڈ۔ بات تو سن لیں۔ آپ کی طرف سے یہ آیا تھا۔ پارلیمانی لیڈر نے بھی بات کر لی۔ میں صرف اس ایوان کا رکن ہونے کی حیثیت سے اور پارلیمانی امور کو دیکھنے کی حیثیت سے عرض کر رہا ہوں کہ اگر کسی معزز رکن کی کسی صوبے سے وابستگی کی وجہ سے یا کسی سیاسی جماعت سے وابستگی کی وجہ سے دل آزاری ہوئی ہے تو چونکہ کابینہ اجتماعی طور پر ذمہ دار ہوتی ہے، میں معذرت خواہ ہوں۔ ہمارا ماحول بڑا اچھا رہتا ہے اور Question Hour میں تو اور زیادہ اچھا ہوتا ہے۔ انہوں نے کیونکہ پچھلے چھ، سات ماہ سے یہ سارا سلسلہ شروع کیا ہے، کئی مرتبہ دل میں یہ بات ہوتی ہے کہ کام اب تیز ہو رہا ہے تو پہلے ہونا چاہیے تھا۔ ہم لوگوں نے اکٹھی بھی حکومتیں کی ہیں، الگ الگ بھی کی ہیں، یہ آپس میں باتیں کرتے ہوئے ہو جاتی ہے، میں اسی لیے on behalf of Government, being Member of this august House and being Minister for Parliamentary Affairs, ہم نے یہ ماحول بڑا congenial رکھنا ہے۔ پاکستان کے عوام ہمیں دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ میں آپ سے یہ استدعا کروں گا کہ اگر کسی کی دل آزاری ہوئی ہے تو میں معذرت خواہ ہوں۔ جناب! معاملے کو آگے چلایا جائے۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: انہوں نے معذرت کر لی۔ جی ہو گیا۔ جی علیم خان صاحب۔

جناب عبدالعلیم خان: جناب! پہلی بات تو یہ ہے کہ میں پچھلے پچیس سال سے سیاست کر رہا ہوں۔ میں نے کبھی بھی کسی سیاسی جماعت کے بارے میں کوئی ایسی بات نہیں کی اور نہ کسی سیاسی لیڈر کے بارے میں کی ہےاور نہ ہی کبھی آئندہ کروں گا۔ جب میں نے یہ بات کہی تو میرے لیے پیپلز پارٹی اور اس کے قائدین بھی بہت محترم ہیں۔ اسی طرح PML (N) آج میری اتحادی جماعت ہے۔ اس کے وزیراعظم ہیں،وہ بھی بہت محترم ہیں۔ میں پی ٹی آئی میں رہا ہوں۔ میرے لیے وہ اور ان کے قائدین بھی بہت محترم ہیں لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ میرے۔ جی باپ پارٹی کے سارے دوست جتنے بیٹھے ہیں لیکن دیکھیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: بلوچستان عوامی پاٹی۔

سینیٹر عبدالعلیم خان: آپ مجھے یہ نہیں کہہ سکتے کہ آپ اس بات کو نہ کہیں کہ جی اس M-6 کو نہ بنانے میں تمام سیاسی جماعتیں اس کی ذمہ دار ہیں۔ یہ بات صحیح ہےاور جب صحیح ہے تو مجھے براہ مہربانی پوری عزت واحترام سے بات کرنے تو دیں۔ اسی لیے میری گزارش ہےاور میں نے کیا کہا، میری بہن ہے، میری بہن ویسے بھی کہیں گی تو میں ان سے معذرت کر لوں گا۔ میرے لیے یہ بہت قابل احترام ہیں اور ہماری بہن ہیں اور اگر ان کو کوئی ایسی بات بری لگی ہو تو میں ان سے بالکل دل سے معذرت خواہ ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی کوئی ضمنی سوال، جی بلال مندوخیل صاحب۔ صرف سوال کریں تاکہ بزنس کو چلائیں۔

سینیٹر بلال احمد خان: شکریہ جناب چیئرمین، معزز منسٹر صاحب سے میرا سوال ہے کہ انہوں نے بڑی اچھی بات کی کہ پاکستان کے لیے تمام motorways and highways جو ہیں وہ بڑے اہم ہیں، تو براہ مہربانی وزیر صاحب مجھے بتا سکتے ہیں کہ کوئٹہ-ژوب ہائی وے کا کام کب مکمل ہوگا، کوئٹہ- کراچی جس میں سے کوئٹہ-خضدار تک کا کام ہو چکا ہے اور جاری ہے۔ اس کے علاوہ خضدار سے حب کراچی تک جو روڈ ہے ، غالباً اس کی land acquisition بھی ہو چکی ہے، تو اس کی tendering کب ہو گی، اس پر کام کب شروع ہوگا اور مکمل کب ہوگا، اس کی مالیت کیا ہو گی، اس پر کام کس نوعیت کا ہوگا۔ اس کے علاوہ اگر آپ Hakla and Brahma Bahtar

Motorway کی بات کریں تو Brahma Bahtar سے پھر D.I khan پر جاتے ہوئے ژوب تک موٹروے ہے اس کے بارے میں آپ کچھ بتا سکتے ہیں کہ وہ کام کب شروع ہوگا، کب tender ہوگا۔ بلوچستان کو موٹروے کے ذریعے اور نیشنل ہائی وے کے ذریعے کب اور کیسے connect کریں گے اور کتنے عرصے میں۔ براہ مہربانی ذرا اس بارے میں ہمیں بتا دیں اور completion کا جو وقت آپ بتا رہے ہیں اس پر جو grace period ہے وہ بھی بتا دیں کہ maximum چھ مہینے یا زیادہ سے زیادہ ایک سال اس پر مزید ہم لے سکتے ہیں تو براہ مہربانی ہمیں وہ fix time بتا دیں تا کہ ہمارے لوگوں کو زندگیاں بچانے میں آسانی ہو اور یہ امید ہو کہ جب یہ روڈ بنے گا تو کم از کم ان حادثات سے بلوچستان کے باقی لوگوں کی زندگیاں محفوظ ہو جائیں گی، شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی وزیر صاحب۔

سینیٹر عبدالعلیم خان: سینیٹر صاحب کی خدمت میں، میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جو آپ کی M-50 ہے، جس طرح ہماری بہن نے کہا تھا یہ M-50 بھی ہمارے لیے بہت اہم ہے۔ یہاں پر بہت زیادہ حادثات ہوتے ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ ہمارے لیے یہ ساری روڈز جو بلوچستان کے ساتھ connect کرتیں ہیں۔ آپ نے revenue کی بات کی تھی، NHA maintenance پر جو لگاتی ہے، اس میں سے ہم اس وقت 44% بلوچستان کی طرف لگا رہے ہیں۔ جبکہ ہمارے سندھ کے، خیبر پختونخوا کے بھائی بھی اس پر ہم سے اعتراض کرتے ہیں کہ آپ سندھ، پنجاب اور خیبر پختونخوا سے revenue generate کرتے ہیں لیکن آپ اس کا بیشتر حصہ جو ہے وہ بلوچستان کی طرف لگاتے ہیں۔ تو اس کے لیے ان کو جو details چاہیں، جتنی بھی details چاہیں وہ میرے پاس آ جائیں، NHA والوں کو بھی بلاتا ہوں اور ان کے ساتھ بیٹھ کر discussion بھی کر لیتا ہوں اور ان کی جو timelines ہیں ان شاءاللہ ہم اس کو ensure کریں گے کہ ان کی timelines کے مطابق وعدے کو پورا کریں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی سینیٹر قادر صاحب، Mic کھول دیں اور یہ آخری سوال ہے۔

سینیٹر محمد عبدالقادر: پرویز رشید صاحب آپ کو ویسے ہی meeting میں بلا لیں گے میں اس کمیٹی کا حصہ ہوں۔ میں تھوڑی سی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ سکھر سے حیدرآباد 310

کلومیٹر کا موٹروے ہے وہ نہیں بنا ہے، کراچی سے خنجراب تک جو connection بنایا گیا ہے یہ سی پیک روٹ کے نام سے بھی اور کراچی لاہور کے نام سے۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ سوال کریں۔

سینیٹر محمد عبدالقادر: جناب! میں تھوڑی وضاحت کروں گا تو وزیر صاحب بتائیں گے کہ ہمارا اس میں ضمنی کیا ہے۔ تو اس میں یہ ہے کہ باقی جگہ روڈ بنا ہوا ہے اور درمیان کا روڈ نہیں بنا ہے۔ میرا اس میں وزیر صاحب سے یہ سوال ہے کہ ابھی تک Public Private Partnership پر NHA میں کوئی private party کام نہیں کر سکی ہے۔ اس کے جو بھی projects ہیں PPP, BOT پر وہ FWO نے کیے ہیں and that is 99.99% government owned. تو میری درخواست یہ ہے کہ پچھلے 10 سال سے اس پروجیکٹ کے نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ NHA جو اس کی basis بناتا ہے وہ viable, یا technically and economically کسی business organization کے لیے attractive نہیں ہے اور صرف 310 کلومیٹر روڈ پر تین سو یا چار سو ارب روپے لگا کر ان کو اس کی انکم نہیں ہے تو اس لیے وہ اس پروجیکٹ میں نہیں آ رہے۔

اگر اس project کو اسی طرح سے Ministry of Communication or NHA بار بار advertised کرتی رہے گی اگر یہ award بھی ہو جائے گا جس طرح یہ last time کوئی تین چار سال ایک کمپنی نے اس میں bid دی تھی اور تین چار سال ضائع کرنے کے بعد وہ کام نہیں کر سکی، تو ایک چیز یہ ہے۔

دوسری چیز یہ ہے کہ وزیر صاحب سی پیک میں جو پروجیکٹ ہوئے تھے جس میں سکھر۔ ملتان تھا، جس دور میں سکھر۔ ملتان سی پیک پر کام ہوا، اس وقت ڈالر 90 یا 95 کا تھا یعنی 10million dollars کا پروجیکٹ فی کلومیٹر ہوا تھا۔ تو میرے کہنے کا مقصد ہے کہ اگر آپ اس کو سی پیک میں ڈالیں گے اسی دور میں جب عبدالحکیم اور لاہور section ہوا تھا، وہ ساٹھ کروڑ روپے فی کلومیٹر ہوا تھا۔ یعنی 30%, 35% price کم آئی تھی۔ تو اگر آپ اس کو سی پیک میں ڈالیں گے تو آپ کو یہ دیکھنا چاہیے کہ china جو ہے۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ کے اچھے دوست بھی ہیں آپ ان سے ملیں، سوال کریں۔

سینیٹر محمد عبدالقادر: سوال یہی ہے کہ اس کو دس سال نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس کی tendering basis جو ہیں وہ ایسی ہے کہ کوئی کمپنی یہاں نہیں آ سکتی ہے اور دوسری چیز اس میں یہ ہے کہ یہاں پر جو نئے پروجیکٹ کرنے کی بات ہو رہی ہے تو میں یہ کہوں گا کہ جو پرانے projects awarded ہیں دس دس سال سے وہ مکمل نہیں ہوئے اور جو NHA نے projects award کیے ہوئے ہیں وہ 1800 ارب سے اوپر کے ہیں اور سال میں ان کی allocation سو سوا سو ارب کی ہے تو خدا کے لیے پہلے جو projects award کیے ہیں ان کو مکمل کریں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: قادر صاحب آپ سوال کریں۔

سینیٹر محمد عبدالقادر: جناب! میرا یہی سوال ہے کہ سی پیک میں اگر اس کو ڈالیں تو at least اس میں پاکستانی کمپنیوں کو موقع ملنا چاہیے، یہ نہ ہو کہ 50% high rate پر Chinese کو کام دے دیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی علیم صاحب۔

جناب عبدالعلیم خان: میرے بھائی نے جو سوال کیا ہے یہ بہت اچھا سوال ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: اس میں سوال کون سا ہے۔

جناب عبدالعلیم خان: آپ کا سوال بہت اچھا ہے لیکن مجھے سمجھ نہیں آیا، میں معذرت چاہتا ہوں لیکن میں جو سمجھ سکا ہوں اس کا جواب دیتا ہوں، جو میرے بھائی نے بات کی ہے وہ بہت valid ہے۔ جناب! یہ جو سی پیک ہے یہ تو بعد کی بات کر رہا ہوں، پہلے یہ PPP mode پر ابھی تک کیوں نہیں بن سکا، یہ بالکل ٹھیک بات ہے جو انہوں نے کی یہ feasible نہیں تھا PPP mode کے لیے اور feasible نہ ہونے کی وجہ سے ایک contractor

Mr. Deputy Chairman: Senator Falak Naz, Order in the House.

جناب عبدالعلیم خان: جو معزز سینیٹر بھائی نے بات کی ہے وہ بالکل ٹھیک ہے۔ ایک سینیٹر، ایک contractor جنہوں نے اس کے لیے bid کی لیکن وہ اس کی feasibility پوری نہیں کر سکے اور وہ کچھ سالوں کے بعد اس کو چھوڑ گئے۔ اب اس کے لیے ہم نے جو programme بنایا ہے وہ یہ ہے کہ اگر PPP mode پر کرنا ہے تو اس کو different section میں تقسیم کر

دیا جائے تاکہ یہ contractor کے لیے بھی کام کرنا، اس کو لینا اور پایہ تکمیل تک پہنچاناpossibleہو۔ اس کے بارے میں میرے بھائی زیادہ بہتر سمجھ سکتے ہیں۔ اب جو ہمارا Kibor rate کم ہو رہا ہے، اس کے ساتھ اس کی feasibilityمیں اور بہتر اضافہ ہوتا جارہا ہے۔ مجھے امید ہے ان شاء اللہ تعالیٰ جب ہم اس سال میں یہ project کریں گے۔ ہم نہ صرف اس کو PPP mode پر لے کر آئیں گے بلکہ یہ اتنا feasible projectہے کہ اگر اس میں حکومت پاکستان اور حکومت سندھ مل کر بھی اپنا کوئی share ڈالیں۔ یہ اگلے پچیس سالوں کے لیے ہے، یہ موٹر وے جو کہ Karachi Portسے چلے گی، جہاں سے آیا ہوا ایک ایک truck اس کو استعمال کرے گا۔

جناب والا! یہ اگلے پچیس سالوں میں آپ کو تقریباً تین ہزار ارب روپے کما کر دے سکتی ہے اور یہ اتناfeasible projectہے جو کہ آج 400,500ارب روپے سے بنتا ہے یہ آپ کو تین ہزار ارب روپے کما کر دے سکتا ہے۔ میں CM Sindh سے بھی ملا ہوں اور میں نے ان سے بھی گزارش کی ہے اور اسی طرح سے میں نے پنجاب حکومت کو بھی کہا ہے کہ اگر آپ ہمارے ساتھ revenue sharingمیں آجائیں۔ یہ profit making projectsہیں۔ یہ ایسے projectsنہیں ہیں جس میں آپ کے پیسے ضائع ہونے لگ جائیں لیکن اگر وہ اس کے باوجود نہیں آتے تو ہم اس کو PPP modeپر لے کر جائیں گے اور ان شاء اللہ تعالیٰ میں نے جیسے پہلے وعدہ کیا ہے۔ M-6 کو ہم سکھر سے لے کر کراچی تک بنائیں گے اور ان شاء اللہ تعالیٰ ہم اس پر اسی سال سے کام شروع کریں گے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: نہیں تین ضمنی سوالات ہوگئے ہیں۔ سوال نمبر 76, سینیٹر اشرف علی جتوئی صاحب۔

*Question No. 76 **Senator Ashraf Ali Jatoi:** *Will the Minister for Maritime Affairs be pleased to state whether it is a fact that Government has initiated or plans to initiate public awareness campaigns addressing the devastating effects of marine pollution on Karachi's marine life, if so, the details thereof?*

Mr. Qaiser Ahmed Sheikh: Ministry of Maritime Affairs cognizant of increasing marine pollution issue is actively engaged with stakeholders to mitigate the impacts of marine pollution i.e.

one is from ships and the other is from land & industries. The pollution by ships is effectively being managed by compliance to international Convention MARPOL. Pakistan is a signatory of this Convention, and the Ministry of Maritime Affairs is committed to follow international precautionary standards especially those pertaining to oil and garbage from the ships. The Ministry implements these standards / SOPs through the Karachi Port Trust, Port Qasim Authority and Gwadar Port Authority. However, the pollution from land sources is still a challenge as it involves multiple stakeholder's i.e. local government institutions. Moreover, Ministry of Maritimes constituted Marine Pollution Control Board (MPCB) on 25th February, 2009 to address Marine Pollution issues and to ensure remedial steps to mitigate its effects on sea lives. Further, a Working Group constituted under MPCB has actively engaged the stakeholders and had various follow up meetings. Further, a Task Force under convenorship of Pakistan Navy has been established on 30.10.2024 and first meeting was held on 03-01-2025. The Task Force will prepare on marine pollution and submit its report within three months and its recommendations will be presented in MPCB for policy directions. Such regulator meeting of MPCB and Working Group are not only a source of interaction amongst the stakeholders but also create awareness at various levels on the subject matter.

In additions Ministry of Maritime Affairs, Ports & Shipping Wing, has planned a series of awareness seminars and public meetings on reduction of marine pollution.

جناب ڈپٹی چیئرمین: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔ سوال نمبر 77, سینیٹر محمد اسلم ابڑو صاحب۔

*Question No. 77 **Senator Muhammad Aslam Abro**: *Will the Minister for Inter-Provincial Coordination be pleased to state whether it is a fact that Government has taken note of poor performance of Pakistan Football team during the last five years, if so, the details thereof, indicating also if there is any proposal under consideration to allocate funds to Pakistan Football team?*

Minister for Inter-Provincial Coordination: The Pakistan Football Federation (PFF) is affiliated with the Pakistan Sports Board (PSB) and recognized by the Asian Football

Confederation (AFC) and Federation Internationale de Football Association (FIFA). The last elections of the PFF were held in 2018 but were not recognized by FIFA. Subsequently, FIFA appointed a Normalization Committee on 13th September 2019 with certain mandates including to conducting PFF elections. The composition of the Normalization Committee has been revised multiple times, with the current Chairman, Mr. Haroon Malik, appointed on 19th January 2021.

The Normalization Committee has been arranging participation of the Pakistan Football team. The PSB has been facilitating the team with provision of No Objection Certificates (NOCs) for international events. However, the Normalization Committee has never submitted Post Visit Reports, which are required by PSB within 10 days of an event's conclusion to evaluate the team's performance.

Due to the absence of a democratic setup within the PFF, the PSB has not provided any financial grants to the federation. Elections at the provincial level have been conducted, and the next steps for the Normalization Committee are to amend the PFF Constitution and hold PFF elections. once a democratic structure is established, the government will support the Pakistan Football team within available resources. It is noteworthy that the PSB has raised concerns about the election process adopted by the Normalization Committee but has not received any satisfactory response.

جناب ڈپٹی چیئرمین: کوئی ضمنی سوال ہے؟

سینیٹر محمد اسلم ابڑو: شکریہ جناب چیئرمین! میں footballپر سوال کرنا چاہتا ہوں۔ اصل میں میں خود بھی پاکستان کا international playerرہ چکا ہوں اور foreign teamsکے ساتھ بھی کھیل چکا ہوں۔ Foreign teamsکا coach بھی رہ چکا ہوں۔ مجھے تو بڑا افسوس ہوتا ہے کہ جب بھی مرکزی حکومت changeہوتی ہے تو وہ اپنا چیئرمین مقرر کرتے ہیں جس کو footballکا پتا بھی نہیں ہوتا اور میں سمجھتا ہوں انہوں نے کبھی footballدیکھا بھی نہیں ہوگا۔

جناب والا! پچھلے الیکشن 2018 میں ہوئے، FIFA نے اس الیکشن کو نہیں مانا۔ اس کے بعد FIFA نے کمیٹی بنوائی اور الیکشن mandate دیا تو ابھی تک الیکشن کیوں نہیں ہوا۔؟ اس کے علاوہ میں وزیر صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کھیلوں میں کون سی NOC ہوتی ہے جو جواب میں دیا گیا ہے۔

جناب چیئرمین! میں بھی Divisional football team کا President/Chairman رہ چکا ہوں۔ ہم جیکب آباد میں ایک ایک سال میں چار چار tournament کرواتے تھے اور ہمیں کسی قسم کی NOC کی ضرورت نہیں ہوتی تھی۔ ہمارے جو players ہیں خصوصی طور پر کراچی۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ سوال کریں۔

سینیٹر محمد اسلم ابڑو: جناب والا! میں سوال تو کر رہا ہوں۔ میں یہ کہوں گا بلوچستان اور سندھ میں football کے زیادہ players ہوتے ہیں اور وہیں سے international team میں بھی select ہو کر آتے ہیں مگر پتا نہیں ان دو صوبوں سے کیا مسئلہ ہے جس کی وجہ سے football کو بھی توجہ نہیں دی جا رہی اور ایک ہی cricket ہے وہ بھی اچھی بات ہے۔ اگر دوسرے sports کے جو مسئلے ہیں ان پر بھی توجہ دیں اور ان کا مسئلہ حل کریں۔ جب ہم کھیلتے تھے تو ہم Russia and Saudi Arab سے بھی کھیلے مگر انہوں نے ہم سے نہیں جیتا بلکہ برابر ہی رہے۔ آج Russia and Saudi Arab بھی world cup کے لیے کھیل رہے ہیں۔ میرے خیال سے حکومت کو خصوصی طور پر football پر توجہ دینی چاہیے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی وزیر صاحب۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: ان کا بڑا مفصل جواب آیا ہوگا اور اس میں ساری reasons دی گئی ہیں کہ unfortunately جب کھیل میں سیاست آجائے تو ظاہر ہے اس کے بڑے ہولناک consequences ہوتے ہیں۔ Pakistan Football Federation Sports Board کے ساتھ منسلک تو ہے لیکن اس کے ساتھ Asian Football Federation کی جو direct excess ہے اور جو World Football Federation ہے جسے ہم FIFA کے نام سے جانتے ہیں، اس کے ساتھ affiliated ہے۔ اس کے آخری انتخابات 2018

میں ہوئے تھے لیکن وہ انتخابات FIFA نے تسلیم نہیں کیے because اس میں بہت ساری anomalies تھیں اور legal lacunas تھے۔ ایک history ہے جو mover نے بتایا کہ وہ خود بھی اس سے منسلک رہے ہیں، ابڑو صاحب سے زیادہ کسی کو معلوم نہیں ہوگا۔ 2011 onward two factions بن گئے تھے اور پھر ان کی litigation ہوئی، پھر یہ معاملہ چار سالوں تک لاہور ہائی کورٹ میں رہا۔ اس میں interim orders pass ہوئے، ایک retired judge جس کا sports میں کچھ interest بھی تھا۔ ان کو care-taker کے طور پر مقرر کیا گیا پھر وہ order Supreme Court میں challenge ہوا، Supreme Court نے پھر انتخابات کا حکم دیا جس کے لیے انہوں نے convenor بھی appoint کیا۔ 2018 میں وہ finally انتخابات ہوئے اور اسی کے بعد FIFA نے کہا نہیں کیوں کہ ہمارے پاس جمہوری ڈھانچہ نہیں ہے۔

اب یہ صوبوں کی حد تک progress ہو چکی ہے۔ کچھ قانونی موشگافیاں involved تھیں، انہیں کافی حد تک read out کر دیا گیا۔ ہم اب یہ توقع کر رہے ہیں اور ہماری جو normalization Committee ہے، اس کمیٹی نے بھی وقت کچھ زیادہ لیا ہے۔ ہارون ملک صاحب جو dual national ہیں اس کمیٹی کو ابھی chair کر رہے ہیں۔ ان کی football کے حوالے سے بہت contributions ہیں لیکن جمہوری process کو چلانے کے لیے normalization Committee بھی unfortunately وہ نہیں کر سکی جو ان سے توقع کی جا رہی تھی۔

ابڑو صاحب کو یہ یقین دہانی جیسے جواب میں بھی کروائی گئی ہے کہ ان شاء اللہ آنے والے مہینوں میں یہ معاملہ کیوں کہ صوبوں کا complete ہو گیا ہے تو ان شاء اللہ یہ پایہ تکمیل تک پہنچ جائے گا and once are elected bodies their پھر آپ FIFA کے ساتھ اور Asian Federation کے ساتھ مل کر کام کر سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی سینیٹر محسن عزیز صاحب۔

سینیٹر محسن عزیز: شکریہ جناب چیئرمین! حکومت اپنے کھیل میں لگی ہوئی ہے، ان کو ان کھیلوں کا کیا پتا؟ اب بات یہ ہے اگر ان کھیلوں کی طرف توجہ دیں۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ سوال کریں۔

سینیٹر محسن عزیز: جناب والا! سوال کر رہا ہوں، آپ تھوڑا توجہ دیں، تھوڑا حوصلہ کریں خیر ہے ایسی بات نہیں ہے۔ میں نے Olympic Association کے متعلق سوال کرنا تھا جو فعال نہیں ہے۔۔ Olympic Association کے متعلق کئی بار سوالات ہو چکے ہیں، اس کی انتظامیہ صحیح نہیں چل رہی ہے۔ بڑی مدت سے ان کی Association چلتی آ رہی ہے اور وہ فعال طریقے سے کام نہیں کر رہی۔ چاہے وہ football کی association ہے جو اس کے ساتھ affiliated ہے یا پھر hockey کی یا کبڈی کی یا کوئی اور بھی چیز ہے وہ اس وقت فعال نہیں ہے۔ اس کو فعال کرنے کے لیے کیا کر رہے ہیں؟ ان کا جو پچھلا الیکشن ہوا ہے جو کہ FIFA کو پسند نہیں آیا یا پھر ان کو acceptable نہیں ہے۔ اس کے بعد سے اگر ہم یہاں پر 2019 سے بیٹھے ہوئے ہیں تو کھیلوں کا تو یہی حال ہوگا جو حکومت کھیل کر رہی ہے اسی طرح کا کھیل چلتا رہے گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی وزیر صاحب۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: میرے خیال سے government and opposition کا جو کھیل ہے ہم اسے یہیں پر محدود کر لیں تو بہت زیادہ بہتر ہے۔ کھیلوں کے میدان میں نہ ہی جائیں تو زیادہ بہتر رہے گا۔ بڑا مفصل جواب ہے، آپ نے پڑھ بھی لیا اور اس میں ساری deadlines دی ہیں۔ Football Federation کی حد تک جو آخری development ہے وہ November 2024 کی ہے جس میں انہوں نے اپنے constitution میں amendments کر لی تھیں اور اب ان شاء اللہ وہ منطقی انجام کو پہنچے گا۔

جہاں تک Olympic Association and Federation کا تعلق ہے۔
آپ سب کے علم میں ہے ایک ہی طرح کے لوگ جو تھے وہ اس میں بار بار آ رہے تھے اور وہ cartelization کا جو ایک image ہے وہ نظر آیا تھا۔ اس حکومت کے آنے کے بعد اس کی طرف بھی توجہ دی ہے، جو IPC کے وزیر ہیں، جو کھیلوں کو دیکھتے ہیں۔ انہوں نے اس میں کافی ذاتی دلچسپی لی ہے اور کابینہ میں بھی اس کو discuss کر کے، تحلیل کی اور اس کا بھی دوبارہ reconstitution کا عمل under process آیا۔ ان شاء اللہ اس کی ساری restructuring یا reform ہے وہ بھی agenda پر ہے۔

وزیر اعظم پاکستان کا sportsکے لیے اور نوجوانوں کے لیےvision ہے، اس کی جو youth policy ہے اس کے coordinator رانا مشہود صاحب ہیں۔ انہوں نے نہ صرف وزیراعلیٰ پنجاب ہوتے ہوئے یہ initiativesلیےاور دس سال وہاں پر sports stadium, play groundsکے اضافے کے ساتھ ساتھ جو young talent ہے اس کی آپ نے patronage کی۔ یہ آپ نے خود سنا جو ہمارا قومی ہیرو ارشد ندیم ہے وہ بھی پنجاب کے اسی ایک programmeکیproduct تھے کہ انہیں پہلی بار جو ایک بڑاplatformملا وہ وہیں سے ملا۔ ان شاء اللہ آپ کو گراں قدر تبدیلیاں نظر آئیں گی۔ Hockeyکے میدان میں بھی جو ہماری قومی ٹیم ہے، اس میں basic changes کرکے ان کے fundsکے جو معاملات ہیں ان کو streamlineکیا گیا ہے and they are performing better than the previous years ہم یہ توقع رکھتے ہیں۔ یہ سارے معاملات درست سمت میں جا رہے ہیں اور آپ کو resultsآنا شروع ہوگئے ہیں۔ حکومت کے point of view سے میں آپ کو ضرور بتاتا چلوں ، جو Cabinet meetings and Sub Committeesمیں بھی discussہوتے ہیں۔ یہ درست ہے کہ cricketایک popular کھیل ہے لیکن حکومت اپنی policiesکے حوالے سے جو دیگر کھیل ہیں جن میں hockeyہے، footballہے اور squashہے جس میں ہم نے بڑے سنگ میل طے کیے ہیں۔ ہمارے young champion تیرہ سالہ عدنان نے جو تاریخ رقم کی ہے اس پر انہیں مبارک باد پیش کرنی چاہیے۔ آپ کو دیگر کھیلوں میں بھی improvement نظر آئے گی کیونکہ ہمارے نوجوانوں میں talent موجود ہے اور اُسے صرف nurture کرنے کی ضرورت ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی سینیٹر سرمد علی صاحب۔

سینیٹر سرمد علی: پاکستان ہاکی فیڈریشن نے ابھی کراچی میں National Senior Hockey Championship organize کی ہے۔ جو ہاکی کا حال ہے وہی اس championship میں جو میڈل دیے گئے، ان کا حال ہے۔ مثال کے طور پر انہوں نے جو gold medal دیا اس میں پاکستان ہاکی فیڈریشن کے spellings میں ہاکی کی جگہ ہاکسی لکھا گیا

ہے۔ اگر اس قسم کے gold medals جاری کیے جائیں گے تو اس سے ہمارے sports بالخصوص ہاکی کے حوالے سے seriousness کی بارے میں کیا تاثر ملتا ہے۔

جب ہم کہتے ہیں کہ ہاکی ہماری national sport ہے، تو ہم یہ دیکھتے ہیں کہ ہاکی کی اور پاکستان ہاکی فیڈریشن کی کتنی تنزلی ہو چکی ہے۔ اسی ہاکی فیڈریشن کی سرپرستی میں ہم ایک زمانے میں ہاکی کے World champion اور Olympics champion بھی رہ چکے تھے اور اس وقت ہماری ایسی حالت ہو چکی ہے کہ اب اسی قسم کی چیزیں ہوں گی۔ میں یہ چاہوں گا کہ منسٹر صاحب آپ اس کا نوٹس لیں اور اس کے بارے میں دیکھیں کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: بالکل جی، آپ نے جس بات کی نشان دہی کی ہے میں کھیلوں کے وزیر صاحب کی توجہ اس طرف ضرور مبذول کرواؤں گا اور جیسے میں نے پہلے بھی بات کی تھی کہ ہاکی کے بارے میں وزیر اعظم کا جو اپنا ایک پروگرام ہے اس میں hockey is one of the priority. انہوں نے پچھلے دنوں قومی ٹیم سے بھی ملاقات کی تھی اور وہ خود بھی یہ چاہتے ہیں کہ ہاکی فیڈریشن کے معاملات درست ہوں۔ اس کے لیے ان کے youth coordinator رانا مشہود صاحب بھی کام کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: بلال صاحب! تین ضمنی سوالات تھے جو مکمل ہو چکے ہیں۔ ایک ضمنی سوال منسٹر صاحب نے خود بھی کیا ہے۔ جی۔ تین ہو چکے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: سوال نمبر 78۔ سینیٹر قراۃ العین مری صاحبہ۔ موجود نہیں ہیں۔

*Question No. 78 **Senator Qurat-Ul-Ain Marri:** *Will the Minister for Communications be pleased to state:*

(a) Details of revenue generated and expenditure incurred by Pakistan Post during the last five years with year-wise breakup; and

(b) details of strategies/ business plan aimed at enhancing the growth and operational efficiency of Pakistan Post?

Mr. Abdul Aleem Khan: (a) The year wise breakup of revenue generated and expenditure of Pakistan Post Office Department (PPOD) for the last five (5) years is given below:—

(Figures in Million Rs.)		
Year	Revenue Receipts	Expenditure
2019-20	15,976.821	26,350.604
2020-21	15,517.899	27,741.237
2021-22	14,433.025	17,098.171
2022-23	7,106.389	18,697.566
2023-24	9,255.757	22,756.990

(b) Draft three years Business development plan for Pakistan Post 2024-25 to 2026-27 is enclosed at Annex-A.

(Annexure has been placed in library and on Table of the mover/ concerned Member).

جناب ڈپٹی چیئرمین: سوال نمبر 79، سینیٹر رانا محمود الحسن صاحب۔

*Question No. 79 **Senator Rana Mahmood Ul Hassan:** *Will the Minister for Communications be pleased to state whether it is fact that G.T Road stretch connecting Motorway with Tarnol railway crossing leading towards B-17 is in deteriorating condition and metro buses are also plying on the same route, if so, the reasons for delay in its repair, indicating also the department responsible for its maintenance and the time by which the said portion of the G.T road will be repaired?*

Mr. Abdul Aleem Khan: It is a fact that NHA is responsible for maintenance of G.T Road stretch connecting Motorway with Tarnol Railway crossing leading towards B-17, which is in a satisfactory, motorable condition and presently, traffic is plying smoothly on it.

It is further submitted that the Routine Maintenance Contracts on the said reach of N-5 have recently expired. The acceptance letters of new RM Contracts have been issued. Subsequently, the concerned; contractors shall be directed to mobilize at site and execute the required repair work on main carriageway so as to provide smooth and pothole-free road to the commuters and general public.

Moreover, the G.T Road portion from Rawalpindi to Hassanabdal has been selected for addition of 3rd lane in the project to be funded by Asian Infrastructure Investment Bank

(AIIB) which is presently at design stage. After execution, it will further improve the road condition of this section.

سینیٹر رانا محمود الحسن: بہت شکریہ جناب چیئرمین۔ میں منسٹر صاحب کا بہت شکر گزار ہوں کہ وہ بہت اچھا کام کر رہے ہیں اور میں ان سے کہنا چاہوں گا کہ ملتان تا وہاڑی روڈ جس کو ملتان دہلی روڈ بھی کہتے ہیں، وہ ایک زمانے سے بنتی اور بگڑتی چلی آ رہی ہے۔ وہ تا حال نامکمل ہے اور ابھی اس کے شاید tender بھی ہونے جا رہے ہیں اور اسی طرح سے میانوالی تا ملتان روڈ بھی ہے۔ میں منسٹر صاحب سے یہی گزارش کروں گا کہ کسی دن NHA کے حوالے سے سینیٹ میں آ کر مکمل طور پر brief کر دیں تو سینیٹر صاحبان کے تمام سوالات کے جوابات مل جائیں گے۔ میری یہ ایک تجویز ہے کہ اگر ایسا ہو جائے تو بہت بہتر ہو جائے گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

جناب عبدالعلیم خان: جی میں سینیٹر صاحب کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں اور جو انہوں نے سوال کیا ہے وہ چونکہ اس سوال سے related نہیں ہے تو میرے پاس اُس کی تفصیل نہیں ہے۔ اس سلسلے میں میری یہ گزارش ہو گی کہ وہ مجھے آکر مل لیں یا مجھے بتا دیں کہ کہاں پر ہم اس کو بیٹھ کر discuss کر سکتے ہیں۔ جناب! ہمارے پاس کوئی ڈیڑھ سو کے قریب projects ہیں تو ایسا نہیں ہو سکتا کہ میں ان ڈیڑھ سو projects کو یہاں آ کر explain کر سکوں۔ اگر کسی کا کوئی بھی concern ہے تو وہ میرے پاس تشریف لے آئیں۔ میں اپنے محکمے کے تمام لوگوں کو بلا کر ان کے جو بھی concerns ہوں گے، اس کو ان شاء اللہ تعالیٰ ضرور address کرواؤں گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: میرے خیال میں اگر کسی ممبر کا مواصلات کے حوالے سے کوئی بھی concern ہے تو آپ منسٹر صاحب کے ساتھ بیٹھ کر اس کا موثر حل نکال سکتے ہیں۔ جی سینیٹر محسن عزیز صاحب۔

سینیٹر محسن عزیز: میں کوئی بہت لمبی تقریر تو نہیں کرنا چاہتا اور نہ ہی اس کی ضرورت ہے۔ بس ایک سوال کرنا چاہتا ہوں کہ M-1 motorway پر مختلف جگہوں پر depressions آ گئے ہیں اور اس میں بہت خراب قسم کے humps بن گئے ہیں بالخصوص چارسدہ کے قریب اور وہ ٹریفک حادثات کے حوالے سے بہت خطرناک بھی ہیں ۔ ایک یہ request تھی کہ

یہ accidents کے حوالے سے بہت بڑا prone ہے۔ ایک تو یہ آپ سے گزارش ہے کہ اگر اس کو آپ دیکھ لیں۔

دوسرا یہ تھا کہ ہم نے کمیٹی میں بھی اس کو discuss کیا تھا اور اس پر House میں بھی بات ہوئی تھی کہ M-1 سے اسلام آباد ہوائی اڈے کی جو access ہے، وہاں سے بھی towards M-2 اگر ایک loop لے لیا جائے تو یہ ہمارے لیے بہت آسان ہو جائے گا کیونکہ اس وقت ہمیں یا تو گولڑہ موڑ سے مڑنا پڑتا ہے یا پھر تقریباً پندرہ کلومیٹر آگے جا کر ایک access ہے جو کافی زیادہ time and fuel consuming ہے۔ تو ہم نے ان سے request کی تھی جس پر کمیٹی میں بھی discuss ہوا تھا۔ تو یہی گزارش دوبارہ سے کی جا رہی ہے کہ اس پر کوئی کام ابھی تک ہوا ہے یا نہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

جناب عبدالعلیم خان: جناب! جو سینیٹر محسن عزیز صاحب نے بات کی ہے یہ بالکل ٹھیک ہے۔ یہ صرف M-1 پر نہیں ہے بلکہ یہ باقی motorways پر بھی کئی جگہوں پر uneven ہو گئی ہیں۔ ہم نے اس پر machineries لگا دیں ہیں اور جہاں پر انہوں نے نشان دہی کی ہے میں ان شاءاللہ تعالیٰ اس کی details لے کر خود محسن بھائی کو بتاؤں گا اور ہم اس کو اُن کی satisfaction کے عین مطابق remove کریں گے۔

جو انہوں نے اگلے loop کا کہا ہے تو اس پر میری گزارش ہوگی کہ ہمارے معزز بھائی ہمارے ساتھ بیٹھ جائیں تو ہم مل بیٹھ کر جس طریقے سے یہ چاہتے ہیں اس M-1 to M-2 connection کو design کر لیتے ہیں اور ہم ان کی مشاورت کے ساتھ ان کی تجویز پر کام کریں گے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی سینیٹر سید علی ظفر صاحب۔

سینیٹر سید علی ظفر: عزت مآب منسٹر صاحب سے ایک اور ضمنی سوال تھا کہ جیسے کہ ابھی بات ہوئی ہے کہ جب آپ motorway سے airport کی طرف جا رہے ہیں تو housing society کے لیے ایک نیا loop بنا ہے جو مجھے تو بڑا dangerous لگتا ہے۔ وہ ایک simple small lane ہے جس میں safety کے حوالے سے کافی زیادہ specifications

society کل کو یہ required ہیں، جیسا کہ آپ motorway پر کیسے join کریں گے۔ کل کو یہ society بڑھتی ہے تو وہ ایک بڑا dangerous point ہو سکتا ہے اور کسی بڑے نقصان کا باعث بن سکتا ہے۔ So, I wanted to know کہ آپ نے اس پر کوئی غور کیا ہے؟ اگر کیا ہے تو اس ایوان کو confidence میں لیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

جناب عبدالعلیم خان: جناب! جو concerns سینیٹر سید علی ظفر صاحب نے بیان کیے ہیں وہ بالکل ٹھیک ہیں اور یہ میری وزارت میں آنے سے پہلے کی بات ہے۔ جناب، جو آپ نے نشان دہی کی ہے وہ بھی بالکل ٹھیک ہے اور وہ واقعی dangerous ہے۔ جب میں پچھلے دنوں وہاں گیا تو یہ میں نے خود بھی دیکھا ہے۔ میں نے اس حوالے سے ان شاء اللہ کل ایک meeting call کی ہے۔ اس پر ہم ایک پوری policy لے کر آرہے ہیں کہ ہماری تمام motorways سے اگر کسی کو connection چاہیے تو وہ ضرور لیں لیکن اس کا کوئی طریقہ کار، کوئی قانون، کوئی ضابطہ یا کوئی drawing بھی ہونی چاہیے کہ جس طرح کی ابھی نشان دہی ہوئی ہے۔ ابھی بھی ہمارے service areas کے لیے بہت اچھے loops بنے ہوئے ہیں اور جب لوگ service areas میں جاتے ہیں یا وہاں سے motorway پر connection کے لیے باہر نکلتے ہیں تو وہ بہت safe ہیں اور وہاں کبھی کسی قسم کا حادثہ نہیں ہوا کیونکہ اس کو design کرتے وقت ان تمام چیزوں کو، جن کی نشان دہی ابھی ہوئی ہے، ان کو ملحوظ خاطر رکھا جاتا ہے۔ لیکن اس میں ایسا نہیں کیا گیا۔ آپ نے جو فرمایا وہ بالکل ٹھیک ہے اور چونکہ میں نے اس کو دیکھا ہی دو دن پہلے ہے تو میں نے اس کے لیے آپ کے point out کرنے سے پہلے ہی ایک meeting رکھ لی ہے اور جو آپ فرما رہے ہیں اس کو خاطر میں لاتے ہوئے یہ اُسی طرح design ہو گا جس طرح ہمارا design بنتا ہے of entering from the motorway and entering on to the motorway. تو ان شاء اللہ تعالیٰ آپ کو next sitting میں اس کی تفصیلات بتاؤں گا۔

(اس موقع پر ایوان میں اذان ظہر سنائی دی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی سینیٹر بلال احمد صاحب۔ یہ آخری سوال ہے۔

سینیٹر بلال احمد: جناب! آپ کا شکریہ۔ میرا قابل احترام وزیر صاحب سے ایک سوال ہے کہ بلوچستان میں 2 provincial roads ایسے ہیں جو National Highway یا دیگر صوبوں کو connect کرتے ہیں۔ جیسے بلوچستان سے پنجاب اور خیبر پختونخوا کو connect کرتے ہیں۔ ہمارا ایک road کوئٹہ سے خانوزئی، خانوزئی سے قلعہ سیف اللہ اور قلعہ سیف اللہ سے لورالائی کی طرف connect ہوتا ہے جبکہ خانوزئی سے لورالائی کو connect کرنے کے لیے درمیان میں ایک اور راستہ ہے جو کہ provincial road ہے، آپ اگر اس کو National Highway میں consider کریں یا National Highway اس کو take over کرے تو اس کا 90 کلومیٹر کا فاصلہ کم ہوگا۔

اس وقت بلوچستان سے DG Khan اور ملتان کے راستے سے پنجاب جانے والی ٹریفک ہے، وہ کوئٹہ سے خانوزئی، خانوزئی سے قلعہ سیف اللہ اور قلعہ سیف اللہ سے واپس لورالائی کی طرف آتی ہے۔ جبکہ اگر خانوزئی سے یہ سڑک، جو کہ provincial road ہے اور ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے، اگر اس کو National Highway take over کرلے تو یہ 90 کلومیٹر کا فاصلہ مزید کم ہوگا اور جو سڑک پر traffic کا heavy burden ہے، وہ بھی distribute ہو کر جنہوں نے پنجاب کی طرف جانا ہے وہ پنجاب جائیں گے اور کوئٹہ سے خانوزئی سے قلعہ سیف اللہ، قلعہ سیف اللہ سے ژوب اور ژوب سے DI Khan اور وہاں سے اسلام آباد اور خیبر پختونخوا کو connect کر رہا ہے ، اس راستے پر جو پنجاب، especially DG Khan اور ملتان کا جو load ہوگا، وہ کم ہو جائے گا۔

اس کے ساتھ ژوب سے ٹانک کے لیے جو ایک provincial road ہے، جو خیبر پختونخوا کو بلوچستان سے connect کرتی ہے ، اس کو بھی اگر National Highway take over کرے تو اس سے بھی ژوب سے DI Khan جاتے ہوئے دہانہ سر جیسی خطرناک سڑک پر اور اس پہاڑی سلسلے کو disconnect کرکے اگر ژوب سے ٹانک کو connect کر دیا جائے تو میرا خیال ہے کہ ژوب سے اسلام آباد اور خیبر پختونخوا تک جانے کے لیے۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: کیا آپ کو منسٹر صاحب نے یہ offer دی ہے کہ آپ تمام اس طرح سے بات کریں۔آپ اپنا سوال مکمل کریں۔

سینیٹر دوست علی جیسر: جناب! میں اپنا ضمنی سوال کر رہا ہوں۔ Kindly اگر منسٹر صاحب میری ان گزارشات کو note کر لیں اور ان دو سڑکوں کو، جو کہ ہماری provincial roads ہیں، ان کو take over کر کے National Highways consider کریں تو مسافروں کے لیے آسانی ہو سکتی ہے۔ Kindly کیا آپ اس بارے میں کچھ کہنا چاہیں گے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

جناب عبدالعلیم خان: میرے محترم سینیٹر بھائی نے جو گزارش کی ہے یہ۔۔۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: یہ وزارتِ مواصلات و تعمیرات ملک کی ایک اہم وزارت ہے۔ اس حوالے سے معزز ممبران کے متعدد سوالات بھی ہیں، تجاویز بھی ہیں اور بہت اچھے مشورے بھی ہیں۔ آپ ان کو کسی فارغ وقت میں بلا کر سب کو مطمئن بھی کریں اور ایک تفصیلی briefing بھی دے دیں۔

جناب عبدالعلیم خان: جناب! میری یہ گزارش ہو گی کہ جو معزز ممبر یہ سمجھتا ہے کہ اس کی کوئی ایسی تجویز ہے جو وہ میرے ساتھ share کرنا چاہتا ہے تو سب کے پاس میرا contact number موجود ہے اور یہ میرے لیے بہت محترم ہیں اور اگر یہ میرے دفتر تشریف لے آئیں تو میں سارے محکمے کو بلا کر ان کی جو بھی تجاویز ہیں، ان شاء اللہ تعالیٰ ہم ان پر عمل درآمد کریں گے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: اگر کسی بھی ممبر کی کوئی تجویز ہے تو وہ اس حوالے سے Motion secretariat کو جمع کروا دے۔ ایک گھنٹہ ہو چکا ہے اور وقفہ سوالات ختم ہو گیا ہے۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: نہیں جی، کوئی دس منٹ اور نہیں ہیں بلکہ پانچ منٹ زیادہ ہو چکے ہیں۔ وقفہ سوالات ختم ہو چکا ہے اور ایوان میں پیش کیے گئے باقی سوالات اور ان کے چھاپے گئے جوابات ایوان کی میز پر رکھے گئے پڑھے تصور کیے جاتے ہیں[1]۔ اس سے پہلے کہ میں چھٹی کی درخواستیں لے لوں، ہمارے ایوان میں جنوبی سوڈان کا ایک پارلیمانی وفد بھی موجود ہے۔ ہم ان کا اس

---

[1] *[The questions hour is over; the remaining questions and their printed replies are placed on the table of the House shall be treated as read.]*

ایوان میں خیر مقدم کرتے ہیں جس کی قیادت اعلیٰ مرتب جناب نائب سپیکر عبوری قومی قانون ساز اسمبلی کر رہے ہیں۔ یہ وفد ایوان کی کارروائی دیکھنے کے لیے چیئرمین باکس میں تشریف فرما ہے۔ ہم ان کا خیر مقدم کرتے ہیں۔

(The Chair recognized the presence of a parliamentary delegation of South Sudan led by His Excellency Mr. Deputy Speaker, interim National Constituent Assembly, witnessing the House proceedings)

(Desk thumping)

*Question No. 80 **Senator Muhammad Aslam Abro:** *Will the Minister for National Food Security and Research be pleased to state:*

(a) whether it is a fact that National Agricultural Research Council (NARC) has imparted training to farmers belonging to Sindh, if so, number of farmers trained during the last five years alongwith nature of training imparted in each case with year-wise breakup; and

(b) whether there is any proposal to conduct more of such trainings for the farmers of Sindh in future, if so, the details thereof?

Rana Tanveer Hussain: (a) Pakistan Agricultural Research Council (PARC), through its premier institute, the National Agriculture Research Centre (NARC), has played a pivotal role in capacity building by training farmers, agriculture officers, extension personnel's and field assistants across Pakistan. These training initiatives are implemented through various institutes under NARC, including the Agricultural Polytechnique Institute (API).

API, NARC, organized a specialized training program on **Integrated Pest Management of Sugarcane by Developing Biologically Based Management Practices,** during which 20 farmers were trained (Annex-I).

Additionally, the Southern Zone Agricultural Research Centre (SARC) Karachi, a key regional affiliate of PARC, has actively conducted numerous training programs specifically for farmers from Sindh. To date, **10,043 farmers have been trained**

under these programs, which are meticulously designed to address the unique agricultural challenges faced in the Sindh region.

The details of these trainings along with the Participants list, are also attached (Annex-II)

(b) Training programs for Farmers are an on-going activity under the Pakistan Agricultural Research Council (PARC). However, SARC Karachi regularly conduct such trainings. Proposals for future trainings are developed as a part of new projects and will continue to be coordinated in future as well.

Annex-I

TRAINING COURSE ON PEST MANAGEMENT OF SUGARCANE BY DEVELOPING BIOLOGICAL BASED MANAGEMENT PRACTICES UNDER PECS FROM 23-25 FEBRUARY, 2021 AT NARC ISLAMABAD

LIST OF PARTICIPANTS

Sr. No.	Name of participants	District
1	Mr. Rasheed Ahmed Mangrio	Shahaeed Benazir Abad
2	Mr. Junaid Ali Umrani	-do-
3	Mr. Fahad Hussain Dayo	Ghotki
4	Mr. Mehtab Hussain Pathan	-do-
5	Mr. Gull Hassan Ghanghro	Naushehro Feroze
6	Mr. Ali Khan Solangi	-do-
7	Mr. Qurban Ali Sirohi	Sukkur
8	Mr. Yaqoob Abbasi	-do-
9	Mr. Muhammad Hussain	Mirpur Khas
10	Mr. Ahmed Khan Mari	-do-
11	Mr. Abdul Aziz Banglani	Umar Kot
12	Mr. Zohaib Azam	-do-
13	Mr. Ameer Bux Mangi	Dadu
14	Mr. Tarique Ahmed Panhwar	-do-
15	Mr. Muhammad Uris Mastoi	Tando Allah Yar
16	Mr. Wazir Chand	-do-
17	Mr. M. Arif Soomro	Hyderabad
18	Mr. Abdur Rasool Pathan	-do-
19	Mr. Khamiso Memon	Thatta/Sujjawal
20	Mr. Aijaz Ali Khawaja	-do-

16th Mar 2024	PARC-SARC, Karachi/Shikarpur	Business Mushroom Farming	Students & NGO workers	96
30-31 July 2024	PARC-SARC, Karachi	Hands-on Training on Aflatoxin Biocontrol Technique	Students	30
09-20 Dec 2024	PARC-SARC, Karachi	Hands-on Spawn Production and Milky, Oyster & Reishi Mushroom Cultivation	Farmers	1
24-27 Dec 2024	Shikarpur	Business Mushroom Farming	Farmers NGO Workers	350
Arid Zone Research Centre (AZRC), Umerkot				
11/05/2018	HOTEL INDUS, HYDERABAD, SINDH	ONE DAY WORKSHOP ON "COMBATING FOR MALNUTRITION AND DESERTIFICATION AT THAR-DESERT"	FARMERS	60
02/01/2019	PARC-AZRI, UMERKOT, SINDH	SEMINAR ON "INTEGRATED MODELS FOR NUTRITION MANAGEMENT AND REDUCE MIGRATION OF LIVESTOCK IN THAR"	FARMERS	48
30/11/2019	PARC-AZRI, UMERKOT, SINDH	SEMINAR ON "DISSEMINATION OF ACHIEVEMENTS & WAY FORWARD OF PSDP"	FARMERS	62
13/10/2020	VILLAGE HYDER FARM, UMERKOT	ONE DAY SEMINAR ON "IMPROVING AWARENESS ABOUT IMPORTANCE OF PULSES"	FARMERS	68
21/03/2021	PARC-AZRI, UMERKOT, SINDH	"IMPORTANCE AND CULTIVATION OF CHICKPEA AND LENTIL PULSES"	FARMERS	81
23/09/2021	PARC-AZRI, UMERKOT, SINDH	TRAINING ON "CAPACITY BUILDING OF THE REPRESENTATIVES FROM CIVIL SOCIETY ON CLIMATE FRIENDLY DEVELOPMENT"	FARMERS	31
16/06/2021	PARC-AZRI, UMERKOT, SINDH	TRAINING ON "CLIMATE SMART AGRICULTURE IN THARPARKAR FOR GOVERNMENT LINE DEPARTMENT OFFICIALS"	FARMERS	20
25/09/2021	PARC-AZRI, UMERKOT, SINDH	A FIELD DAY / DEMONSTRATION ON SOLAR TUNNEL DRYER AND SOLAR CUM GAS DRYER FOR DRY OF RED CHILIES"	FARMERS	43

26/09/2021	PARC-AZRI, UMERKOT, SINDH	A FIELD DAY / DEMONSTRATION ON SOLAR TUNNEL DRYER AND SOLAR CUM GAS DRYER FOR DRY OF RED CHILIES"	FARMERS		43
26/09/2021	PARC-AZRI, UMERKOT, SINDH	TRAINING ON "CAPACITY BUILDING OF THE REPRESENTATIVES FROM CIVIL SOCIETY ON CLIMATE FRIENDLY DEVELOPMENT"	FARMERS		54
27/09/2021	PARC-AZRI, UMERKOT, SINDH	TRAINING ON "CAPACITY BUILDING OF THE REPRESENTATIVES FROM CIVIL SOCIETY ON CLIMATE FRIENDLY DEVELOPMENT"	FARMERS		42
25/01/2022	PARC-AZRC, UMERKOT, SINDH	ONE DAY AWARENESS SEMINAR ON "ADVANCED CHILLI DRYING FOR EXPORTABLE PRODUCT" UNDER RDA, KOPIA-PAKISTAN TECHNICAL	FARMERS		134
25/02/2022	PARC-AZRC, UMERKOT, SINDH	PULSES TRAVELING SEMINAR "RABI PULSES, 2021-22" UNDER PSDP PROJECT ENTITLED "PROMOTING RESEARCH FOR PRODUCTIVITY ENHANCEMENT IN PULSES"	FARMERS		70
31/01/2023	PARC-AZRC, UMERKOT, SINDH	ONE DAY NATIONAL SEMINAR ON "CHALLENGES TO FLORA AND FAUDA OF THAR DESERT UNDER CHANGING CLIMATE"	FARMERS		89
Apr-24	PARC-AZRC, UMERKOT, SINDH	TRAINING OF AGRO-PASTORAL FIELD SCHOOL FACILITATORS	Professional graduates		50
Apr - Nov 2024	278 Agro-Pastoralist Field Schools in Umerkot and Tharparkar Districts	Dryland agriculture, integrated rangeland and livestock management, soil and water	Agro-Pastoralist farmers		7000
Water & Agricultural Waste Management Institute (WAWMI), Tando Jam					
17-11-2022	Village Tayyab Dars Tehsil & Distt: Tando Allah Yar	Good Management Practices for cultivation of Tissue Culture Banana Plants.	Farmers		35
23-11-2022	Village Karim Bux Siyal Distt: Matyari	Good Management Practices for cultivation of Tissue Culture Banana Plants.	Farmers		30

24-11-2022	Village Ahmed Khan Lashari Tehsil & Distt: Tando Allah Yar.	Good Management Practices for cultivation of Tissue Culture Banana Plants.	Farmers	32
29.11.2022	Village Farman Ali Rajput Tehsil & Distt: Matyari.	Good Management Practices for cultivation of Tissue Culture Banana Plants.	Farmers	38
14.12.2022	Village Muhammad Siddique Jatt Tehsil & District Matyari.	Good Management Practices for cultivation of Tissue Culture Banana Plants.	Farmers	27
20.12.2022	Village Tando Qaisar Tehsil & District Hyderabad.	Good Management Practices for cultivation of Tissue Culture Banana Plants.	Farmers	35
21.12.2022	Village Khari Thebo Tehsil & District Hyderabad.	Good Management Practices for cultivation of Tissue Culture Banana Plants.	Farmers	30
22.12.2022	Village Khan Muhammad Unar Tehsil & District Hyderabad.	Good Management Practices for cultivation of Tissue Culture Banana Plants.	Farmers	28
29.12.2022	Village Pir Shah Saud Shah Tehsil New Saeedabad District Matyari.	Good Management Practices for cultivation of Tissue Culture Banana Plants.	Farmers	33
05.01.2023	Village Bakshal Leghari Tehsil& District Hyderabad.	Good Management Practices for cultivation of Tissue Culture Banana Plants.	Farmers	40
02.02.2023	Village Meer Khokhar Tehsil & District Matyari.	Good Management Practices for cultivation of Tissue Culture Banana Plants.	Farmers	36
08.02.2023	Village Mahmood Dhamach Tehsil & Distt. Hyderabad.	Good Management Practices for cultivation of Tissue Culture Banana Plants.	Farmers	30
23.02.2023	Village Yaqoob Dars Tehsil & Distt. Tando Allah Yar.	Good Management Practices for cultivation of Tissue Culture Banana Plants.	Farmers	35
14.03.2023	Village Shahmir ji Wasi Tehsil & District Matyari.	Good Management Practices for cultivation of Tissue Culture Banana Plants.	Farmers	42
28.03.2023	Village Raees Manzoor Ali Khan Pitafi Tehsil & District Tando Allah Yar.	Good Management Practices for cultivation of Tissue Culture Banana Plants.	Farmers	34
13.04.2023	Village Bukera Sharif Tehsil & District T.A.Yar	Good Management Practices for cultivation of Tissue Culture Banana Plants.	Farmers	37
23.05.2023	Village Muhammad Urs Brohi Tehsil& District Matyari.	Good Management Practices for cultivation of Tissue Culture Banana Plants.	Farmers	43
23.05.2023	Village Sekhat Tehsil & District Matyari.	Good Management Practices for cultivation of Tissue Culture Banana Plants.	Farmers	30
25.05.2023	Village Mashakh Hothi Tehsil & District Tando Allahyar.	Good Management Practices for cultivation of Tissue Culture Banana Plants.	Farmers	26

29.05.2023	Vill. Jameel Khanzada Tehsil & District Tando Allahyar.	Good Management Practices for cultivation of Tissue Culture Banana Plants.	Farmers	30
25.09.2023	Village Jam Samo District Matyari.	Improved Fodder Crops Production Technologies	Farmers	42
14-15-11-2024	SAU Tandojam	Indigenous Water Harvesting Practices	Students	30
16-17-11-2024	Larkana	Indigenous Water Harvesting Practices	Farmers & students	25
19-20-11-2024	Dadu	Indigenous Water Harvesting Practices	Farmers & students	25
National Sugar & Tropical Horticulture Research Institute (NSTHRI), Thatta				
25-11-2020 to 24-12-2020	Sowing methods and fuzz nursery	NSTHRI, Thatta	Students	7
28-09-2021	Nursery development of sugarcane through bud chip technology	Mehran Sugar Mills	Sugar Mills Staff	8
1-11-2021 to 30-11-2021	Flowering studies	NSTHRI Thatta	Students	2
1-11-2021 to 30-11-2021	Tissue culture technique	NSTHRI Thatta	Students	2
01/04/2022	Nursery development of sugarcane through bud chip technology	Army Welfare Sugar Mills Badin	Sugar Mills Staff	15
04/06/2022	Nursery development of sugarcane through bud chip technology	Aaqib Khan Jatoi Farm Moro, Nausheroferoz district	Sugarcane Growers	10
22-10-2022 to 22-11-2022	Sugarcane fuzz nursery development and planting techniques	NSTHRI Thatta	Students	3
2022	Nursery development of sugarcane through bud chip technology	Mushtaque Ahmed Talpur, Deh Thaheem, district Hyderabad.	Sugarcane Growers	10
1-10-2023 to 31-10-2023	Sugarcane fuzz nursery development and planting techniques	NSTHRI Thatta	Students	3
2023	Nursery development of sugarcane through bud chip technology	Shahpur jahaniana Moro.	Sugar Mills Staff	20
2024	Tissue culture and banana diseases	NSTHRI Thatta	Sugarcane Growers	30
			Total	**10043**

*Question No. 81 **Senator Danesh Kumar:** *Will the Minister for Communications be pleased to state:*

(a) *number of posts of DIG and Additional IG in the Motorways Police along with the details of their pay and allowances; and*

(b) *whether it is a fact that under the austerity drive different posts in Motorways Police have been abolished, if so, the details thereof for the last three years*?

Mr. Abdul Aleem Khan: (a) Detail of posts of DIG and Additional IG in NHMP are reproduced herein below:-

S. No.	Rank & BS	Sanction	Present
1.	DIG (BS-20)	11	11
2.	Addl. IGP (BS-21)	03	03

Moreover, pay & allowances for the post DIG (BS-20) and Additional IG (BS-21) is enclosed as **Annex-A.**

(b) Regarding abolishing of different posts, following is submitted:

i. Posts in NHMP are created in accordance with the length of roads, number of offices and keeping in view workload as per requirements of the department. The creation of posts is dealt in accordance with a formula developed by the Establishment Division (MS Wing) through a comprehensive study carried out in the year 2016, revised/updated in the year 2021.

ii. Keeping in view the operational requirements, NHMP on its own, initiated a rationalization drive and carried out a comprehensive analysis of its operations, existing manpower and future requirements etc. As a result of rationalization, with the concurrence of Establishment Division and approval of Austerity Committee of Finance Division, total **2,748- posts** in different ranks have been abolished, while, **2,585- posts** have been created in lieu of abolished posts, thereby reducing overall 163-posts. The detail of posts abolished and created alongwith relevant letter is attached as **Annex-B**

ANNEX-A

Detail of Pay & Allowances of Addl. IG & DIG, NHMP

Basic Pay Scale	Basic Pay (Average)	Q. Pay	Ent. All.	Orderly All	Sr. Post. All.	Special Allow. 100 % (Frozen/ Reduced)	HR Ceiling	U.All.	M.All.	Fixed DA	Special Allow. (10%)	Adhoc Relief Allow-22 (15%) PS-17	Adhoc Relief Allow-23 (35% & 35%) PS-17	Adhoc Relief Allow-24 (25% & 20%) PS-17	Salary For One Post for One Month	Salary For One Post for One Year
21	165,730	3,000	700	25,000	1,350	18,890	71,107	1,200	4,853	80,000	5,820	11,508	34,137	33,146	423,295	5,079,540
20	149,300	1,500	600	25,000	1,250	16,958	59,079	1,200	4,378	65,600	5,245	10,364	30,741	29,860	371,214	4,454,568

GOVERNMENT OF PAKISTAN
MINISTRY OF COMMUNICATIONS
*****

ANNEX-B

F.No. 4(1)/2020-Roads-II

Islamabad, the November 8, 2024

To: The Accountant General,
Pakistan Revenue, Islamabad,
Sub-Offices Lahore, Karachi and Quetta

SUBJECT: - **ABOLITION AND CREATION OF POSTS IN NATIONAL HIGHWAYS & MOTORWAYS POLICE (NHMP).**

Dear Sir,

I am directed to convey the approval of the Principal Accounting Officer / Secretary Communications in terms of Sr. No. 8 of *"Financial Management and Powers of Principal Accounting Officers Regulations 2021-22"* for the abolition of the following 2,748 *(2,651 Uniformed & 97 Non-Uniformed)* sanctioned posts in National Highways & Motorways Police (NHMP) with immediate effect: -

S.#	Rank / Designation	BPS	Posts Abolished
A.	Uniform Posts		
1.	Assistant Superintendent of Police (ASP) / Deputy Superintendent of Police (DSP)	17	12
2.	Inspector (IP) / Senior Patrol Officer (SPO)	16	500
3.	Sub Inspector (SI)/ Patrol Officer (PO)	14	2,139
		Sub-Total	2,651
B.	Non-Uniform Posts		
1.	Doctor	18	42
2.	Draftsman	10	1
3.	Auto Mechanic	5	42
4.	Electrician	5	7
5.	Helper	5	5
		Sub-Total	97
		Total	2,748

2. Pursuant to the concurrence of the Austerity Committee vide Finance Division O.M No. 7(153)/Exp-IV/2022 dated 30-09-2024 read with O.M No. 4(9)DS-Exp(Comm.)/2016-17/Vol-II/690 dated 01-11-2024 and in terms of Sr. No. 8 of *"Financial Management and Powers of Principal Accounting Officers Regulations 2021-22"* I am directed to convey the sanction of the President of Islamic Republic of Pakistan with the approval of PAO/Secretary Communications for the creation of following 2,585 *(2,373 Uniformed & 212 Non-Uniformed)* posts in the National Highways & Motorway Police (NHMP) with immediate effect:

S.#	Rank / Designation	BPS	Posts Created
A.	Uniform Posts		
1.	Superintendent of Police (SP)	18	3
2.	Senior Assistant Patrol Officer (SAPO) Assistant Sub-Inspector (ASI)	11	1,840
3.	Head Constable (HC)/ Assistant Patrol Officer (APO)	9	220
4.	Constable (C) / Junior Patrol Officer (JPO)	7	310
		Sub-total	2,373
B.	Non-Uniform Posts		
1.	Deputy Director - Planning & Development (P&D)	18	1
2.	Deputy Director – Information Technology (IT)	18	1

3.	Doctor	17	10
4.	Private Secretary	17	1
5.	Assistant Director - Planning & Development (P&D)	17	1
6.	Assistant Director – Information Technology (IT)	17	5
7.	Librarian	17	1
8.	Head Draftsman	16	1
9.	Computer Operator	16	12
10.	Accountant	16	1
11.	Assistant	15	1
12.	Photographer	13	28
13.	UDC	11	24
14.	LDC	09	30
15.	Paramedical staff	07	20
16.	Tailor	07	02
17.	Khateeb	07	10
18.	Dispatch Rider	05	1
19.	Wireless Mechanic	05	31
20.	Armourer	05	31
		Sub-total	212
		Total	2,585

3. The expenditure involved will be debit-able under Demand No. 25 FC21Y05 – Other Expenditures of Communications Division, 04 – Economic Affairs, 045 – Construction and Transport, 0452 – Road Transport, 045201 – Administration, IB1673 – National Highway & Pakistan Motorway Police, 045201- A01 Employees Related Expenses.

(Mubashir Hassan Taqi)
Section Officer (Roads-II)

Copies for information to: -

i) Sr. PS to Secretary, Communications Division, Islamabad.
ii) The Inspector General of Police, NHMP, Islamabad.
iii) The Director General, Management Services Wing, Establishment Division, Islamabad.
iv) The DS-Exp. (Communications), Finance Division, Islamabad.

-Sd-
SECTION OFFICER
(ROADS-II)

*Question No. 82 **Senator Samina Mumtaz Zehri:** *Will the Minister for Overseas Pakistanis and Human Resource Development be pleased to state:*

(a) *total number of Pakistanis prisoners in UAE at present, along with crime wise break up; and*

(b) *The steps taken or being taken by the Government to repatriate such prisoners from UAE indicating legal and financial assistance provide during the last five years?*

Chaudhry Salik Hussain: (a) Pakistani Missions in UAE have repeatedly requested the host Ministry of Foreign Affairs to provide an updated list of Pakistani prisoners with comprehensive details, including the nature of the crime und the length of the sentence. Despite our efforts, the requested information has not yet been provided by the concerned authorities. The last official communication received by the Embassy from the UAE authorities was in July 2023. According to this report, 5,292 Pakistani nationals are currently incarcerated in various jails across the UAE (list attached at **Annex-A)**. The provided list includes the names of the prisoners, the nature of their crimes, and the detention centers where they are being held. The most common crimes committed by Pakistanis in the UAE are mentioned in **Annex "B".**

(b) The Missions have undertaken several efforts to assist Pakistani prisoners under their jurisdiction:

The Consular teams of the Pakistani Missions in the UAE regularly conduct visits to local prisons and deportation centers to ensure the wellbeing of Pakistani prisoners/detainees. On average, 5 to 8 visits are conducted weekly by the Community Welfare Attaches (CWAs) in the UAE. During these visits, many prisoners report medical issues and request assistance in obtaining medical check-ups. The Missions promptly contact the jail authorities to ensure these prisoners receive the necessary medical care.

The Missions are dedicated to providing comprehensive legal assistance to Pakistani nationals incarcerated in the UAE. While local regulations dictate that only Emirati lawyers are authorized to represent individuals in court, the Missions play a crucial role by offering legal advice to prisoners. Annually, the Missions provide free legal consultation and guidance to approximately 250 Pakistanis. This includes guidance on their legal rights, the judicial process, and any available avenues for appeal, ensuring that the prisoners are fully informed and their rights are respected in line with local laws.

The Consulate supports in provision of air tickets (mostly arranged through donors/philanthropists) for the prisoners ready for deportation. In this regard, the mission has provided around 125 air tickets to detained Pakistanis during last year.

Many Pakistanis request the Mission's help in arranging meetings with their relatives in jail. The Missions formally request

the UAE Ministry of Foreign Affairs (MOFA) to facilitate these meetings and issue No Objection Certificates to enable families to meet with the prisoners.

The Missions also respond to families who report that prisoners have not been deported back to Pakistan despite completing their jail terms. In such cases, the Missions immediately contact the jail authorities to expedite the deportation process.

Additionally, the Missions assist Pakistanis who wish to arrange phone calls with their jailed relatives by coordinating with jail authorities to register phone numbers and set up the calls. For those in financial need, the Missions deposit funds into the jail accounts of deserving prisoners to support their families.

The details indicating legal and financial assistance provide during the last five years are attached as (**Annex-C**).

(Annexures have been placed in library and on Table of the mover/concerned member).

*Question No. 83 **Senator Samina Mumtaz Zehri:** *Will the Minister for Overseas Pakistanis and Human Resource Development be pleased to state:*

(a) the details of laborers and workers belonging to Balochistan registered by Employees' Old-Age Benefits Institution (EOBI) since January 2023 till date along with their names;

(b) whether it is a fact that a large number of mine workers and laborers are awaiting registration with EOBI, if so, the details thereof; and

(c) details of challenges in registering mine workers with the EOBI in Balochistan mining industry?

Chaudhry Salik Hussain: (a) Employees Old-Age benefits Institution (EOBI) has registered 7,310 employees/workers in the Province of Balochistan since January, 2023.

The detail of these employees is placed at **Annexure-'A'** Further, against these 7,310 employees, EOBI has registered 2,025 mine workers in Balochistan

The detail of these mine workers is placed at **Annexure-'B'.**

(b) There is no application pending for registration of any mine worker.

(c) EOBI is facing multifarious challenges in registration of mine workers in Balochistan Some of which are mentioned as under:

1. Disturbing situation of law & order at mining areas which restricts frequent visits of field officers. Operation is underway by the security forces at mining areas such as marwar, Mach, Dukki, Sharigh and other areas of Balochistan where mining companies are located.
2. Mining companies are usually law evasive and reluctant to register their workers with EOBI because the mine owners do not take the Ownership of mining labour as being hired by their contractors.
3. Mining sector is informal in nature; spread of mining sites to far flung areas make it difficult to track mines and mine workers.
4. Mining labour drop-out ratio is also comparatively high-due to informal nature.
5. The mining labour are mostly on piece rate workers and not paid a regular monthly wages and hence no proper record is maintained with the company.

Despite all these challenges, EOBI field officers are actively following up with the non-compliant mine owners which is reflected from the fact that over 2000 mine workers are registered with EOBI since January, 2023.

(Annexures have been placed in library and on Table of the mover/ concerned member).

*Question No. 84 **Senator Samina Mumtaz Zehri:** *Will the Minister for Overseas Pakistanis and Human Resource Development be pleased to state:*

(a) whether it is fact that Directorate of Workers education offer courses for mine workers, if so, details of skills and safety techniques being imparted through such courses indicating also any mechanism adopted to ensure

mandatory recruitment of such trained workers in the mining industry; and

(b) Number of mine workers trained and working in mining industry of Balochistan during the last five years?

Chaudhry Salik Hussain: (a) After 18th constitutional amendment the Directorate of Workers Education regional centers located in provincial cities were devolved and transferred to respective Provincial Governments.

The present office of DWE in Islamabad conducts training activities for the workers of Federal Capital territory. The mines workers training is provincial subject and provinces have offices of Workers Education.

(b) As mentioned above the mines workers training is provincial subject and provinces have offices of Workers Education.

*Question No. 85 **Senator Zeeshan Khanzada:** *Will the Minister for Federal Education and Professional Training be pleased to state the number of partnerships with government schools in Balochistan and Khyber Pakhtunkhwa under STEAM Pakistan Initiative and reasons behind low numbers?*

Dr. Khalid Maqbool Siddiqui:

STEAM Pakistan is an initiative of the M/o FE&PT that was configured to be rolled out in all provinces/regions in a staggered manner. The first STEAM Policy Unit (the one responsible for establishing school partnerships, among other deliverables) was set up in M/o FE&PT, Islamabad in March 2022, followed by the following sequence of Policy Unit setup in the provinces:

- STEAM Policy Unit, SE&LD, **Sindh – June 2022**
- Policy Unit, SED, **GB – August 2022**
- STEAM Policy Unit, SED, **Punjab – Jan 2023**
- STEAM Policy Unit, E&SED, **KP– February 2024**
- STEAM policy unit, SED Balochistan – to be set up in 2025

Number of school partnerships by province (as of 13th January 2025):

Province/Region	Number of partner schools
Balochistan	9
Gilgit Baltistan	118
Islamabad Capital Territory	215
Khyber Pakhtunkhwa	168
Punjab	4,176
Sindh	2,538
Total	**7,229**

Balochistan: STEAM Pakistan initiative is being implemented in 8 schools from Federal Government Educational Institution (FGEI) and 1 SED school from 4 districts (Dera Bugti, Gwadar, Karachi, and Quetta).

PAMS will be formally requesting the establishment of the STEAM Policy Unit in the 2nd quarter of 2025. The organization is already providing technical support to the School Education Department (on the Foundational Learning Policy), the Chief Secretary's office (Education Oversight Committee), and the Minister's office (Minister Education Delivery Unit).

Khyber Pakhtunkhwa: In 2024, STEAM Pakistan had extended the program outreach in Khyber Pakhtunkhwa via the E&SED & FGEI in 13 districts.

ISLAMABAD, SYED HASNAIN HAIDER,
the 20th January, 2025 *Secretary.*

PCPPI—7014(2025) Senate—20-01-2025 —275.

جناب ڈپٹی چیئرمین: ابھی ہم چھٹی کی درخواستیں لیتے ہیں۔

Leave of Absence

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر دوستین خان ڈومکی صاحب نے بعض نجی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 15اور17 جنوری کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر عون عباس نے بعض نجی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 20 جنوری کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر محمد عبدالقادر نے بعض نجی مصروفیات کی بنا پر گزشتہ 343ویں تا 345ویں اجلاسوں کے دوران مختلف تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر پروفیسر ساجد میر نے بعض نجی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 17 جنوری کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر سید کاظم علی شاہ نے بعض نجی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 14 جنوری کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: ابھی ہم business کی طرف آتے ہیں۔ Order. No. 3. چیئرمین قائمہ کمیٹی برائے ہوابازی اپنی کسی نجی مصروفیات کی بنا پر آج ایوان میں موجود نہیں ہیں۔ ان کے behalf پر سینیٹر سلیم مانڈوی والا صاحب! آپ یہ order پیش کریں۔

Motion under Rule 194 (1) moved on behalf of Chairman, Standing Committee on Aviation on a point of public importance regarding discontinuation of PIA flights for Peshawar Airport

Senator Saleem Mandiwalla: I, on behalf of Chairman, Standing Committee on Aviation, move under sub-rule (1) of Rule 194 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 2012, that the time for presentation of report of the Committee on a point of public importance raised by Senator Zeeshan Khan Zada on 5th September, 2024, regarding discontinuation of PIA flights for Peshawar Airport, may be extended for a period of sixty working days with effect from 3rd January, 2025.

جناب ڈپٹی چیئرمین: اب میں تحریک ایوان کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: Order. No. 4 قائمہ کمیٹی کی رپورٹ۔ سینیٹر فاروق حامد نائیک صاحب، چیئرمین، قائمہ کمیٹی برائے قانون و انصاف آرڈر نمبر 4 پیش کرنے کے لیے موجود نہیں ہیں۔ ان کے behalf پر سینیٹر شہادت اعوان صاحب اس کو پیش کریں گے۔

Presentation of Report of the Standing Committee on Law and Justice on [The Supreme Court (Practice and Procedure) (Amendment) Bill, 2024]

Senator Shahadat Awan: I, on the behalf of Senator Farooq Hamid Naek, Chairman, Standing Committee on Law and Justice, present report of the Committee on a Bill to amend the Supreme Court (Practice and Procedure) Act, 2023 [The Supreme Court (Practice and Procedure) (Amendment) Bill, 2024].

جناب ڈپٹی چیئرمین: رپورٹ پیش کر دی گئی ہے۔.Order No. 5 سینیٹر اعظم نذیر تارڑ صاحب، وزیر برائے انسانی حقوق! Order No. 5 پیش کریں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آرڈر نمبر5۔ سینیٹر اعظم نذیر تارڑ صاحب! آرڈر نمبر5 پیش کریں۔

<u>Consideration and passage of [The National Commission on the Status of Women (Amendment) Bill, 2025]</u>

Senator Azam Nazeer Tarar: I wish to move that the Bill further to amend the National Commission on the Status of Women Act 2012 [The National Commission on the Status of Women (Amendment) Bill, 2025], as passed by the National Assembly, be taken into consideration at once.

میں صرف یہ عرض کردوں کہ تین amendments ہیں۔ The word 'Federal Government' کو concerned Division سے replace کیا گیا ہے۔ یہ ایک general directive ہے پچھلی حکومتوں کے اور موجودہ حکومت کی بھی کہ جو چھوٹی چھوٹی چیزیں ہیں جیسے اخبار میں اشتہار دینا، proposal invite کرنے کے لیے اشتہار یا website پر ڈالنا، اس کے لیے بھی Federal Government کی اجازت درکار ہے۔ وہ ہم نے کر دیا ہے کہ اس کی بجائے وہ concerned Division کر دے۔ میری یہ استدعا ہو گی کہ ہم نے خود ہی ڈرافٹ کیا تھا اس سے ایک ملتا جلتا Bill سینیٹ سے بھی دو اور Commissions کا کر کے قومی اسمبلی میں بھیجا ہے انہوں نے پاس کر دیا تھا۔ This may kindly be passed without referring to the Standing Committee as these are very simple three amendments. جناب! اس کی وجہ سے time save ہو گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: میں اب تحریک ایوان کے سامنے رکھتا ہوں۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب! میں اس کو پڑھ دیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر انوشہ رحمان احمد خان صاحبہ کچھ کہنا چاہتی ہیں، آپ بتادیں۔

سینیٹر انوشہ رحمان احمد خان: جناب چیئر مین! بہت شکریہ۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر صاحبہ پہلے تین مرتبہ اُٹھی ہیں۔

(مداخلت)

سینیٹر انوشہ رحمان احمد خان: شبلی فراز صاحب! آپ کا اس Bill پر کوئی objection ہے تو آپ ضرور بات کریں۔ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ آپ نے تو لمبی تقریر کرنی ہوتی ہے۔ میں نے تو بہت چھوٹی اور مختصر بات کرنی ہے۔ آپ حکم کر دیجئے چیئرمین صاحب جیسے آپ مناسب سمجھیں۔ آپ کہیں گے تو میں بیٹھ جاؤں گی، آپ کہیں گے تو میں بات کرلوں گی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر صاحبہ! آپ بیٹھ جائیں۔ جی سینیٹر سید شبلی فراز۔

سینیٹر سید شبلی فراز: میری وزیر قانون صاحب سے درخواست تھی کہ بجائے ان amendments کے آپ کو Rules of Business, 1973 میں amendments کرنی چاہیے تھیں rather than کہ آپ نے ایک amendment ڈال دی۔ میری آپ سے یہ request ہے۔ باقی آپ کی مرضی ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی وزیر صاحب۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب! رولز اسے supersede نہیں کر سکتے۔ یہ سارے Acts of Parliament ہیں جن میں "Federal Government" word, کیونکہ اس وقت Federal Government used to be read as Division concerned لیکن جب 2015 میں Mustafa Impex Case میں یہ بات interpret ہوئی تو اس میں انہوں نے کہا کہ Federal Government means under the scheme of Constitution, the Cabinet. اب ہوتا یہ ہے کہ چھوٹی چھوٹی چیزیں ہیں یہ بالکل technical سی باتیں ہیں جن کو کرنے کے لیے آپ کو کابینہ کو بھیجنا پڑتا ہے۔ میری یہ استدعا ہو گی کہ

this may be placed before the House for passage. I am stating at the floor of the House being Minister-in-Charge of Human Rights that these are procedural amendments.

The word “Federal Government” is to be substituted by “the Division concerned”

تین جگہوں پر۔ جہاں پر اخبار میں اشتہار دینا ہے اس کی اجازت لینی ہے، جہاں پر accounts کی report پیش کرنی ہے، اس کی اجازت لینی ہے اور جہاں پر selection process کو kick-off کرنا ہے، وہاں پر اجازت لینی ہے تو یہ بہت کوئی material چیزیں نہیں ہیں۔ میری استدعا ہو گی کہ وقت بچ جائے گا اگر اس کو پاس کر لیا جائے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ویسے مائیک میڈم انوشہ رحمان احمد خان صاحبہ کا on ہے۔ جی سینیٹر سید علی ظفر صاحب۔

سینیٹر سید علی ظفر: وزیر قانون صاحب بالکل درست کہہ رہے ہوں گے کہ یہ ایک چھوٹی سی amendment ہے لیکن ہو سکتا ہے اس کا overall impact قانون پر ہو اور یہ بات ایوان میں موجود ہر وکیل سمجھتا ہے۔ میری suggestion یہ ہو گی کہ آپ بیشک تھوڑی دیر کے لیے اس کو کمیٹی کے پاس بھیج دیں، یہ کمیٹی میں باقاعدہ discuss ہوتا ہے، ہو سکتا ہے کوئی ایسی suggestion آ جائے جو اس قانون کو بہتری کی طرف لے جائے۔ بجائے ادھر ہم بیٹھے ہوئے کسی debate کے بغیر ایک چیز کو مان لیں جس کا impact ہو سکتا ہے نہ ہو، درست فرما رہے ہوں، ہو سکتا ہے ان سے کچھ miss ہو گیا ہو تو بہتر یہ ہے کہ کمیٹی والے بھی اس کو دیکھ لیں۔ یہ میری humble suggestion ہو گی، procedure ہمارا ہر صورت میں یہی ہونا چاہیے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی شکریہ۔ آپ نے بات کر لی۔ جی وزیر صاحب۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: میں بڑے ادب سے یہ التجا کروں گا کہ جو minor amendment ایک یا دو amendments ہوتی ہیں اگر وہ explain کر دی جائیں اور ہمیں ایک دوسرے پر trust کرنا چاہیے، I am stating on the floor of the House کہ یہ تین amendments ہیں

word “Federal Government” is being substituted by “Division concerned”

نمبر۔اجب کمیشن کی appointments کے لیے اخبار میں اشتہار دینا ہے کہ کوئی interested ہیں تو apply کریں وہاں کابینہ کی اجازت لینا پڑتی ہے۔ ہم نے کہا کہ وہ statement of accounts جب Division concerned دے دیا کرے۔ print کرکے دینی ہےlay کرنی ہےاس کے لیے بھی پہلے کابینہ سے اجازت لیناپڑتی ہے۔ہم نے کہا کہ وہFederal Government کی بجائےDivision concerned کر دیا کرے۔

جناب! یہ amendments ہیں۔ایک لمباprocess ہے National Assembly میں layہو کر کمیٹی میں گیا، کمیٹی نے اسے as it is clear کرکے پاس کر دیا۔میری استدعا یہ ہوگی کہ چھوٹی چھوٹی چیزیں Business ختم ہوتا جاتا ہے ،ویسے تو یہ agenda پر رہے گاotherwise تو صرف یہ background ہے۔اس ایوان میں آپ کا اختیار ہے اور میں یہ rightاس ایوان کے پاس رکھنا چاہتا ہوں کہ House by its majority decision can straight away pass a Bill or refer to the Committee, it is not rule of thumbکہ کمیٹی کو جانا ہی جانا ہے۔یہ جوpassageکے بعد آتے ہیں اگراس کی آپlanguage بھی پڑھیں یہroutineکےagendaمیں لکھاہوا ہے کہ "be passed at once".

دوسری ایک اور چیز۔ رولز میں ایک anomaly بھی ہے National Assemblyکےrules of procedure ہیں ان میں یہ ہے کہ جو سینیٹ سےBill پاس ہو کر جاتا ہےthey don't refer those Bills to Committees اس کے لیے انھیںrules suspendکرکے یعنی

passage of the Bill after it has been passed by Upper House, passage of Bill is a routine matter as a principle and referral to the Committee is an exception, that is in the rules of the National Assembly.

جب بھی میں بطور وزیر قانون اور وزیر پارلیمانی امور کوئی ایساlaw جو سینیٹ پاس کرکے قومی اسمبلی میں بھیجتی ہے وہrules suspendکرکے کمیٹی کو بھیجا جاتا ہےotherwise وہ passageپر لے کر جاتے ہیں کہ ہمارے ایک ایوان نے اس کو دیکھا ہوا ہے اس point of

view سے کہ جو کمیٹی میں ہیں floor of the House اس پر ضرور discussion ہوتی ہے۔ لیکن وہ کمیٹی کو بھیجنے کے لیے rules suspend کرتے ہیں۔ میں نہیں کہتا کہ ہم اپنا یہ rule change کریں۔ ہمارے رولز میں بھی کوئی پابندی نہیں ہے کہ it has to be sent to Committee, as per agenda, it has been fixed for passage our practice is that we refer the matter ordinarily to the Committees لیکن یہ اتنا چھوٹا matter ہے کہ کمیٹی میں، میں سمجھتا ہوں پھر اتنا وقت لگ جاتا ہے۔ اب اجلاس ہے دو چار دن کے بعد پھر اگلے مہینے میں جائے گا تو اس لیے میں request کر رہا تھا اسے پاس کر دیا جائے it may be put for voting, if the Chair desires so.

سینیٹر سید شبلی فراز: مطلب یہ ہے کہ ادھر ایوان میں بغیر پڑھے جیسے کہ سینیٹر سید علی ظفر صاحب نے کہا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: نہیں نہیں بڑی وضاحت کے ساتھ وزیر صاحب نے کہا۔

سینیٹر سید شبلی فراز: نہیں وضاحت تو ہے لیکن بعض اوقات ایک لفظ، چھوٹی amendment پورے قانون کے collateral affects ہیں وہ چیز اس کو یہاں پر بیٹھے بٹھائے appreciate نہیں کر سکتے۔ دیکھیں اگر یہ process بنا ہے کہ جو Bill وہاں سے پاس ہو گا قومی اسمبلی میں وہ ادھر بھی پاس ہو گا۔ آیا یہ ایک formality ہے؟ تب بھی بتا دیں لیکن اس میں جو wisdom ہمیں نظر آ رہی ہے وہ یہ ہے کہ کچھ چیزیں اگر lower House میں یا vice versa Upper House میں اگر miss ہو گئی ہیں تو اس کو ایک collective wisdom کے تحت اس کو پرکھ کر اگر بہتر کیا جا سکتا ہے تو .why not کیونکہ جلدی میں قانون سازی ہم نے ادھر ہی خاص طور پر ابھی اس ملک کی پارلیمنٹ میں دیکھی ہے۔ آپ کو اتنی جلدی ہوتی ہے۔ وزیر قانون صاحب کوئی Bill بھی بتا دیں ہمیشہ یہ کہتے ہیں کہ time یہ ہو گا۔ یہ ایک process ہے، قانون کی amendment کرنے میں سالوں لگتے ہیں، ہم کہتے ہیں کہ آیا تو پھر اس کو فوراً کر دیں۔ دیکھیں اس کو ایک tradition بننے دیں۔ اگر آپ کہتے ہیں بڑا لمبا وقت لگے گا تو اس میں آپ کر دیں کہ legislation in all the Committees will have the priority کہ اس کو آپ نے ایک ہفتے کے دوران maximum کرنا ہو گا۔ اب

کون سی قیامت ٹوٹ جائے گی کہ اگر یہ advertisement فلاں نے دینی ہے یا فلاں نے دینی ہے۔ We have to maintain the sanctity of law making, it cannot be done in a hurry, a one comma would make a difference let alone a small amendment اس لیے ہماری یہی advice ہے کہ اس کو ایک طریقہ کار بنا دیں۔ سب کو پتا ہو کہ پہلے ادھر جائے گا پھر اُدھر جائے گا۔ یہ میری تجویز ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: میں ان سے بھی سوال لے لیتا ہوں۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: میں ایوان سے request ہی کر سکتا ہوں اور مجھے کئی مرتبہ یہ لگتا ہے کہ شاید ہم نے اپنی عینک نہیں اُتارنی ہوتی، Leader of the Opposition میرے بڑے بھائی ہیں، میرے لیے بہت محترم ہیں، میں نے بڑا کہہ دیا ہے، گستاخی ہو گئی ہے، بھائی ہیں، پتا نہیں مجھ سے جوان ہی ہوں گے۔

میں اس ایوان سے صرف یہ استدعا کر رہا ہوں کہ یہ جو procedural changes ہیں اور میں نے explain کیا ہے، I believe from heart کہ میں جو یہاں کہتا ہوں وہ درست ہے اور میرے معزز ساتھی اسے درست سمجھتے ہیں۔ میں عرض کر رہا ہوں کہ اس میں جو تین changes آئی ہیں یہ بھی جہاں پر بڑے decisions ہیں وہ ہم نے Federal Government کے پاس رہنے دیئے ہیں، جہاں پر یہ بالکل procedural چیزیں تھیں جیسا کہ اخبار میں اشتہار دینے سے پہلے، رپورٹ publish کرنے سے پہلے آپ نے Federal Government سے اجازت لینی ہے، جناب کابینہ بھی overload ہوتی ہے اور یہ بالکل معمولی سی procedural changes ہیں، میری یہ درخواست ہو گی کہ آپ یہ عزت فرمائیں، اس کو passage میں ڈالا جائے، یہ کام نکل جائے گا، پھر یہ کمیٹی سے ہو کر آئے گا، اگلے مہینے agenda پر لگے گا، اس کی وجہ سے بہت ساری چیزیں رک جاتی ہیں۔ میری ایوان سے یہ درخواست ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی سینیٹر انوشہ رحمان احمد خان صاحبہ۔

سینیٹر انوشہ رحمان احمد خان: بہت شکریہ، جناب چیئرمین! میں وزیر قانون صاحب سے صرف یہ گزارش کرنا چاہ رہی تھی کہ 2016 کا جو Mustafa Impex case ہے وہ پورے کے پورے case کا فیصلہ ایک vindictive environment میں دیا گیا تھا اور Federal Government کو Cabinet read کرنا، اس نے Federal Government کی governance پر کافی مشکلات add کی تھیں اور یہ اس وقت کی بات ہے جب سپریم کورٹ میں خود اکیلے چیف جسٹس صاحب بیٹھ کر فیصلے کیا کرتے تھے اور انہوں نے Cabinet کو Federal Government read کرکے وفاقی حکومت کو مشکل میں ڈال دیا کہ چھوٹے چھوٹے معاملات بھی پوری کابینہ دیکھے۔ پہلی بات تو یہ تھی کہ اگر ان کے پاس یہ اختیار نہ ہوتا تو شاید بہتر تھا، میری وزیر قانون صاحب سے یہ گزارش تھی کہ آپ مہربانی کرکے کوئی ایسی amendment move کریں جس سے Mustafa Impex case کو override کیا جاسکے۔ آپ کی تمام وزارتوں کو یہ مشکلات ہیں، اکیلی اکیلی وزارتیں یہ amendments لے کر آرہی ہیں۔ ہم اکیلے اکیلے ایک ایک منسٹری کو ٹھیک کر رہے ہیں، مناسب یہ ہوگا اور میری آپ سے یہ استدعا ہوگی کہ آپ Mustafa Impex case کے جو by products ہمارے سامنے آئے، کابینہ میں یہ چھوٹے چھوٹے فیصلے یا بڑے بڑے فیصلے بھی کیونکہ Federal Government means a Minister اور جب وزیراعظم نے Minister کو ذمہ داری دے دی اور پاکستان کی یہی تاریخ رہی ہے کہ Federal Ministers فیصلے کرتے رہے ہیں تو پھر ان سے یہ اختیار لیا جانا through order of the Supreme Court is not something that should be taken lightly and now time has come that the honourable Law Minister may kindly consider reviewing the Mustafa Impex case and looking at the overall Rules of Business and see how the Federal Government gives back the power to the Federal Minister In-Charge of the Ministry, so that we get rid of this nonsense of having to come back for minor amendments all the time to the Parliament.

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی وزیر صاحب۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: صائب تجویز ہے جناب لیکن میرے اور وکلاء دوست بیٹھے ہیں اس کے لیے Rules of Business کی بجائے ہمیں Constitution میں amendment required ہے اور اس سلسلے میں ان شاء اللہ اکٹھے بیٹھیں گے کیونکہ سینیٹ میں بڑے اچھے brains ہیں، اس پر deliberate کرتے ہیں، اس مرتبہ بھی خیال تھا اور ہم نے اسے تھوڑا بہت discuss کیا لیکن اس میں کچھ چیزیں ایسی ہیں، کچھ areas ایسے ہیں جہاں پر کابینہ کو ہی discuss کرنا چاہیے because it is the spirit and essence of the Parliamentary democracy تو جیسے ہم کہتے ہیں کہ کابینہ کی collective responsibility ہے۔ بہرکیف Constitution کے اندر اسے ہم bifurcate کر سکتے ہیں categorize کرکے کہ اگر کوئی ایسی صورت ہو، وہ due course میں کریں گے، if the honourable Chair proceed with the business, please.

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی شبلی فراز صاحب، منسٹر صاحب کی طرف سے جو تجویز آئی ہے اس بابت آپ کیا کہتے ہیں۔

سینیٹر سید شبلی فراز: جناب چیئرمین! دیکھیں یہ تو کوئی بات ہی نہیں ہے، ہم صرف principle establish کرنا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ یہ کہنا کہ یہ کوئی چھوٹی amendment ہے، یہ بڑی amendment ہے، with due respect that is not an argument and as the honourable Senator Anusha Rahman Ahmad Khan said that it will definitely disturb the Mustafa Impex کی جو سکیم بنی ہوئی ہے۔ اب دیکھیں کہ ابھی ایک طرف تو کابینہ کی collective responsibility ہے، دوسری طرف اگر کسی پر کوئی case بنایا جاتا ہے in case of عمران خان، اس میں صرف Imran Khan the Prime Minister and his wife has been implicated, whereas technically speaking اگر غلط تھا تو پوری کابینہ responsible ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ اس قانون سازی کی حوالے سے بتا دیں، کیا ہم اسے ایوان کے سامنے رکھیں، آپ صرف یہ تجویز دے دیں۔

سینیٹر سید شبلی فراز: جناب تجویز یہ دے رہا ہوں کہ دیکھیں آپ ووٹ کرادیں گے you will carried وہ کہتے ہیں جی آپ کر لیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ہم کہہ رہے ہیں کہ یہ متفقہ طور پر ہو جائے۔ شبلی صاحب اگر آپ لوگوں کی طرف سے متفقہ طور پر ہوتا ہے تو اسے متفقہ کر لیتے ہیں وگرنہ آپ اپنی تجویز دے دیں۔

سینیٹر سید شبلی فراز: جناب میری تجویز یہ ہے کہ آپ نے اس ایوان کو دیکھنا ہے، اس وقت یہاں میں کھڑا ہوں اور ادھر وہ بیٹھے ہوئے ہیں، یہ چیزیں تبدیل ہوتی رہیں گی لیکن ہم نے ایوان کو دیکھنا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ہم ایوان کے سامنے رکھیں گے۔ ایوان سے تجویز لیں گے۔

سینیٹر سید شبلی فراز: House کی sanctity، اس کی جو روایات ہیں، ایوان کا جو طریقہ کار ہے اور جس مقصد کے لیے یہ بنا ہے، اس بابت ہمارا یہ ماننا ہے کہ ہم اپنی جو Committees ہیں، دیکھیں کمیٹیوں میں ہر جماعت کی نمائندگی ہوتی ہے، Chairmanship کسی کے پاس بھی ہو، اس سے فرق نہیں پڑتا، majority آپ لوگوں کی ہے تو ہم کہتے ہیں کہ اگر ہم ایک طریقہ کار پر عمل کر لیں تو اس میں بہتری ہو گی۔ اس بابت آپ مجھے ایک argument بھی دے دیں بجائے اس کے کہ مثلاً یہ آج ہم نہیں کرتے ہیں، کون سی قیامت آ جائے گی، صرف یہ ہے کہ یہ خوش ہو جائیں گے کہ میرا ایک Bill تھا یہ تو کم از کم راستے سے گیا۔ اس لیے ہمیں اسے پورا holistically دیکھنا چاہیے اور یہ کہنا جس طرح میں نے کہا ہے کہ ایک comma بھی matter کرتا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: اب میں اس تحریک کو ایوان کے سامنے رکھتا ہوں۔ جو اس تحریک کے حق میں ہیں وہ اپنا ہاتھ اٹھائیں۔ جو تحریک کی مخالفت میں ہیں وہ بھی اپنے ہاتھ اٹھائیں۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: بل کی دوسری خواندگی۔ شقات ۲ تا ۶۔ اب میں اس بل کی دوسری خواندگی کروں گا یعنی اسے شق وار زیر غور لانا ہے۔ شقات ۲ تا ۶ میں کوئی ترمیم نہیں ہے۔ للذا میں یہ شقات ایوان کے سامنے سوال کے طور پر رکھتا ہوں۔ سوال یہ ہے کہ شقات ۲ تا ۶ کو بل کا حصہ بنایا جائے؟

(تحریک منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: ان شقات کو منظور کیا جاتا ہے۔ شق ایک، بل کا ابتدائیہ اور عنوان۔ اب ہم شق ایک، ابتدائیہ عنوان لیتے ہیں۔ للذا یہ شقات ایوان کے سامنے سوال کے طور پر رکھتا ہوں۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: ان شقات کو منظور کیا جاتا ہے۔ شق ایک، ابتدائیہ عنوان بل کا حصہ بنائے جاتے ہیں۔ وزیر قانون اعظم نذیر تارڑ صاحب Order No.6 پیش کریں۔

Senator Azam Nazeer Tarar: Sir, I wish to move that the Bill further to amend the National Commission on the Status of Women Act, 2012 [The National Commission on the Status of Women (Amendment) Bill, 2025], be passed.

جناب ڈپٹی چیئرمین: اب میں یہ تحریک ایوان کے سامنے رکھتا ہوں۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: بل منظور کیا جاتا ہے۔ چوہدری سالک حسین صاحب، وزیر برائے سمندر پار پاکستانیز اور انسانی وسائل کی ترقی Order No.7 پیش کریں۔

Laying of the instruments adopted at the 111th session of the International Labour Conference (June, 2023), as required by Article 19 of the Constitution of International Labour Organization

Senator Azam Nazeer Tarar: Sir, I on behalf of Minister for Overseas Pakistanis and Human Resource Development, wish to lay before the Senate the instruments adopted at the 111th session of the International Labour Conference (June, 2023), as required by Article 19 of the Constitution of International Labour Organization.

جناب ڈپٹی چیئرمین: Report پیش کر دی گئی ہے۔ Order No.8. یہ توجہ دلاؤ نوٹس ہے سینیٹر سرمد علی کے نام سے ہے، براہ مہربانی معاملے پر بات کی جائے۔

Calling Attention Notice raised by Senator Sarmad Ali regarding delay in obtaining International Food and Phytusanitary Standard Certification for Rice Produce of Pakistan

سینیٹر سرمد علی: میں، پاکستان میں چاول کی پیداوار کے لیے انٹرنیشنل فوڈ سیفٹی اینڈ فائیٹوسائنٹری سٹینڈرڈ سرٹیفکیشن کے حصول میں تاخیر جو چاول کے برآمد کنندگان میں بے چینی کا باعث بن رہی ہے، کی جانب وزیر نیشنل فوڈ سیکیورٹی کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین! اس کی وجہ سے چاول کے exporters کو ایک غیر معمولی delay کا سامنا ہے اور اس سے سنگین مسائل پیدا ہو رہے ہیں۔ پاکستان تقریباً 4 ارب ڈالر سالانہ چاول برآمد کرتا ہے جو ہماری برآمدات کا مجموعی طور پر تقریباً 13% بنتا ہے تو یہ کافی huge amount ہے، percentage میں جو بنتی ہے۔ 60 lac ton سالانہ چاول برآمد کیے جاتے ہیں جس میں سے صرف 4 lac ton Europe کو برآمد کیے جاتے ہیں۔ ہم دنیا میں چاول برآمد کرنے والے ممالک میں چوتھے نمبر پر اور Europe کے لیے پہلے نمبر پر ہیں۔ ان 4 lac ton چاول جو Europe کو برآمد کیے جاتے ہیں ان میں سے اگر ہم دیکھیں تو پچھلے پورے سال میں 2775 ton reject ہوا ہے۔ جو بنتا ہے 1%, 0.81% بھی نہیں بنتا، 0.81% بنتا ہے۔

Europe میں سالانہ 16000 containers جاتے ہیں ان 16000 containers میں صرف 97 containers کے اوپر alerts جاری کیے گئے ہیں کوئی warning notice نہیں جاری کیا گیا، rapid alerts جاری کیے گئے ہیں۔ جن میں 47 سنگین نوعیت کے ہیں، جو 0.3% بنتے ہیں۔ 15903 containers کے اوپر کوئی مسئلہ نہیں اٹھا، کوئی issue create نہیں کیا گیا اور ان پر کوئی rapid alert جاری نہیں ہوا۔ تقریباً 99.71% چاولوں پر کوئی مسئلہ نہیں ہے وہ آرام سے Europe میں گئے، استعمال ہوئے، distribute ہوئے ہیں۔ ہماری بندرگاہوں پر روزانہ کی بنیاد پر تقریباً چاول کے 4000

جن کے لیے ہم نے صرف 17 inspectors containers clear کیے جاتے ہیں۔ hire کیے ہوئے ہیں جو ان کو certify کرتے ہیں۔ یعنی ایک روز میں 235 containers ایک inspector certify کرتا ہے جس کا estimate تقریباً per certificate 30 seconds بنتا ہے۔ مجھے کوئی بتا دے کہ پورے دن میں 30 seconds میں ایک certificate جاری کرنا کیا humanly possible ہے، I think this is a joke.

اس کے علاوہ یہ ہی افسران سال بھر میں 18 billion dollars کی food trade کو handle کرتے ہیں جس میں سے 8ارب ڈالر کی برآمدات ہیں اور 10ارب ڈالر کی درآمدات ہیں۔ لیکن یہ جو 17بے چارے inspectors ہیں ان کو FIA نے گرفتار کر لیا ہے، حراست میں لے لیا ہے کیونکہ FIA کو غالباً معلوم ہوا ہے کہ Europe میں شاید کوئی rice scandal ہو گیا ہے جس کی وجہ سے ان 17لوگوں کو گرفتار کر لیا گیا ہے اور ان 17لوگوں کی جگہ جو نئے 17 inspectors hire کیے گئے ہیں ان بے چاروں کو اتنا خوف ہے اور وہ ڈر کے مارے بیٹھے ہیں کہ وہ ایک certificate بھی issue کرنے کو تیار نہیں ہیں جس کی وجہ سے یہ delay ہو رہا ہے۔

ہندوستان میں اسی کام کے لیے 4000 inspectors ہیں جب کہ ہندوستان میں چاول کی 165000 total export ton ہے جو ہماری export کا آدھے سے بھی کم ہے۔ کہاں 4000 inspectors اور کہاں 17 inspectors اور نہ صرف ان 17 inspectors کو FIA نے گرفتار کر لیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ پاکستان کے چاول کے چار بڑے exporters ہیں ان کے خلاف inquiry بھی کھول دی گئی ہے اور ہمارے process کو آسان بنانے کی بجائے ہم اس کو مشکل تر بناتے جا رہے ہیں جس کی وجہ سے نومبر اور دسمبر میں ہماری چاول کی export 30% کم ہوئی ہے۔ جو ease of business کی ہم بات کرتے ہیں وہ کہاں گیا، what are we doing with ease of business policy?

کیا وزیر فوڈ سیکورٹی یہ بتانا پسند کریں گے کہ Europe نے ہمیں کون سا warning letter issue کیا ہے یا ہم warning letter میں اور rapid act میں فرق نہیں

جانتے۔ کیا وزیر یہ بھی بتانا پسند کریں گے کہ کیا ہم rice export کا بھی اسی طریقے سے بیڑا غرق کرنے جا رہے ہیں جس طریقے سے ایک اور وزیر نے Europe میں PIA کی پروازوں کا کیا تھا۔ کیا ہم ایک sugar and wheat scandal کے بعد خود کو ایک rice scandal کی طرف دھکیل رہے ہیں۔ اور وہ اس وقت دھکیل رہے ہیں جس وقت ہم بات کر رہے ہیں برآمدات بڑھانے کی اور اس وقت دھکیل رہے ہیں جس وقت ہندوستان نے اپنی چاول کی برآمدات کے اوپر سے پابندی ہٹا دی ہے اور Europe ان کے لیے ایک بہت بڑی market ہے۔ جس کے اندر وہ اپنا چاول export کرنے جا رہے ہیں اور یہ آنے والے وقت میں پاکستان کے لیے ایک major threat ہو گا۔

Europe کے لیے یہ ایک commercial activity ہے چاول کی export اس کو ہم نے criminal activity بنا دیا ہے۔ Is this a time to facilitate our rice exporters or is it a time to create hurdles for them? کیا ہم نے ایک ambitious اڑان programme start کیا جس کے اندر ہم کہہ رہے ہیں کہ ہم exports کو encourage کرنا چاہ رہے ہیں، exports increase کرنا چاہ رہے ہیں۔ ہم اس طرف جانا چاہ رہے ہیں یا ہم exports کا بیڑا غرق کرنے جا رہے ہیں اور یہ اس کا پہلا step ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

Rana Tanveer Hussain, Minister for National Food Security and Research

جناب رانا تنویر حسین (وزیر برائے نیشنل فوڈ سیکورٹی اینڈ ریسرچ): جناب ڈپٹی چیئرمین! شکریہ۔ سینیٹر صاحب کی جو تشویش ہے میں سمجھتا ہوں اس وقت ایسی کوئی situation نہیں ہے۔ یہ دو تین دن کے لیے ایسی کوئی interception آئی تھی، alert نہیں تھا interception ٹھیک تھی لیکن چاول کی جو interception آ رہی ہیں اس میں کوئی شک نہیں کہ ان کے جو figures ہیں وہ بہت معمولی سے ہیں، بہت minor سے ہیں اور اس کی percentage بھی جیسے دوسرے ملکوں سے ہندوستان کا ہے جو میرے پاس figure ہے وہ 455 interception آئی ہے جو ان کی rice کی export کا volume ہے وہ ہمارے برابر

یا ہم سے کم ہے۔ لیکن ان کی 445 interception ہے، ہماری interception آئی 75, 76 کے قریب تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایسی نہیں ہے جس سے ہمیں کسی قسم کی تشویش ہو۔ کیونکہ یہ farmer کے end پر جہاں وہ pesticides کا استعمال کرتے ہیں بعض اوقات اس کے ایسے sign رہ جاتے ہیں جس کو وہ سمجھتے ہیں کہ وہ ٹھیک نہیں ہے لیکن وہ injurious to health نہیں ہوتا۔ وہ resolve ہو جاتا ہے جس طرح انہوں نے بتایا ہے کہ اتنی interception آئی تو 47 اس سے resolve ہو گئی بلکہ اس کا mechanism ہے protocol ہے۔ اس کو re-export کیا جا سکتا ہے جس وقت اس قسم کی بات آتی ہے۔

دو تین دن جب یہ چاول کا مسئلہ ہوا تو اس کو حل کیا گیا جو rice exporters کی ایک association ہے اس کے ساتھ ہم نے meetings کیں کچھ منسٹرز نے بھی کیں۔ میں نے بھی کیں، میں نے یہاں بھی کیں کراچی میں جا کر بھی ان کو بلایا اور وہاں بھی meeting کی، they are satisfied کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے۔ اس وقت وہاں ہماری exports کا نہ تو stock stuck up ہوا ہے اور نہ کوئی اور چیز ہے، routine میں ہو رہا ہے بلکہ ان کو اور facilitate کیا گیا ہے۔ میں جب ان سے کراچی میں ملا تو انہوں نے کچھ issues میرے سامنے رکھے تو ان کو میں نے موقع پر ہی حل کر دیا کہ ان کو اس طرح facilitate کریں اور پنجاب سے بھی ان کو کوئی مسئلہ تھا۔ ہم جاتے ہیں تو ادھر سے ہی ہمیں certify کر دیا جائے یا یہاں ہی چیک کر لیا جائے۔ میں سمجھتا ہوں ایک تو میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ ایسی کوئی چیز نہیں ہے یہ پرانی بات کر رہے ہیں جب اس وقت تھوڑا سا issue ہوا تھا۔

ہماری export بالکل ہو رہی ہے اور ان شاء اللہ ہم اس کو پچھلے سال سے زیادہ کرنے جا رہے ہیں۔ Rice کی 4 billion dollars کی ہماری export تھی جو پچھلے سال تھی تو اس سال Commerce Ministry کو جو target ملا ہے وہ اس سے بھی double زیادہ ملا ہے۔ ہم ان شاء اللہ اس target کو achieve کریں گے اور ہمارے چاولوں کی فصل بھی اچھی ہوئی ہے۔ باقی چیزیں ہم کر رہے ہیں Provincial governments جو ہیں ان کی جو extension ہے وہ اس میں زیادہ relevant ہے کیونکہ agriculture devolved subject ہے۔ ان کی ہم meeting کر رہے ہیں بلکہ Friday کو بھی چاروں صوبوں کی

بلائی ہوئی ہے۔ جس میں ہم ان سے بات کر رہے ہیں کہ وہ اپنے meeting
extension والوں کو کہیں کہ جو ہمارے کاشتکار ہیں ان کی counselling کریں، ان کو
advice دیں۔ ان کے پاس جائیں کہ کتنی مقدار میں اور کون سی pesticide استعمال کرنی ہے
تاکہ اس میں جو signs رہ جاتے ہیں وہ نہ رہیں۔

میرا خیال ہے یہ ہمارے export کا بہت بڑا ذریعہ ہے تو اس کے لیے ہم کافی کام کر رہے ہیں تاکہ چھوٹے چھوٹے issues بھی ختم ہو جائیں۔ باقی جس طرح انہوں نے کہا کہ sugar کا کوئی scandal بنا، بنا ہوگا کسی حکومت میں لیکن ہماری حکومت میں یہ پہلی دفعہ ہے کہ ہمارے آنے کے بعد پچھلے سالوں میں کوئی issue بنا ہوگا۔ پچھلی جو حکومت تھی ہم سے پہلے کی لیکن ہم نے تو اس وقت import کی تھی لیکن اب تو میرا خیال ہے ہم نے export بھی کی ہے اور اس کی قیمت بھی دیکھیں کہ unprecedented کبھی تاریخ میں اتنی نیچے قیمت نہیں گئی تھی جتنی اس دفعہ گئی ہے۔ 140 rupees ان کو اجازت تھی کہ ex-factory price لگ سکتی ہے sugar کی وہ 122 پر بھی گئی ہے، اس کے باوجود benchmark 140 rupees per kg تھا، یہ Rs. 122 پر بھی گئی ہے اور maximum Rs. 135 پر گئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت بہت manage کر رہی ہے، وزیراعظم especially ان چیزوں کو focus کرتے ہیں۔ ان کا export پر بہت focus ہے، انہوں نے اسے priority پر رکھا ہوا ہے کیونکہ ہمارا future اسی میں ہے کہ ہم export کو enhance کریں۔ ہم economy کو مستقل طور پر remittances پر کھڑا نہیں کر سکتے۔ ہماری economy تب ہی بڑھے گی جب ہم export کو آگے لے کر جائیں گے اور ہمارا current account and trade deficit بہتر ہوگا۔ ہم نے تو آ کر fertilizer دیا، آپ کو معلوم ہے کہ جب یہ bag چھ ہزار، سات ہزار کا ہو جاتا تھا یا shortage ہو جاتی تھی، یہ first time ہے کہ ہم نے اس کی جو قیمت Rs. 4500 مقرر کی تھی، اس سے آگے نہیں گئی، یہ اس سے نیچے سو، دو سو روپے میں بک رہی ہے۔ میرے خیال میں اس مرتبہ ان commodities میں inflation کم ہوا ہے، ساری چیزیں نیچے گئی ہیں، جتنی بھی commodities تھیں ان کی قیمتیں کم ہوئی ہیں۔

جناب والا! ان چیزوں پر بہت زیادہ monitoring ہو رہی ہے، وزیراعظم focused ہیں، وہ weekly اس پر پوچھتے ہیں اور monitor کرتے ہیں۔ میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ ایسی کوئی بات نہیں ہے، یہ بالکل regular ہے اور ہم اس پر focused ہیں۔ اگر وہاں کوئی issue آتا ہے تو ہم within hours اسے resolve بھی کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی calling attention notice نمٹایا جاتا ہے۔ Order No. 9, Calling Attention Notice by Senator Rana Mahmood ul Hassan. آپ move کریں۔

Calling attention notice moved by Senator Rana Mahmood ul Hassan regarding the discontinuation of solo flight of PIA from Multan to Islamabad and reduction of daily flights from Multan to Karachi

سینیٹر رانا محمود الحسن: بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم۔ جناب چیئرمین! اس میں تھوڑی سی clerical mistake ہو گئی ہے۔ یہ انتہائی عوامی اہمیت کا معاملہ جو ملتان سے اسلام آباد کے لیے پی آئی اے کی واحد پرواز کی بندش اور ملتان سے کراچی کی یومیہ پروازیں جو اس میں غلط لکھا گیا ہے، تین سے کم کرنے سے متعلق ہے جو کہ اس وقت پانچ چل رہی ہیں۔ میں اس حوالے سے وزیر ہوابازی کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں۔ اگر آپ کی اجازت ہے تو میں پہلے اس پر بات کرلوں؟

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی آپ بات کرلیں۔

سینیٹر رانا محمود الحسن: جناب والا! میری گزارش ہے کہ ملتان کا airport international airport ہے، وہاں سے بیس کے لگ بھگ daily international flights چلائی جاتی ہیں۔ ملتان سے اسلام آباد کے لیے روزانہ دو پروازیں ہوتی تھیں، وہ بالکل بند کر دی گئی ہیں۔ وزیر ہوابازی موجود نہیں ہیں، تارڑ صاحب! میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ملتان سے اسلام آباد کے لیے پی آئی اے کا operation قطعی طور پر بند کر دیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں میری گزارش ہے کہ ہفتے میں کم از کم دو پروازیں تو چلائی جائیں۔ پہلے two flights daily چلتی تھیں۔ اسی طرح ملتان سے کراچی کے لیے لوگوں کی بہت زیادہ travelling ہے، یہ ہفتے میں پانچ پروازیں چل رہی ہیں، کم از کم روزانہ ایک پرواز تو چلنی

چاہیے، ہمیں پتا ہے کہ اس وقت پی آئی اے کو مشکلات کا سامنا ہے۔ South Punjab کے three airports بند کر دیے گئے ہیں، رحیم یار خان، بہاولپور اور ڈیرہ غازی خان کے ہوائی اڈے بند کر دیے گئے ہیں اور صرف ملتان کا ہوائی اڈا operate کر رہا ہے۔ پنجاب کی تیرہ کروڑ کے قریب آبادی ہے، پاکستان دنیا میں آبادی میں پانچویں نمبر پر ہے اور دنیا میں صرف بارہ ممالک پنجاب سے بڑے ہیں، پنجاب آبادی کے لحاظ سے دنیا کے بڑے ممالک میں تیرہویں نمبر پر ہے۔ لاہور کے بعد دوسرا بڑا ہوائی اڈا ملتان کا ہوائی اڈا ہے۔

جناب والا! میری درخواست ہے کہ کراچی کے لیے ملتان سے روزانہ flights چلائی جائیں۔ ہمیں خوشی ہے کہ ابھی پیرس کے لیے ہماری flights چلی ہیں۔ میں یہ چاہوں گا کہ آپ اس معاملے کو standing committee میں refer کریں۔ اس flight کی economy میں executive economy میں 12 officers گئے ہیں اور دس لوگ economy class میں گئے ہیں، پی آئی کے بائیس لوگ اس پرواز میں مفت سفر کر کے گئے ہیں۔ غضب یہ کہ ایک تو خدا خدا کر کے وہ flight چلی تو اس میں بائیس لوگ اپنی بیگمات اور بچوں کے ساتھ مفت سفر کر کے گئے۔ میں کہنا چاہتا ہوں کہ اس معاملے کو standing committee میں refer کیا جائے اور اس پر inquiry کی جائے کہ 'ابھی دہلی بسی نہیں اور اُچکے پہلے آ گئے ہیں'۔ ان بائیس لوگوں کی کیا ضرورت تھی کہ یہ لوگ اس پرواز میں سفر کر کے جاتے، ان کے کوئی انتظامی معاملات تھے یا انہوں نے کچھ issues کو دیکھنا تھا۔

جناب والا! ملتان کے ہوائی اڈے پر four jetties بنی ہوئی ہیں، two operational ہیں اور دو ابھی تک چلی ہی نہیں ہیں۔ اُس وقت میرا تعلق پاکستان مسلم لیگ سے تھا لیکن یہ ہوائی اڈا پاکستان پیپلز پارٹی نے بنایا تھا اور اس وقت سید یوسف رضا گیلانی صاحب نے یہ initiative لیا تھا، زرداری صاحب نے ملتان ہوائی اڈے کے لیے مہربانی کی تھی، ہم زرداری صاحب اور سید یوسف رضا گیلانی صاحب کے بھی شکر گزار ہیں۔ ملتان سے کراچی کے لیے روزانہ دو، تین flights چلتی تھیں، اب ہفتے میں صرف پانچ flights ہیں اور وہ بھی disturb ہوتی ہیں۔ میں آپ کی موجودگی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے پی آئی اے کو یہ suggestion دینا چاہتا ہوں کہ Multan and South Punjab میں اہل تشیع حضرات کی بہت بڑی تعداد رہتی ہے، اگر

ملتان سے نجف کی daily flight بھی چلے تو وہ viable ہو گی اور وہ بالکل pack جائے گی۔ ملتان سے جدہ کے لیے تین پروازیں جاتی ہیں۔ تیس لاکھ لوگ سعودی عرب میں ہیں، ان میں سب سے زیادہ تعداد South Punjab کے لوگوں کی ہے۔ ہم تو صوبہ مانگ رہے تھے، انہوں نے تو ہماری flights ہی ختم کر دی ہیں، 'ہم نمازیں بخشوانے گئے تھے تو روزے ہمارے گلے پڑ گئے'۔ میں اپنے اُس خطے کے لوگوں اور بھائیوں کے لیے کہوں گا کہ؛

اب کے برس اے دنیا والو اپنا حصہ پورا لیں گے
کانٹوں کو تقسیم کریں گے پھولوں کو تقسیم کریں گے

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی اعظم نذیر تارڑ صاحب۔

Senator Azam Nazeer Tarar (Minister for Law)

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ (وزیر قانون): جناب والا! رانا صاحب نے کافی چیزیں خود ہی بیان کر دی ہیں، جو facts and figures آئے ہیں وہ آپ کے سامنے پیش کر دیتے ہیں۔ جیسے انہوں نے کہا کہ ملتان سے کراچی کے لیے five flights ہیں، ان کا پچھلے مہینے کا سارا schedule میرے پاس موجود ہے، وہ بلا تعطل چل رہی ہیں۔ ملتان سے اسلام آباد پر مسافروں کا load ATR جتنا تھا، یعنی چھوٹے جہاز کے لیے تھا۔ اس وقت پی آئی اے کے پاس وہ دو جہاز ہیں، دوسرا وہ commercially viable نہیں تھا اس لیے اسے suspend کیا گیا ہے۔ جیسے لاہور سے اسلام آباد کو بھی کیا گیا اور میں خود یہ بات کرتا رہا ہوں کہ لاہور سے اسلام آباد کے لیے flights ہونی چاہیئں۔ PIA کی privatization کو reprocess میں ڈال دیا گیا ہے and we are expecting کہ آنے والے مہینوں میں ان شاء اللہ successfully یہ ہو جائے گا۔ ان کے business plan میں international and domestic دونوں چیزیں شامل ہیں، ان شاء اللہ اس میں بہتری نظر آئے گی۔ اس کے ساتھ ساتھ budget airlines کے لیے بھی Aviation کے پاس proposals ہیں، ان پر بھی کام ہو رہا ہے اور ایسے routes جن پر بوجھ تھوڑا ہے لیکن یہ چھوٹے جہازوں سے profitable ہوں گے، ان کو بھی encourage کیا جا رہا ہے۔

جناب والا! رانا صاحب نے درست کہا ہے کہ جنوبی پنجاب پاکستان کا ایک important خطہ ہے، جس کا diaspora بیرون ملک بھی ہے اور پاکستان کی economy میں ان کی جو contributions ہیں وہ ڈھکی چھپی نہیں ہیں۔ رانا صاحب! اس طرح کی کوئی تخصیص نہیں ہے، لاہور جسے کئی مرتبہ تنقید کا نشانہ بنایا جاتا ہے، اس کی flights بھی نہیں ہیں، اس میں کوئی احساسِ محرومی نہیں ہو گی کیونکہ اس معاملے میں لاہور آپ کے ساتھ کھڑا ہے۔ میاں نواز شریف صاحب نے اپنے دورِ حکومت میں ملتان کو موٹروے کے ذریعے اسلام آباد سے connect کیا، آپ خود سفر کرتے ہیں، ہم بھی کرتے ہیں، اگر آپ موٹروے کے ذریعے لاہور سے اسلام آباد اور لاہور سے ملتان آرام دہ سفر کرنا چاہیں تو اس کی مسافت میں تیس منٹ کا ہی فرق ہے لیکن یہ priority اس لیے دے رہا ہوں کہ دونوں جگہوں پر flight operations نہیں ہیں۔ ہماری خواہش ہے کہ یہ جلد از جلد بحال ہوں۔ جتنا وہاں پر لوڈ ہے اس کے مطابق یہ manage ہو سکیں۔

آپ نے جو دوسری تجاویز دی ہیں وہ بڑی فائدہ مند اور صائب ہیں۔ یہاں پر Aviation Department کے لوگ موجود ہیں۔ آپ کی تجاویز میں ان تک بھی پہنچا دیتا ہوں اور ان شاء اللہ Aviation کے وزیر تک بھی پہنچا دوں گا۔ آپ کو آنے والے مہینوں میں ان شاء اللہ بہتری نظر آئے گی۔ یہ بات اس رپورٹ میں بھی موجود ہے۔ بہت بہت شکریہ۔

(مداخلت)

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: پیرس والے معاملے پر جہاں تک فیملی اور بچوں کا تعلق ہے۔ میں خود بھی confirm کروں گا۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ کچھ Officials گئے ہیں۔ اس پر بھی انکوائری کرکے ہاؤس کو اگلی sitting میں apprise کر دوں گا۔ آج آپ نے کہہ دیا

I will get back to you with exact figures *Insha Allah.*

جناب ڈپٹی چیئرمین: Calling Attention Notice نمٹایا جاتا ہے۔ Order No. 10. Honourable Senator Sherry Rehman Sahiba. منظور شدہ تحریک التواء پر بحث شروع کریں۔ جی، بات کریں۔

Discussion on Admitted Adjournment Motion moved by Senator Sherry Rehman regarding decision of the Government to build several Barrages, Dams and link canals on the Indus River for Commercial Commodity farming

سینیٹر شیری رحمان: شکریہ، جناب چیئرمین! آپ کو مبارک ہو کہ اس ہاؤس میں سالوں بعد پہلی مرتبہ تحریک التواء جمع بھی ہو رہی ہے اور منظور بھی ہو رہی ہے۔ اس پر ان شاءاللہ سیر حاصل بحث بھی ہو گی۔ جو issue raise ہوا ہے میں اس کی permission نہیں لوں گی کیونکہ مجھے کہا گیا ہے کہ یہ پہلے سے ہی admitted ہے۔

Discussion on an admitted adjournment motion about the Government's intention to build several Barrages, Dams and link canals on the Indus River for Commercial Commodity farming causing unrest and insecurity amongst farmers of Lower Riparian Provinces where there is already shortage of water.

جناب چیئرمین! میں نے پیپلز پارٹی کے اراکین کے نام بھی دیے ہیں جو اس موضوع پر بات کریں گے۔ میں اختصار کے ساتھ بات کروں گی کیونکہ اس کو پہلی مرتبہ ہم نے Calling Attention کا بھی ایک subject بنایا تھا اور اس وقت بھی کہا گیا تھا کہ یہ کوئی مسئلہ ہی نہیں ہے۔ مطلب اس issue کو 6, 8 ہفتے ہوگئے ہیں۔ جب ہم نے اس کو take up کیا تھا یہ بات بالکل شروعات میں اخبارات میں شائع ہوئی تھی۔ اب اس میں ایک نئی زندگی آ گئی ہے۔ اس کے خلاف اتنے احتجاج ہوئے ہیں۔ پورے سندھ میں پیپلز پارٹی ایک طرف لیکن ہر طبقہ، ہر stakeholder, farmer, association, nationalist parties, opposition, Government, بچے، بوڑھے اور سب نے اس پر احتجاج کیا ہے کہ نگران وفاقی حکومت نے اس وقت یہ منصوبہ بندی کی تھی اور غلطی بالکل واضح ہے کہ نہ صوبوں سے، جو کہ lower riparian ہیں، پانی کی منصفانہ تقسیم کا جو ایک معاہدہ ہے ان سے کوئی consultation نہیں ہوئی۔ تو اب امید تھی کہ شاید اب ہماری حکومت ہے اور آپ صوبوں سے consult کریں گے لیکن ہوا ایسا ہے کہ CWP میں بھی یہ بات نہیں ہوئی ہے۔ صوبہ سندھ نے

واضح طور پر اعتراض کیا ہے کہ جو 6 canals بنانے کا منصوبہ ہے۔ میں بالکل صاف بات کروں گی کوئی لگی لپٹی بات نہیں کروں گی۔ یہ 7.2 million Acres پر محیط جو چولستان ریگستان ہے اس کو ہریالی میں تبدیل کرنے کے لیے، commercial farming کے لیے اور سرمایہ کاری کے لیے یہ پانی divert کیا جا رہا ہے۔ ہمیں کوئی تکلیف نہیں ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ ملک میں سرمایہ کاری ضرور ہو۔ ہماری بہت حد تک agricultural economy ہے۔ اس کے اثرات ہر طرف ہوتے ہیں۔ موسم اور ماحول کے اثرات ہوتے ہیں لیکن اس وقت جو صورت حال ہے۔ جناب چیئرمین! 25 سالوں سے IRSA رپورٹ کر رہی ہے کہ سسٹم میں پانی کی کمی ہے۔ Indus Water System ہماری واحد شہ رگ ہے جس سے ملک میں پانی کی تقسیم ہوتی ہے۔ 1991 Water Accord اسی پر دستخط ہوئے تھے۔ کوشش ہوتی ہے کہ اس میں منصفانہ تقسیم ہو لیکن اس پر بھی عمل درآمد نہیں ہو رہا ہے۔ میں 22 سال سے زیادہ پارلیمان میں ہوں۔ جب میں قومی اسمبلی میں ہوتی تھی وہاں پر بھی یہ بات ہوتی تھی کہ Water accord کو follow نہیں کیا جا رہا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس پر جو data ہے، جتنے بھی ادراک ہیں اور جتنے بھی statistic ہیں تو وہ بھی صحیح نہیں دیے جاتے اس کے ساتھ بھی کھیل کھلواڑ ہوتا ہے کہ اتنا پانی آج سسٹم میں ہے اور اتنا نہیں ہے اور data is used and misused to misinform lower riparians. اب صوبہ بلوچستان اور سندھ دونوں اس پر شدید اعتراض کر چکے ہیں۔ جناب چیئرمین! دیکھیں اس لیے یہ نہیں ہے کہ ہمیں اس پر اعتراض کرنے کا شوق ہے۔ آپ ان صوبوں سے پوچھ لیں کہ جہاں نیچے کے سارے delta کے علاقے جتنے بھی ہیں ویسے ہی کئی سالوں سے قحط سالی کے شکار ہیں۔ They are drought ridden, often famine ridden, جہاں livestock کچھ نہیں کر سکتی اور جہاں کچھ نہیں اگ سکتا تو آپ مجھے بتائیں کہ آپ 7 million Acres کس طرح زرخیز بنانا چاہیں گے جب آپ کے سسٹم میں already پانی پہلے سے موجود ہی نہیں ہے اور آپ کے reservoirs نہیں بن پا رہے ہیں۔ بھئی آپ پانی کو conserve کریں۔ دنیا میں already یہ بات چل چکی ہے۔ اقوام متحدہ جیسے مستند ادارے نے کہا ہے کہ پاکستان 2025 میں water scarce ہوگا۔ اب بہت سے علاقے پاکستان میں already water scarce ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ پانی وہاں پر

regularly نہیں آتا اور آپ کی آبادی کی مقدار کے مطابق وہ فراہم نہیں ہو سکتا۔ کراچی میں پانی کے لیے اب چھینا جھپٹی ہوتی ہے۔ یہ ملک کا سب سے بڑا شہر ہے۔ کراچی میں لوگوں کے پاس وسائل ہیں لیکن آپ نیچے عمر کوٹ، بدین اور ٹھٹھ کے علاقوں میں دیکھیں۔ وہ جو فلموں میں نظر آتا ہے کہ famine والی، جب زمین crack ہونے لگتی ہے۔ وہ اب فلم نہیں ہے۔ وہ ایک اصلیت ہے اور پاکستان کے lower riparians کے لیے ایک زمینی حقیقت ہے۔ تو جب پانی کوٹڑی اور گڈو سے نیچے نہیں آ رہا ہے۔ آپ دیکھیں بیس سال پہلے دریائے سندھ ٹھاٹھیں مارتا تھا۔ اب پانی روک روک کر نیچے آ ہی نہیں رہا ہے۔ جب سمندر تک پانی کا flow نہیں ہوگا تو سمندر کا پانی اندر آنے لگتا ہے۔ جب سمندر کا پانی اندر آکر everybody know it in the world کہ جب sea intrusion ہوتی ہے تو پورا ساحل خشک ہو جاتا ہے۔ وہ نمکین ہو جاتا ہے اور کسی کام کا نہیں رہتا۔ بنجر ہو جاتا ہے۔ جب سیلاب آتا ہے تو بھی سندھ اور بلوچستان میں salinity پیدا ہوتی ہے۔ تو بابا اس ملک کے باشندوں پر رحم کریں۔ اس میں کوئی راکٹ سائنس نہیں ہے۔ ہمیں ابھی تک یہ assurance کیوں نہیں دی گئی کہ بھئی ہم آپ کے صوبے سے بات کریں گے۔ چلیں آپ کی بات غلط ہے ایسا کوئی منصوبہ نہیں ہے۔ اب CCI ان سارے مسئلے مسائل کو حل کرنے کے لیے جو ایک آئینی فورم ہے۔ جو ہم کہتے ہیں کہ جمہوریت کا حسن ہے۔ اگر dialogue جمہوریت کا حسن ہے، consulting جمہوریت کا حسن ہے اور ہماری پارٹیوں کا معاہدہ یہی ہے کہ آپ PSDP کو چھوڑیں آپ ہم سے مشورہ کیے بغیر کوئی بڑا اقدام نہیں لیں گے۔ تو جب ایک صوبہ کہہ رہا ہے اور بار بار کہہ رہا ہے۔ صوبائی سطح پر کہہ رہا ہے اور یہاں پر کہہ رہا ہے۔ جو ایوان اکائیوں کی نمائندگی کرتا ہے۔ تو یہ assurance پہلے سے کیوں نہیں آ رہی ہے کہ ہم commercial farming کے لیے آدھے پاکستان کو پانی کے deficit کا شکار نہیں بنائیں گے، قحط سالی کا مزید شکار نہیں بنائیں گے۔ دیکھیے، پانی بنیادی انسانی حق ہوتا ہے۔ کیا صوبوں کے پاس، سندھ کے پاس یہ حق نہیں ہے کہ وہ اپنا پانی مانگیں۔ وہ کہیں کہ ہمیں یہ پانی مہیا ہے، اس پر منصوبہ بندی ہو چکی ہے لیکن کوئی assurance نہیں دی گئی، کوئی CCI کی میٹنگ نہیں ہوئی۔ گیارہ مہینے ہو گئے ہیں لیکن CCI کی میٹنگ نہیں ہوئی۔ مشترکہ مفادات کی کونسل کو ہر تین مہینے بعد میٹنگ کرنا ہوتی ہے۔ یہ آئینی فورم ہے۔ ملک میں جو حالات ہیں، خاص طور پر پانی کے معاملے پر، پانی کی تقسیم پر اور یہ

تو controversial projects بن چکے ہیں تو حکومت چُپ کیوں بیٹھی ہے؟ آگے بڑھنا ہے تو بتائیں کہ وہ پانی کہاں ہے۔ آپ ایک desert کو لے کر green کریں گے، ملک سے باہر بیچنے کے لیے، commercial farming کے لیے جبکہ آدھا پاکستان اور اس کے باشندے famine کا شکار ہوں گے because that is exactly what is going to happen. There is already desertification in Sindh. Balochistan has become drowned. Please go and see. لہٰذا، گرین پاکستان کا یہ مطلب تو نہیں تھا کہ اگر caretaker کو گرین پاکستان کا مطلب سمجھ نہیں آیا تو ہمیں تو سمجھ آنا چاہیے۔ Green Pakistan means the greening of Pakistan through recharging water. یہ مستقل طور پر ایک water recharge, project ہے کہ ہمارے آبی ذخائر ختم نہ ہوں۔

جناب! سندھ میں تو سارا پانی کھارا ہو چکا ہے۔ آپ نے border پر اتنے رہٹ لگا دیے ہیں کہ وہ پانی کھارا ہو گیا ہے۔ آپ ٹیوب ویل لگائیں بھی تو aquifer میں میٹھا پانی نہیں ملتا۔ میں surface water کی بات نہیں کر رہی، میں نیچے کے پانی کی بات کر رہی ہوں۔ بجائے اس کے کہ ملک پانی کے ذخائر کو بچانے کے لیے، اپنے مستقبل کا تحفظ کرنے کے لیے، بنیادی حقوق کی رسائی سب تک پہنچانے کے لیے منصوبہ بندی کرے، ہم دیکھ رہے ہیں کہ الگ الگ silos میں، الگ الگ ڈبوں میں پالیسی بن رہی ہے اور ایک صوبہ چیخ رہا ہے، اس کی زمین جل رہی ہے جبکہ کوئی شنوائی نہیں ہے اور کوئی جواب نہیں آیا۔ منسٹر آئے ہوئے ہیں، انہوں نے کہا کہ میں نے کل آپ سے پڑھنی ہے، میں نے کہا ظاہر ہے ابھی تک آپ لوگوں نے کوئی policy statement نہیں دیا ہے اور نہ ہی CCI کو بلایا ہے جس میں سندھ کے چیف منسٹر کا خط بھی جا چکا ہے، یہ ساری چیزیں جا چکی ہیں۔ جو بھی مجبوریاں ہیں، سندھ سے discuss کریں۔ سندھ نے CDWP میں تو object کیا ہے اور ایک وجہ سے object کیا ہے۔ یہ نہ کہیں کہ فلاں نے agree کیا ہے۔ کسی نے اوپر سے نیچے تک agree نہیں کیا ہے۔ اگر کوئی مجبوری ہے، کوئی معاہدہ sign ہو گیا ہے تو please discuss it with us. ہم سے بات کریں۔ ہم سب پاکستانی ہیں، ہم یہاں ہر چیز کو سیاست کی بھینٹ چڑھانے کے لیے نہیں کھڑے ہیں۔ CCI کی میٹنگ call کرلیں اور یہ معاملہ resolve

کریں۔ سب کو جو بھی خدشات ہیں، ان کو آپ تسلی دیں کہ اگر یہ farming ہو رہی ہے تو ہم پانی یہاں سے لے آئیں گے، فلاں جگہ سے لے آئیں گے

چیئرمین صاحب! فی الحال جو صورت حال ہے، IRSA پچیس سال سے کہہ رہا ہے کہ پانی نہیں ہے اور جو shortages ہیں، وہ بھی آپ کے سامنے ہیں۔ پنجاب کی shortage کم ہوتی ہے، سندھ کی بہت زیادہ ہوتی ہے۔ بلوچستان کی تو خیر ایک الگ story ہے۔ So, let us be very clear. This has to be sorted out. There are constitutional forums to sort this and as per Senate of Pakistan, it is our right share جو صوبوں کے حقوق کا ضامن ہے۔ یہ ایک بہت بنیادی مسئلہ ہے جسے بار بار آپ کے سامنے لانے کی ضرورت ہمیں پیش نہیں آنی چاہیے۔ بہت بہت شکریہ اور میرے دوسرے ممبرز کو بھی آپ please موقع دیجیے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: یہ ایک اہم مسئلہ ہے جو کہ شیری رحمان صاحبہ نے آرڈر نمبر ۱۰ کے تحت اٹھایا ہے۔ اس کے ساتھ ایک لسٹ آئی ہے، اس کے مطابق ہم سب کو time دیں گے۔ اس کے علاوہ کوئی بھی ممبر اس issue پر بول سکتا ہے۔ لیڈر آف دی اپوزیشن۔

سینیٹر سید شبلی فراز: جناب ڈپٹی چیئرمین! میں سینیٹر شیری رحمان صاحبہ کی گفتگو سن رہا تھا۔ میں تھوڑا confuse اس لیے تھا کہ مجھے سمجھ نہیں آئی کہ یہ تو حکومت کا حصہ ہیں، گلہ کس سے کر رہی ہیں اور کیوں ان کی شنوائی نہیں ہو رہی؟ آپ حکومت کے ایک major ally ہیں، آپ نے even constitutional amendments کو بڑا spearhead کیا ہے، ہم سمجھتے ہیں کہ آپ کا اتنا حق بنتا ہے کہ آپ کی بات سنی جائے۔ جہاں تک principle ہے، ہم اسے support کرتے ہیں۔ دیکھیں، IRSA کا اپنا ایک role ہے لیکن جو ایک بنیادی international principle ہے، وہ lower riparian کا ہے۔ اس میں consultation کے بغیر معاملہ نہیں چلتا۔ چونکہ lower riparian کو ایک disadvantage ہوتا ہے جس کے لیے انہیں ایک advantage دیا جاتا ہے کہ ان کی بات سنی جانی چاہیے۔

دوسری بات، ہر چیز کے لیے forums موجود ہیں۔ بدقسمتی سے ہم نے خود ہی ان forums کو مفلوج کر دیا ہے۔ خاص طور پر جو بین الصوبائی مسائل ہیں، اس کے لیے CCI جو کہ

ہمارے آئین اور قانون میں ہے اور اس کی میٹنگ توّے دنوں یعنی تین مہینے بعد ہونی چاہیے لیکن جس طرح کہا گیا کہ گیارہ مہینے ہوگئے ہیں، اس کی میٹنگ نہیں ہوسکی۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ وہ platforms ہیں جن کو استعمال نہ کرنا سمجھ سے بالاتر ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ CCI کو کبھی institutionalize نہیں ہونے دیا گیا۔ CCI کا کوئی سیکرٹریٹ نہیں بنا جس کے وعدے مختلف اوقات میں کیے گئے لیکن وہ نہیں بنا۔ اس سے یہ ہوا ہے کہ وہ جو ایک اتنا اہم آئینی platform ہے اور صوبوں کے درمیان جو بھی مسائل آتے ہیں، اس کے لیے وہ فورم استعمال ہونا چاہیے لیکن سمجھ میں نہیں آتا کہ اسے کیوں نہیں استعمال کیا جاتا۔ حکومت والے ہی بتا سکتے ہیں کہ کیوں CCI کی میٹنگ نہیں بلائی گئی؟ کیوں اس طرح کے فیصلے کیے جارہے ہیں جس طرح کہ ایک صوبہ جس کے لوگ affect ہورہے ہیں اور ان کی زمینوں کے بنجر ہونے کا خدشہ ہے۔ میرے خیال میں یہ ایک بڑی normal سی بات ہے کہ اس میں apart from politics کچھ چیزیں ایسی ہیں اور ہم حکومت سے اور اس کے اتحادیوں سے بھی یہ توقع رکھتے ہیں کہ کچھ چیزیں ہوتی ہیں جن کو اصول کی بنیاد پر support یا oppose کیا جانا چاہیے تو چیزیں بہت بہتر ہوں گی۔

اس صورت حال میں ہم سمجھتے ہیں کہ اس issue کو CCI میں جانا چاہیے۔ CCI کی میٹنگ convene ہونی چاہیے۔ یہ اپنے good offices استعمال کریں، ان کی حکومت ہے تو یہ اس کی میٹنگ کیوں نہیں بلاتے؟ ہم تو یہاں پر ان کی جو بھی تکالیف ہیں، share کرتے ہیں لیکن وہ حکومت میں رہتے ہوئے، کس سے گلہ کر رہے ہیں، مجھے اس کی سمجھ نہیں آئی۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر کامران مرتضٰی صاحب۔

سینیٹر کامران مرتضٰی: جناب! اس پر بھی بات کرلیتے ہیں۔ میں نے آپ سے ویسے بھی time مانگا تھا، دو منٹ اور دے دیں تاکہ میں اس پر بھی بات کرلوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: اس پر پہلے کریں، بعد میں وہ بھی کرلیں۔

سینیٹر کامران مرتضٰی: پہلے میں اس معاملے پر بات کرلیتا ہوں۔ اگر یہ سمجھا جائے کہ ویسے ہی کوئی نہریں بن رہی ہیں تو شاید اس سے لوگ بہت متاثر ہوں گے کہ کوئی بڑا ترقیاتی کام ہو رہا ہے مگر سوال یہ ہے کہ نہریں بنیں گی تو کس لیے بنیں گی؟ کوئی نہر بنتی ہے تو کس لیے؟ پانی کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے کے لیے نہر بنے گی۔ وہ پانی اگر تو آپ کے پاس زائد ہے تو پھر اس صورت

میں اس زائد پانی کو کہیں پہنچانا ہے، چولستان پہنچانا ہے یا کہیں اور پہنچانا ہے تو اس پر شاید کسی کو اعتراض نہیں ہوگا مگر آپ IRSA کا ریکارڈ دیکھ لیجیے کہ آپ کے پاس گزشتہ کئی دہائیوں سے پانی دستیاب نہیں ہے۔ پانی جو آپ کے معاہدے میں ہے، جو 1991 کے Accord میں ہے، اس کے مطابق بھی آپ کو پانی دستیاب نہیں ہے۔ پانی کے دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے کوئی ایک صوبہ ہی affect نہیں ہو رہا ہے، پنجاب بھی affect ہو رہا ہے مگر وہ نسبتاً کم تر درجے میں affect ہوتا ہے۔ سندھ بھی affect ہو رہا ہے لیکن وہ بھی نسبتاً کم تر درجے میں affect ہوتا ہے مگر ہم جو آخر میں پڑے ہوئے ہیں، ہم تک تو پانی آتا ہی نہیں ہے۔ کیا یہ ہمارا باقی ماندہ پانی بھی لے جانے کی ایک کوشش ہے۔ یقیناً یہ کوشش آپ کو اور ہمیں زیادہ دور کرے گی، اس فیڈریشن میں فاصلے مزید بڑھائے گی۔ یہ جو آپ پانی کی canal بنا رہے ہیں، یہ ایسی لکیریں ثابت ہوں گی جو آپ کو صوبوں کے حوالے سے ultimately نقصان دیں گی۔

صوبوں کے حوالے سے سندھ میں بھی کافی بارشیں ہو جاتی ہیں، چلیے سندھ کا بارش سے بھی پانی کا مسئلہ کسی حد تک حل ہو جاتا ہے۔ پنجاب میں بھی کافی بارشیں ہو جاتی ہیں، وہاں بھی مسئلہ حل ہو جاتا ہے۔ ہم یا تو خشک سالی کا شکار ہوتے ہیں، ہمارے پاس روزگار کے کوئی مواقع نہیں ہوتے کیونکہ خشک سالی ہے۔ لے دے کر ایک ہی کنال وہاں تک گئی تھی اور وہاں پر اکثر پانی پر جھگڑے ہوتے ہیں اور اسی بنیاد پر وہاں پر ابھی تک زمینوں کے معاملات settle نہیں ہو پاتے ہیں۔ جب وہاں زمینوں کے معاملات پہلے ہی settle نہیں ہو پا رہے ہیں اور اگر زمین کا ہی مسئلہ ہے اور چولستان میں آپ کے پاس بڑی اور زیادہ زمینیں پڑی ہیں اور وہاں نہریں لے کر جانی ہیں تو یہ facility بلوچستان کو کیوں حاصل نہیں ہے کیونکہ وہاں پر بھی تو بڑی زمینیں پڑی ہیں۔ ہم تو آپ کے کل رقبے کا 43 فیصد ہیں۔ اگر وہاں تک پانی لے جایا جاتا تو چولستان کے نسبتاً یہ آپ کے لئے زیادہ beneficial ہوتا۔ دوسری بات یہ کہ جو کچھ کیا گیا ہے، یہ سب Caretaker Government کے وقت میں کیا گیا ہے۔ ویسے تو Caretaker Government کا concept ہی غیر مناسب ہے اور یہ کبھی بھی اس کا اختیار نہیں ہوتا ہے۔ اگر اس کا اختیار Article 230 میں دیکھ بھی لیں تو وہ یہ کبھی بھی نہیں ہے کہ ایسے جوہری فیصلے کیے جا سکیں جس کا نقصان صوبوں، عوام اور ملک کو as a whole ہوتا ہو۔ میرا خیال ہے کہ اس فیصلے کو undo

کیا جائے یا اسے اس وقت تک معطل رکھا جائے جب تک صوبوں کے درمیان اس پر بات نہ ہو۔ اگر صوبے اسے permit نہیں کریں گے تو اس کا نقصان ملک کو as a whole ہوگا۔ اس پر insist نہ کیا جائے۔

جناب! سینیٹر شیری رحمان بڑے محتاط انداز سے اس پر بات کر رہی تھیں مگر یہ جو پانی لے جانے کا منصوبہ ہے، اس متعلق انگلی ایک ہی طرف اٹھتی ہے۔ کسی ایک جانب انگلی اٹھتی ہے اور جس جانب انگلی اٹھتی ہے، اس سے ان کے لیے محبت میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا بلکہ لوگوں کے دل میں یہ بات آتی ہے کہ آپ پاکستان میں جو کچھ بھی کرتے ہیں، وہ اپنے فائدے اور مفاد کے لئے کرتے ہیں۔ جب اس طرف انگلی اٹھتی ہے تو پھر دوسرے لوگ اس کی زبان بھی دیکھتے ہیں کہ اس زبان سے زیادہ تعلق رکھنے والے کون ہیں اور پھر زبانوں کے درمیان غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اس لئے زبانوں اور صوبوں کے درمیان غلط فہمیوں سے بچنے کے لئے اس معاملے کو سلجھانے کے لئے جو دستوری فورم ہے، اسے وہاں لے جایا جائے اور اس بات پر insist نہ کیا جائے کہ کسی اور حکومت نے بھلے وہ Caretaker Government ہی کیوں نہ ہو جس کا یہ اختیار ہی نہیں تھااور اس نے فیصلہ کیا ہوا ہے اور آنکھیں بند کرکے اس پر عمل درآمد کروانا ہے۔ اسے روکا جائے۔

جناب! مجھے دو منٹ اور دیجیے گا۔ دو اور issues ہیں جن پر میں بات کرنا چاہتا ہوں۔ آپ کو پتا ہے کہ ہمارے ہاں خواتین کی عزت مردوں سے زیادہ کی جاتی ہے۔ میں ہمیشہ یہی کہتا ہوں کہ جو خواتین سینیٹر ہیں، یہ میری بہنیں اور بیٹیاں ہیں اور یہ ہمارے برابر نہیں بلکہ ہم سے زیادہ معتبر ہیں اور عزت میں ہم سے زیادہ ہیں۔ 18 جنوری کو ایک واقعہ ہوا ہے۔ بلوچستان سے کچھ خواتین سندھ میں بلوچ یکجہتی کمیٹی کی طرف سے احتجاج کر رہی تھیں۔ اس میں چند درجن بچیاں تھیں اور بوڑھے لوگ تھے اور ساتھ میں اور بچے بھی تھے۔ ان کے خلاف 18 تاریخ کو ایک FIR کاٹی گئی ہے جس کا نمبر 26 of 2025 تھانہ کلاکوٹ، کراچی سٹی ہے۔ ان بچیوں کی چادریں کھینچی گئی ہیں۔ ان کی توہین کی گئی ہے اور ان کے ساتھ برا سلوک کیا گیا ہے۔ سندھ حکومت جہاں پر بلاول صاحب، زرداری صاحب، شیری صاحبہ اور میرے بھائی شہادت اعوان صاحب کا اثر ہے، ہم ان سے یہ توقع نہیں رکھتے تھے کہ ہماری بہنوں اور بچیوں کے ساتھ یہ سلوک کیا جائے گا۔ ان میں سے کچھ کو وکیلوں کی طرف سے ذاتی مچلکے جمع کروانے کے بعد چھوڑ دیا گیا ہے مگر باقی لوگ ابھی تک custody میں

ہیں۔ میرے خیال میں میرے بھائی شہادت اعوان اور میری بہن شیری صاحبہ اس معاملے کو دیکھیں گے۔اس کے ساتھ ساتھ۔۔۔

(مداخلت)

سینیٹر کامران مرتضیٰ: میں بس ایک منٹ لوں گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ کل بات کرلیں۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ: بس ایک آخری بات کرنی ہے۔ ہمارے ایک وکیل کے ساتھ بہت برا ہوا ہے۔۔۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر صاحب بیٹھ جائیں۔ جی سینیٹر جام سیف اللہ خان۔

Senator Jam Saifullah Khan

سینیٹر جام سیف اللہ خان: میں آپ کا بہت شکر گزار ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ محترمہ شیری رحمان صاحبہ نے دوبارہ اس issue کو بڑے articulate طریقے سے elaborate کیا ہے۔ میں پی ٹی آئی کے سینیٹر شبلی فراز صاحب اور جے یو آئی کے سینیٹر کامران مرتضیٰ صاحب کا بھی شکر گزار ہوں کہ انہوں نے اس مؤقف کی تائید کی ہے۔ میں سندھ میں دو مرتبہ وزیر آبپاشی رہ چکا ہوں۔ 2010 اور 2022 میں سندھ میں floods آئے کیونکہ بارشیں بہت زیادہ ہوئی تھیں اور اس سے ایک ایسا perception بن گیا ہے کہ بہت زیادہ پانی ہے، پانی آتا ہے اور ضائع ہو کر سمندر میں گر جاتا ہے۔ ملک میں ایک ایسی lobby ہے جو ہمیشہ یہ چاہتی ہے کہ controversial dams and canals بنیں اور وہ اس issue کو اٹھا کر اپنے مقاصد حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ آپ کو پتا ہے کہ global warming ہو رہی ہے اور پانی کم ہوتا جا رہا ہے۔ جس حساب سے ہماری آبادی بڑھ رہی ہے، اس حساب سے پانی کی consumption بھی زیادہ ہو رہی ہے۔ ہمارے پانچ، چھ اضلاع ایسے ہیں جس میں عمرکوٹ، بدین اور دادو شامل ہیں اور خاص طور پر ابھی میرے بھائی سینیٹر کامران مرتضیٰ صاحب نے بلوچستان کا ذکر کیا، بلوچستان میں پانی سندھ سے جاتا ہے اور اگر سندھ میں پانی کم ہوتا ہے تو سکھر بیراج سے بلوچستان کی جو canals نکلتی ہیں، ان کی ایک حد تک pond level نہیں بڑھتی یعنی ان میں زیادہ پانی نہیں آتا تو بلوچستان کے لئے پانی جا ہی نہیں

سکتا۔ ہماری بہن سینیٹر راحت جمالی صاحبہ ایوان میں بیٹھی ہیں۔ بلوچستان میں ان کی زمینیں ہیں۔ جب بھی پانی کی shortage ہوتی تو میرے دوست جان جمالی صاحب اور دیگر دوست مجھ سے بات کرتے اور کہتے کہ ہمیں پانی پہنچائیں۔

جناب! جس طریقے سے یہ پلان بنا رہے ہیں اور مجھے بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ last time یہ issue اٹھا تھا۔ بڑی معذرت کے ساتھ کہ منسٹر صاحب کو اس وقت ایک clear position دینی تھی لیکن ڈھیلے ڈھالے طریقے سے، بڑے vaguely اور ہنستے مسکراتے انہوں نے اسے ٹالا تھا۔ یہ بڑا اہم issue ہے۔ اسے ذرا seriously لیں۔ جیسے ہمارے دوستوں نے کہا کہ آپ ایسا نہیں کر سکتے کہ ایک طرف 7 لاکھ ایکڑ آباد کریں اور اسی وجہ سے دوسری طرف اتنی ہی زمین اور اس سے زیادہ غیر آباد ہو جائے۔ آپ کو بتایا گیا کہ اس میں sea intrusion بھی ہو رہی ہے اور لاکھوں ایکڑ زمین saline ہو گئی ہے اور وہ آہستہ آہستہ کاشت کے قابل نہیں رہی ہے۔ جہاں پر یہ shortage ہوتی ہے، اگر آپ وہاں water cycle اور بارشوں کا pattern دیکھیں تو ایک سال زیادہ بارش ہوتی ہے اور زیادہ پانی آتا ہے اور اس کے بعد سات یا آٹھ سال ایسے ہوتے ہیں جو severe drought کے ہوتے ہیں۔ اس میں پانی کی کمی ہوتی ہے۔ اگر کوٹری سے down stream پانی نہیں جاتا تو اس سے mangroves affect ہوتے ہیں اور بدین اور ٹھٹہ کی زمین saline ہو جاتی ہے۔ یہ ایک Federation ہے۔ اس میں چار صوبے ہیں۔ آپ unilaterally یا زور زبردستی اگر کوئی canal بنائیں گے تو unfortunately اس کے بڑے repercussions ہوں گے اور میں سمجھتا ہوں کہ ایسا کر کے آپ ملک کی وحدت کو خطرے میں ڈال رہے ہیں۔

جناب! اگر حکومت CCI کی meeting نہیں بلاتی ہے تو ہم اس بات پر غور کر رہے ہیں کہ اس issue کو constitutional bench کے پاس لے کر جائیں کیونکہ یہ لوگوں کے بنیادی حقوق اور جان و مال کے متعلق ہے۔ بلوچستان اور سندھ کے جو پانچ، چھ اضلاع ہیں، ان میں غربت اتنی زیادہ ہے اور اگر آپ نوٹس کریں تو poverty level سے جو لوگ نیچے جا رہے ہیں، یہ انہی علاقوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ میں نواز لیگ کے اپنے بھائیوں کو یہی کہوں گا کہ دیکھیں ہم آپ کے حمایتی ہیں لیکن آپ بھی ہمیں اس طرح taken for granted نہ لیں۔ میں آپ کو یہ

واضح کرنا چاہتا ہوں کہ یہ سندھ کا ایک اتنا major issue ہے کہ اگر آپ نے اس issue کو صحیح طریقے سے handle نہیں کیا تو آپ کے ساتھ ہمارا چلنا impossible اور بڑا مشکل ہو جائے گا۔ میں آپ سے دوبارہ گزارش کروں گا کہ اس میں نہ پڑیں۔ میرے دوستوں نے اور سینیٹر کامران مرتضٰی صاحب جیسے میرے وکیل دوست نے کہا کہ lower riparian states کے الگ rights ہوتے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ اگر ایسی طاقتیں ہیں جو اس میں زیادہ interest لے رہی ہیں تو آپ انہیں تھوڑا سمجھائیں کہ .do not play with fire یہ ضروری نہیں کہ بس ان کے ساتھ ساری معلومات ہوتی ہیں۔ آپ ساری پارٹیوں کو confidence میں لیں اور kindly اس سلسلے کو بند کریں اور اسے فوراً بند بھی ہونا چاہیے۔ مجھے کچھ دوستوں نے بتایا کہ کسی کی permission کے بغیر وہاں پر تو کام بھی شروع ہو چکا ہے۔ اگر ایسی کوئی بات ہے تو میں Minister for Water Resources سے یہ گزارش کروں گا کہ اسے فوراً بند کروائیں otherwise we will take this issue to the Supreme Court. آپ کا شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔ جی سینیٹر عرفان الحق صدیقی صاحب۔ آپ مسلم لیگ ن کے پارلیمانی لیڈر ہیں اور اچھی گفتگو کرتے ہیں۔ سینیٹر جان محمد صاحب ان کے بعد آپ کی باری ہے۔

Senator Irfan-ul-Haque Siddiqui

سینیٹر عرفان الحق صدیقی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بہت شکریہ، جناب چیئرمین! میں ان معاملات میں expert نہیں ہوں، خاصی technical سی باتیں ہیں لیکن میں نے تھوڑا بہت اس کو دیکھا ہے۔ اس میں یہ ہے کہ 1991 میں یعنی آج سے کوئی چونتیس سال پہلے پانی کی تقسیم کے لیے میاں محمد نواز شریف صاحب کے دور میں اس حوالے سے ایک accord ہوتا ہے۔ جسے پھر مارچ کے مہینے میں Council of Common Interests (CCI) بھی approve کرتی ہے۔ اس accord کے تحت طے پاتا ہے کہ صوبوں کا پانی جو سندھ کے حوالے سے تقسیم ہوگا، اس کی شرح کیا ہوگی۔ پنجاب کو کتنا ملے گا، سندھ کو کتنا ملے گا، الغزل قیاس۔ اب معاملہ جو میری سمجھ میں آ رہا ہے، ہو سکتا ہے میں غلط ہوں، وزیر صاحب بیٹھے ہیں، یہ اس کی وضاحت کریں گے۔ شیری نے ماشاءاللہ بڑے اچھے طریقے سے اپنا مقدمہ پیش کیا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہ

معاملات سب کے مل جل کر،ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھ کر طے ہونے چاہییں، جس کا بنیادی نکتہ یہ ہونا چاہیے کہ کسی کا حق نہ مارا جائے،اپنے حق میں اضافہ کرنے کے لیے کسی کے حق پر تجاوز نہ کیا جائے۔ اس میں بنیادی چیز یہ ہے کہ کس کے حصے میں کتنا پانی آیا۔ جب کسی ایک صوبے کے حصے میں،مثال کے طور پر میں سندھ کی مثال لے لیتا ہوں ،مجھے معلوم نہیں کہ اس کی شرح کیا ہے، تیس یا چالیس فیصد پانی آتا ہے،تو سندھ کو یہ اختیار حاصل ہونا چاہیے اخلاقاً بھی اور قانوناً بھی،اس وقت جو بھی قواعد وضوابط ہیں،accord ہے،اس کے مطابق کہ وہ اس پانی کو کس طرح استعمال کرتا ہے۔ وہ نہریں باغات میں لے کر جاتا ہے،وہ نہریں کھیتوں میں لے کر جاتا ہے، وہ نہریں تھر میں لے جاتا ہے،وہ تھر میں جاتے ہوئے ایک اضافی نہر نکال دیتا ہے کہ اس علاقے کے کھیتوں کو پانی کی ضرورت ہے، بشرط کہ وہ اپنے حصے کے اندر رہتا ہے،اپنے حصے سے تجاوز نہیں کرتا لیکن اگر وہ تجاوز کرتا ہے تو پھر معاملہ 1991 کے accord کی خلاف ورزی کا آجاتا ہے۔

یہاں پر کامران مرتضٰی صاحب نےاس کو ایک ایسے issue کے طور پر پیش کیا ہے جیسےاس فیصلے کو روکیں یا وفاق پر کوئی بڑی ضرب لگنے والی ہے۔ ایسا کون سا فیصلہ ہوا ہے جسے روکنا ہے۔ مجھے تو اس کا نہیں پتا، اگر ہے تو وہ سامنے لائیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر پنجاب نے اپنے حصے کے پانی میں یہ طے کرلیا ہے کہ ہماری یہ دس نہریں ہیں یا چھ نہریں ہیں، ان نہروں میں سے اپنے حصے میں کوئی اضافہ کیے بغیر 1991 کے accord کو مجروح کیے بغیر، سندھ کے پانی میں تجاوز کیے بغیر اپنے حصے کی نہروں کے اندر سے مزید نہریں نکال کر ہم کچھ مزید علاقے کو سیراب کرنا چاہتے ہیں تو کم از کم میری ناقص رائے میں یہ مجھے کوئی جرم نہیں لگتا ہے۔ یہ بالکل ایسے ہے جیسے میرے گھر میں پانی آرہا ہے، نلکا لگا ہوا ہے،وہ میرے حصے کا پانی ہے۔ میں اس پانی سے اپنی گاڑی صاف کررہا ہوں، میں اس پانی سے پی بھی رہا ہوں،اس پانی سے صحن صاف کررہا ہوں، اس پانی سے اپنے باغیچے کو پانی دے رہا ہوں، یہ میرا کام ہے۔ میرا پڑوسی یہ نہیں کہہ سکتا کہ تم یہ کیوں کررہے ہو۔ میرے کہنے کا مطلب یہ ہے جب تک ہم 1991 کے accord کے اندر اندر ہیں اور ہم اس سے تجاوز نہیں کررہے۔ اگر پانی کی ایک بوند اس سے زیادہ پنجاب لے رہا ہے تو پھر آپ اعتراض کریں۔ اگر وہ پانی کی ایک بوند بھی زیادہ نہیں لے رہا اور اپنے حصے کے پانی کو اپنی ترجیحات کے مطابق،اپنے مقاصد کے مطابق، اپنے اہداف کے مطابق استعمال کررہا ہے تو اس پر میرا خیال ہے کہ

objection نہیں ہونا چاہیے۔ اسی طرح سندھ کا کیس ہے۔ ہم نہیں کہہ سکتے کہ بھائی! یہ آپ کے حصے کا پانی ہے، آپ تھر میں کیوں لے کر جارہے ہو، آپ فلاں جگہ کیوں لے کر جارہے ہو، آپ اس کے اندر سے نہریں کیوں نکال رہے رہو،,this is their share پانی جو بھی حصے میں لکھ دیا گیا ہے، وہ اس کا کار مختار ہیں، وہ اس کو بہتر طریقے سے استعمال کر سکتے ہیں۔

میری ناقص رائے کے مطابق، اگر پنجاب نے کوئی نئی نہریں بنانے کا فیصلہ کیا ہے، پہلے سے جو موجود نہریں ہیں، ان ہی میں سے نکال کر اسی پانی کو جو آپ نے پنجاب کو اس accord کے تحت دیا ہوا ہے اور وہ اس میں اضافہ نہیں کر رہا، آپ کے حصے کا یا کسی اور کے حصے کا پانی نہیں لے رہا تو پھر اس پر میرا خیال تو نہیں ہے کہ ہمیں اس پر کوئی اعتراض ہونا چاہیے اور اگر ہے بھی تو اس کو وزیر صاحب واضح کر دیں گے اگر میں غلط ہوں کیونکہ میں نے پہلے کہہ دیا کہ میں کوئی technical آدمی نہیں ہوں لیکن ایک عام آدمی کی زبان میں جو میں سمجھا ہوں، وہ میں نے بیان کر دیا ہے کہ صوبوں کا ایک حصہ ہے، وہ اپنے حصے کے اندر رہتے ہوئے، اور مختلف چیزوں پر بھی حصے ہیں، ان سب حصوں کے اندر رہتے ہوئے، وہ پانی کے علاوہ بھی ہو سکتے ہیں، وہ تجاوز نہیں کرتے اور دوسرے کا حق نہیں مارتے تو پھر اس میں میرا خیال تو نہیں کہ کوئی ایسا issue ہے کہ یہ فیصلہ واپس لے لیں اور وفاق ٹوٹ جائے گا اور یہ ہو جائے گا۔ میرا خیال ہے کہ ایسی باتیں نہیں ہونی چاہییں۔ شکریہ، جناب۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: میڈم شیری نے بڑا اہم موضوع اٹھایا ہے۔ ہم اس پر بہت مفصل بات کریں گے۔ اس میں سب کو وقت دیں گے۔ کافی لوگوں نے request کی ہے، سب کو وقت ملے گا، کوئی جلدی نہیں ہے۔ اس مسئلے پر سیر حاصل گفتگو کریں گے۔ جی دنیش صاحب۔

Senator Danesh Kumar

سینیٹر دنیش کمار: بہت شکریہ، جناب چیئرمین! میں شکر گزار ہوں میڈم شیری رحمان صاحبہ کا کہ انہوں نے بہت بڑے مسئلے پر تحریک التواء پیش کی ہے۔ جناب والا! آپ کو میں تھوڑا brief کروں۔ 1991 میں جو accord ہوا تھا، اس کے تحت، اب مجھے exact figures یاد نہیں ہیں، کوئی 43% پانی سندھ کو جانا تھا، کوئی 45% پانی پنجاب کو جانا تھا، بلوچستان کے لیے پانچ فیصد سے بھی کم پانی کا حصہ رکھا گیا تھا۔ خیبر پختونخوا کے لیے بھی 2-3% پانی کا حصہ رکھا گیا تھا۔ ہم

اس پر بھی خوش تھے کہ آدھا پاکستان ہے، آدھے پاکستان کی جو زمین ہے وہ بلوچستان ہے،اس کے لیے پانی کا ٹوٹل حصہ پانچ فیصد ہو جاتا ہے، ہم اس پر بھی خوش تھے، ہم کہہ رہے تھے کہ ٹھیک ہے۔ جناب! یقین جانیں، میں کہوں گا کہ یہ مہربانی تھی پاکستان پیپلز پارٹی کی، محترم بھٹو صاحب کی کہ اس وقت ہماری کیرتھر کینال، مانجھوٹی کینال نصیر آباد ڈویژن میں نکالی، جس سے وہاں پر خوشحالی آگئی۔ وہ بلوچستان کا واحد علاقہ تھا جسے ہم پانی کی وجہ سے food basket بھی کہتے ہیں۔ مگر جس طرح محترمہ سندھ کا کیس لڑ رہی ہیں، محترمہ سے میری ایک عرض ہے، پیپلز پارٹی کے لوگ بیٹھے ہیں، ان سے بھی میری عرض ہے کہ جب آپ کیس لڑتے ہیں اور جس چیز سے آپ متاثر ہوتے ہیں لیکن یہی صورت حال ہے کہ بلوچستان کے لوگ سندھ سے متاثر ہیں۔ جناب! ہمارا جو پانچ فیصد پانی آتا ہے، ہماری تین بڑی نہریں سندھ کے ذریعے سکھر بیراج سے آتی ہیں۔ جس طرح جام صاحب نے کہا، ہمیں ہمیشہ کہا جاتا ہے کہ پنجاب نے ہمارا پانی روکا ہے تو اس لیے ہم بلوچستان کا پانی روک رہے ہیں۔ ہمارا ہے ہی پانچ فیصد، پھر بھی ہمارا پانی روکا جا رہا ہے۔ محترمہ! میری آپ سے عرض ہے کہ اگر آپ نے کیس کو مضبوط کرنا ہے تو بلوچستان کی حق تلفی اس پانچ فیصد میں نہ کریں، بلوچستان کے ہر مکتبہ فکر کا بندہ آپ کے ساتھ ہوگا اور اس احتجاج میں ہم آپ کے ساتھ ہوں گے۔

جناب! اسی طرح ہمارا کچھی کینال ہے۔ کچھی کینال کو پانی پنجاب سے جاتا ہے،اس سے بھی ہمیں پورا پانی نہیں مل رہا۔ ہمارا تو پنجاب بھی پانی [2][***] کر رہا ہے، سندھ بھی پانی [***] کر رہا ہے۔۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: [***] کا لفظ expunge کر دیں۔

سینیٹر دنیش کمار: بس چوری ہے جناب! میں آپ کو کہتا ہوں، میرے پاس ثبوت ہیں، [***] کر رہے ہیں۔ جناب! آج کل ہم سے زیادتی کر رہے ہیں۔ جس طرح یہاں پر کہا گیا کہ ہر صوبے کا حق ہے کہ وہ اپنے پانی سے جو بھی کرنا چاہتا ہے، بالکل ہم مانتے ہیں کہ جی حق ہے، پنجاب کا حق ہے کہ وہ چولستان کو سیراب کرے یا سندھ کا حق ہے کہ وہ تھر پارکر کو سیراب کرے، ہمیں کوئی اعتراض نہیں یہ خوشی کی بات ہے۔ مگر اصل مسئلہ تب آتا ہے جب کبھی drought آجاتا ہے پانی کم ہو جاتا ہے تو آپ یہ سوچیں کہ آپ کا جو موجودہ set up ہے، زمینیں زرخیز نہیں ہو پا رہی

---

[2] *“Words expunged as ordered by the Chair.”.*

ہیں تو آپ اور نئے کنال بنا کرکے اس کو اور برباد کر دیں گے۔ یہ جو accord ہے اس پر من و عن عمل کیا جائے اور کوئی نیا پھڈا نہ کیا جائے جو پاکستانی عوام کے لیے مسئلہ ہو، سندھ کے عوام کے لیے مسئلہ ہو، پنجاب کے عوام کے لیے مسئلہ ہو، بلوچستان کے عوام کے لیے ہو۔ اگر گرین پاکستان کا Initiative لینا ہے تو بہت اچھی بات ہے، خوشی کی بات ہے، میں سمجھتا ہوں کہ اگر گرین پاکستان کی ابتدا کرنی ہے تو آپ بلوچستان آئیں۔ بلوچستان کی سرزمین virgin land ہے۔ وہاں پر اگر یہ ایک چیز کی جائے تو آپ کو یوریا وغیرہ کی بھی ضرورت نہیں ہوتی اور وہاں پر organic فصل ہوتی ہے اور یہ پوری دنیا کو پتا ہے۔ اگر آپ خضدار کی کاٹن لیں اس کا ریٹ پورے ملک کی کاٹن سے زیادہ ہے کیونکہ وہاں پر بہت اچھی فصل ہوتی ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ جی۔

سینیٹر دنیش کمار: جناب! آپ بلوچستان کے ہیں تو۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ کے اور دوست بھی بات کریں گے۔

سینیٹر دنیش کمار: میں اپنی بات ختم کروں گا اور میں ہاتھ جوڑ کر اپنے دوستوں سے کہوں گا کہ کہتے ہیں کہ دو ہاتھیوں کی لڑائی میں گھاس کچلا جاتا ہے، ہم بلوچستان والوں پر رحم کریں، آپ دونوں کی لڑائی میں ہم پسے جا رہے ہیں اور نصیر آباد ڈویژن میں جو امن و امان ہے وہ اسی وجہ سے کہ وہاں پر لوگوں کا روزگار ہے، وہ وہاں پر کھیتی باڑی کر رہے ہیں اور اپنا رزق حلال کما رہے ہیں۔ مہربانی کرکے سندھ اور پنجاب کے دوستوں سے میری گزارش ہے کہ کم از کم جو ہمیں 5% پانی مل رہا ہے وہ چوری نہ کیا جائے، بہت بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر پونجو صاحب۔

<u>Senator Poonjo</u>

سینیٹر پونجو: چیئرمین صاحب! آپ کی بڑی مہربانی، آج انتہائی اہم موضوع پر آپ نے مجھے گفتگو کرنے کے لیے وقت دیا ہے۔ جناب! ایک عرض ہے کہ یہ جو canals کا issue ہے کہ سندھو دریا پر چھ کینال بنائے جا رہے ہیں۔ Ministry of Water Resources آج تک یہ کہہ رہی ہے کہ کوئی کینال نہیں نکل رہا ہے لیکن practical طور پر ایسے ہونے جا رہا ہے اور Caretaker Government تھی اس زمانے میں یہ Green Initiative کے

نام سے طے ہوا تھا کہ وہ چھ کینال بنائیں گے۔ میں ایک گزارش پیش کرنا چاہتا ہوں سندھ کا issue, پانی کاissueمسلسل ہر آئے دن، سالانہ طور پر سندھ کو پانی کم مل رہا ہے۔ اگر ہم جاتے ہیں پانی کیhistoryمیں تو جب برّصغیر تھا، جب یہاں ہم ایک ملک تھے، اس زمانے میں بھی1950 سے پہلے بھی یہ water accordجو ہے وہ ہمارا بنتا آیا، یہdisputeہمارا رہتا آیا کیونکہ میں پہلے بھی ایوان میں عرض کر چکا ہوں کہ یہ تین دریا جس میں ہماراwater systemتھا، دونوں ممالک کے درمیان یہ طے پایا تھا کہ اس میںcombined share ہے۔جناب! اس زمانے میں پنجاب کی سرکار نے ہندوستان کو بیچ دیے حالانکہ اس معاہدے میں جو انہوں نے بیچ دیے تھے، اس میں سندھ کو اعتماد میں لینا چاہیے تھا کیونکہ ہم بھیpartner تھے کیونکہ ہمارے ساتھ جو جڑا پانی ہے اس میں بھی پنجاب کے پانی پر ہماری مالکی ہے۔ اگر ہم بھائی ہیں ایک دوسرے کے ساتھ رہ رہے ہیں، ہم یہ تفریق نہیں کرتے ہیں کہ یہ پنجاب ہے، سندھ ہے، بلوچستان ہے یا کے پی ہے۔ ہم سب یہ چاہتے ہیں کہ تمام علاقوں کے جو issues ہیں اس کوcollectively resolve کیا جائے۔

اس کے بعد یہ سلسلہ1915,1916,1917اور1948 تک رہا اور upper riparianجو تھے انہوں نے پھر سندھو دریا سے تین کینالز نکالے اس میں تونسہ جہلم لنک کینال اور اس کے بعد آپ نے دیکھا کہ مشرف کے زمانے میں بھی گریٹر تھل کینال نکالا گیا اور کہا گیا کہ سندھ کا جو پانی ہے وہshare کے مطابق ملے گا, ہم آپ کے پانی پر کوئی زیادتی نہیں کریں گے اور جب زیادہ بارشیں ہوں گی تو ہم گریٹر تھل کینال کو صرف flood کے طور پر اس کو استعمال کریں گے۔ لیکن ایسا نہیں ہوا اور مستقل مزاجی سے گریٹر تھل کینال بہہ رہا ہے اور ہمارا پانی اس میں جا رہا ہے، ہمیں اس پر بھی اعتراض نہیں تھا ہم رڑیاں کرتے رہے۔

اس کے بعد سر ہمارا جو سندھ طاس معاہدہ ہوا، اس میں طے پایا جو سندھ نے پہلے بھی اس کو قبول نہیں کیا تھا لیکن ہم نے مرتے مرتے مجبوری میں زبردستی اس فیصلے کو مانا کہ1991کے accord کو ہم نے تسلیم کیا۔اس زمانے کے اعداد و شمار کے مطابق سندھ کو جو پانی دیا گیا اس سے ایک کروڑ چونتیس لاکھ ایکڑ زمین آباد ہوئی اور پنجاب میں تین کروڑ ستر لاکھ آباد ہوئی تھی، آج سندھ کی حالت یہ ہے کہ سندھ میں ابھی جو خریف گزرا ہے اس کے اعداد و شمار یہ ہیں کہ

سندھ میں ستر لاکھ ایکڑ زمین آباد ہو رہی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آدھے سے زیادہ زمین کا پانی ہمارے پاس نہیں آرہا ہے اور پنجاب میں جو ایک کروڑ پچاسی لاکھ ہوتا تھا وہ پونے چار کروڑ ایکڑ آباد ہو رہی ہے تو ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ ہماری جب آدھی آبادی ہو گئی ہے تو پنجاب کی بھی آدھی آبادی ہوتی لیکن پانی ہمارا جارہا ہے اور زمین زیادہ پنجاب کی آباد ہو رہی ہے۔

ہمیں پنجاب کے کسانوں سے ناراضگی نہیں ہے اور نہ ہی چولستان کے لوگوں سے ہے کہ یہ نہر ان کے پاس جارہی ہے لیکن اس قسم کی practice ہوتی آئی ہے۔ آج تک یہ سلسلہ چلتا آرہا ہے، ہمارے پانی پر دہشت گردی ہوتی آئی ہے، آئے دن ہم سے ہمارا پانی زور زبردستی چھینا جارہا ہے۔ ابھی یہ کینال نکالے جارہے ہیں اور یہ کہا جارہا ہے کہ چولستان کے غریبوں کو پانی دیا جائے گا، سرائیکی وسیب کے کسی بھی کسان کو یہ پانی نہیں ملے گا۔ میں ایوان بالاء کے فلور سے کہہ رہا ہوں کہ آج سے پہلے جب بھی نہریں نکالی گئیں تو مجھے بتائیں کہ بلوچستان اور سندھ سے کن لوگوں کو زمینیں دی گئی تھیں، کتنے کسان ہیں جو وہاں آباد ہو گئے اور وہاں زمین آباد کر رہے ہیں؟ جناب! ایسا نہیں ہوا، ابھی بھی یہ ہمیں اسی طریقے سے پانی دے رہے ہیں۔

سکھر بیراج کے بعد جب ہمارے پاس کوٹری بیراج بنا تو ہمیں یہ کہا گیا کہ کوٹری بیراج بنانے کے بعد آپ کی سولہ لاکھ ایکڑ زمین زیادہ زرخیز ہوگی، ہوا کیا! Kotri downstream میں پانی سالانہ طور پر نہیں جارہا ہے۔ ہمارا ٹھٹہ، سجاول اور میرپور خاص کا کچھ حصہ اور اس کے بعد بدین یہ سارے علاقے سیلائن ہو گئے ہیں، وہاں کی زمینوں کا پانی کڑوا ہو گیا ہے، وہاں آبادی نہیں ہوتی۔ اگر یہ سلسلہ رہا تو 2030 تک صرف سکھر تک پانی ہوگا، باقی تو سارا سندھ غیر آباد بنجر بن جائے گا۔ پنجاب بڑا صوبہ ہے اور ہم چاہتے ہیں کہ وہ بھائی کا کردار ادا کرے۔ میں نواز لیگ کے دوستوں کو کہتا ہوں کہ آپ دیکھیں، آپ ایمانداری کریں، ہمارے ساتھ یہ زیادتی ہو رہی ہے کیونکہ ہمارے حق پر ڈاکہ ڈالا جارہا ہے۔ ابھی افنان اللہ صاحب نے کہا کہ آپ اپنی ٹوٹی سے پانی نکال لیں، جناب! آپ ہماری ٹوٹی سے پانی لے رہے ہیں۔ آپ سندھو دریا پر کینال نکال رہے ہیں، اگر کسی اور سے یا جہلم سے نکالتے تو ہم اعتراض نہیں کرتے۔ آپ جہاں سے پانی لے رہے ہیں وہ سندھو دریا ہے، اس سندھو دریا سے جب آپ کروٹ بدل کے پانی اُٹھاؤ گے تو ہمارا حصہ ہوگا۔

جناب ڈپٹی چیرمین: باقی دوستوں نے بھی اسی حوالے سے بات کرنی ہے۔

سینیٹر پونجو: اس قسم کا سلسلہ چلتا رہا تو ہماری یہ باہمی مشاورت اور ہمارے باہمی تعلقات خراب ہوں گے۔ سندھ کے لوگ ہم سے سوال کرتے ہیں کہ آپ پانی کے مسئلے پر کیا کر رہے ہیں، ہم نے مرتے ہوئے 1991 accord قبول کر لیا اس کے مطابق جو ہمارا حصہ بنتا ہے وہ تو ملنا چاہیے لیکن وہ ہمیں نہیں مل رہا۔ آج شیری رحمان صاحبہ نے جو Adjournment Motion پیش کی ہے، اس پر kindly implementation کروایا جائے۔ ہمارے وزیر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں انہوں نے پہلے بھی اس فلور پر کہا تھا کہ اس قسم کی کوئی بھی development نہیں ہوگی، تو ہم اس وزیر سے توقع رکھتے ہیں کہ وہ آج اسی فلور پر statement جاری کریں اور ہمیں یہ بتائیں کہ ہمارے ساتھ یہ زیادتی نہیں ہوگی، آپ کی بڑی مہربانی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ، سینیٹر منظور کاکڑ صاحب، مختصراً بات کریں۔

Senator Manzoor Ahmed

سینیٹر منظور احمد: شکریہ، جناب چیئرمین! بالکل بات کو مختصر کروں گا۔ ایک importance بلوچستان کا مسئلہ ہے بلکہ میں پورے پاکستان کا بھی مسئلہ رکھ لیتا ہوں۔ ابھی سردیاں اور بلوچستان میں برف باری ہو رہی ہے۔ ایسے علاقے جہاں پر ڈیڑھ ڈیڑھ فٹ اور دو دو فٹ تک برف باری ہوئی ہے۔

جناب والا! گرمیوں میں بجلی نہیں اور سردیوں میں گیس نہیں۔ جب گرمیوں کا موسم آتا ہے اور زمینداروں کے حوالے سے ان کی معیشت کی بات ہوتی ہے تو پھر بجلی غائب ہو جاتی ہے، load shedding زیادہ ہوتی ہے۔ پھر دعوے یہ کیے جاتے ہیں کہ میں ایک district کو 21 گھنٹے بجلی دیتا ہوں، اس district کو اتنی بجلی دیتا ہوں اور اس کو اتنی بجلی دیتا ہوں، وہ statement سراسر غلط ہوتی ہے۔

جناب والا! دوسری بات گیس کی ہے۔ بلوچستان میں اس وقت minus temperature چل رہا ہے۔ minustemperature میں لوگ جس پریشانی سے گزر رہے ہیں یہ آپ بخوبی جانتے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ شاید دیر سے آئے ہیں۔ میڈم شیری رحمان صاحبہ نے پانی کے حوالے سے تحریک التوا پیش کی، آپ اس پر بات کرلیں۔

سینیٹر منظور احمد: میں اپنی بات Point of Order پر رکھ رہا ہوں۔ میں اپنی بات separateاس لیے کر رہا ہوں کیوں کہ اگر بڑے صوبے اپنی چیزوں کے لیے چلا رہے ہیں تو بلوچستان پر تو کوئی گناہ ہی نہیں، پھر تو بلوچستان کو بھی چلانا چاہیے۔ اگر بڑے صوبوں کا یہ حال ہے، بلوچستان کو تو کوئی پوچھتا ہی نہیں ہے۔

جناب والا! گیس کی load sheddingاور گیس کا pressureنہ ہونا۔ میں صرف کوئٹہ شہر کی بات کروں گا، آپ ہنہ کو لے لیں، آپ نواکلی لے لیں، کلی عمر لے لیں، گلبرگ لے لیں، اس میں تو گیس بھی نہیں ہے، آپ سریاب لے لیں اور آپ قلات لے لیں وہاں پر minus temperatureچل رہا ہے۔ آخر کار لوگ کس کے پاس جائیں گے؟ ہمارا جو گیس کے حوالے سے department ہے کیا وہ بلوچستان کو اتنی گیس نہیں دے سکتے کہ لوگ اپنی روزمرہ کی زندگی گزار سکیں۔ جب billing دینے کی بات آتی ہے تو وہ اتنی overload billing بھیج دیتے ہیں تو لوگ پریشان ہو جاتے ہیں جبکہ load shedding بھی ہے اور pressure بھی نہیں ہے، کچھ بھی نہیں ہے لیکن billکے حوالے سے ماشاء اللہ۔

جناب والا! میں بلوچستان کے حوالے سے پھر بات کروں گا۔ یہاں پر ابھی گوادر ایئرپورٹ کا افتتاح ہوا، بہت خوش آئند بات ہے اور میں ان کو بہت مبارک باد بھی دیتا ہوں۔ یہ وہی گوادر ہے جہاں پر دیکھا جائے تو بنیادی چیزیں نہیں ہیں۔ Scholarshipsکے حوالے سے میں پھر یہ بات رکھوں گا جو 7000 بچے scholarshipکے لیے باہر لے کر جانے تھے۔ میں ان سے data مانگتا ہوں کہ ان میں سے بلوچستان کے کتنے بچے ہیں؟ میری knowledgeکے مطابق 7000 میں سے بمشکل 250 بچے بلوچستان سے ہوں گے۔ جناب والا! پھر میں بلوچستان کا رونا نہ رؤں؟ پھر کیا میں بلوچستان کے حوالے سے بات نہ کروں؟ یہاں پر motorwaysکی بات ہوئی تھی پھر اگر ہم بلوچستان کے حوالے سے بات کرتے ہیں تو یہ کہتے ہیں کہ غلط بات کرتے ہیں۔ جناب والا! یہ جو خونی شاہراہ جس پر بات ہوئی تھی تو ہماری بہن نے یہاں بات رکھی تھی۔

جناب والا! جس طرح ہمارے اور بھی projects چل رہے ہیں، اس کے حوالے سے بات کروں گا۔ دس ارب روپے کا project ہے، پچاس ارب روپے کا project ہے، آپ اس میں ایک ارب روپے رکھ لیتے ہیں، کیا اس سے کوئی completion ہو گی؟ کبھی بھی نہیں ہو گی۔ بلوچستان کے حوالے سے اور دوسرے صوبوں کے حوالے سے جہاں پر یہ مسئلے مسائل ہیں ان کو حل ہونا چاہیے۔ میں آپ سے request کرتا ہوں کہ آپ اس کو کمیٹی میں refer کر دیں، ہم اس پر کمیٹی میں جا کر بات کر لیں گے۔

جناب والا! اس وقت minus temperature چل رہا ہے اور لوگ اذیت میں ہیں، لوگ پریشانی میں ہیں، خواتین روڈوں پر نکلی ہیں، خواتین نے یہاں پر strike دی ہے جو کہ کبھی نہیں ہوا۔ کیا وجہ ہے؟ وجہ تو یہ ہی ہے نا کہ گیس بھی بلوچستان کا اور بلوچستان کو گیس مل بھی نہیں رہا۔ جناب والا! اس مسئلے کو کمیٹی میں refer کر دیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: منظور کاکڑ صاحب نے بلوچستان کے حوالے سے گیس اور بجلی کا جو مسئلہ اٹھایا ہے، لازمی بات ہے یہ مسئلہ باقی صوبوں میں بھی ہو گا۔ کل سینیٹر کامران مرتضٰی صاحب نے بھی مسئلہ اٹھایا، دنیش صاحب نے بھی اٹھایا اور باقی ممبران نے بھی مسئلہ اٹھایا ہے۔ ہمارے لیے سارا ملک برابر ہے مگر جہاں پر زیادہ issues ہیں تو میں وزیر صاحب سے پھر وہی کہوں گا گزارش، مہربانی، پھر یہ کہتے ہیں کہ آپ گزارش اور مہربانی کیوں کہتے ہو۔ یہ جو تحریکِ التوا ہے اس پر بات ہو رہی ہے تو اس کو ہم بعد میں۔۔۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی، جی یہ مسئلہ کمیٹی کو refer کرتے ہیں۔ ابھی آپ لوگ میڈم شیری رحمان صاحبہ کی تحریک کے حوالے سے بات کریں جس پر ہم دو گھنٹے سے بات کر رہے ہیں۔ آپ لوگ کوشش کریں کہ آج کا جو موضوع ہے، پانی کا جو مسئلہ سندھ کے دوستوں کی طرف سے آیا ہے یا ممبران کی طرف سے آیا ہے اس پر بات کریں۔ جی سینیٹر جان بلیدی صاحب۔

سینیٹر جان محمد: شکریہ جناب چیئرمین! محترمہ شیری رحمان صاحبہ نے سندھ کا بنیادی بلکہ اس ملک کا جو اہم ترین مسئلہ ہے وہ ایوان میں لائی ہیں۔ چونکہ ہم ایک federation میں رہتے ہیں اور اس Federation کو چلانے کے لیے ضروری ہے کہ ہمارے جو federating

units ہیں، ہم ان کا احترام رکھیں اور جو معاہدے اور فیصلے آئین اور قانون کے مطابق ہوتے رہے ہیں، ان سے تجاوز نہ کریں۔ پانی کا مسئلہ بلوچستان کا بھی ہے لیکن پانی کا main مسئلہ سندھ کے ساتھ ہے اور سندھ کے اس case کو ہم کسی بھی صورت خراب کرنے کی کوشش نہیں کریں گے اور جو دوست خراب کرنے کی طرف جاتے ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں جب تک سندھ کو پانی ملے گا تو اس سے بلوچستان کو پانی بھی ملے گا۔ IRSA جو بنی ہے وہ بالکل اسی بنیاد پر بنی ہے کہ تمام صوبوں کو اس میں برابری کی بنیاد پر نمائندگی دی گئی ہے۔ وہ نمائندگی اس لیے دی گئی ہے جس سے پانی کی تقسیم کے معاملے پر نظر رکھی جاسکے۔ اب جو چھ نہریں بنانے کی بات ہے اس کو اگر ہم اس طرح ہلکا لیں گے کہ یہ کسی صوبے کا مسئلہ ہے وہ اپنے پانی کو جہاں مرضی استعمال کریں، ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔ یہ قوموں کا مسئلہ ہے، یہ ہماری قومی اکائی ہے۔ اس کا مسئلہ ہے اور اس تقسیم کو کسی صورت خراب ہونے نہیں دیا جائے گا۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ Federation مضبوط ہو اور جو قومیں ہیں ان کے درمیان جو تعلقات ہیں وہ بہتر ہوں اور بہتر انداز میں Federation کو آگے بڑھائیں تو یہ ضروری ہے کہ جو قومی issues ہیں، ان قومی issues کو address کیا جائے۔ جہاں کسی سرزمین کے ساتھ اگر زیادتی ہو رہی ہے تو اس زیادتی کو روکا جائے۔ اگر پاکستان کی care-taker government نے کوئی فیصلہ کیا، اول تو اس کا کوئی قانونی، آئینی حق ہی نہیں بنتا کہ وہ قوموں کے ان معاملات پر فیصلہ کرے۔ کیونکہ ان معاملات پر ہمارے پاس ادارے موجود ہیں۔

جناب والا! اگر کسی کو کوئی نئی بات کرنی ہے تو ابھی اس کو CCI میں لے کر جائے۔ پہلے یہ فیصلہ CCI میں کریں کہ یہ ہونا چاہیے کہ نہیں ہونا چاہیے۔ عجیب بات یہ ہے اور آپ سوچیں یہ بڑی خوبصورت بات کی گئی۔ اس وقت سندھ میں ستر لاکھ ایکڑ زمین آباد ہو رہی ہے۔ جو دریائے سندھ سے پانی لیا جاتا ہے اس سے ستر لاکھ ایکڑ زمین آباد ہو رہی ہے۔ آپ نے ایک نیا سلسلہ شروع کیا ہے اور اس کے لیے بھی آپ کا یہ plan ہے کہ آپ نے ساٹھ لاکھ ایکڑ زمین آباد کرنی ہے۔ آپ سوچیں جتنا سندھ ہے، سندھ پانی کے لیے رو رہا ہے، بلوچستان اپنے حصے کے لیے رو رہا ہے اور وہاں آپ ساٹھ لاکھ ایکڑ زمین اور آباد کریں گے۔ دیکھیں یہ issue جو شروع سے آرہا ہے اور ہر جگہ ہوتا ہے کہ نہر میں اگر کوئی ٹیل پر ہے تو اس کو پانی کے حوالے سے مشکلات ہیں۔ اب یہ ایک general صورت حال ہے اور سندھ آخر میں ہے۔ سندھ کا delta برباد ہو رہا ہے۔ اس میں کہتے

ہیں کہ یہ پانی ضائع ہو رہا ہے۔ یہ پانی ضائع نہیں ہو رہا بلکہ پانی کا سمندر میں جانا بھی ایک ضرورت ہے۔ جب سمندر کا پانی اوپر کی طرف آتا ہے تو وہ زمینیں خراب کرتا ہے۔ یہ مچھلیوں کی افزائش نسل کے لیے بھی ضروری ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ سندھ کے پانی کو تقسیم کرنے کا جو منصوبہ ہے ہم اس کی پر زور الفاظ میں مذمت کرتے ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ منصوبہ سندھ کے خلاف ہی نہیں بلکہ پورے ملک کے خلاف ایک سازش ہے۔ اس سازش کو ختم ہونا چاہیے۔ سندھ کے پانی کا جو حصہ ہے اس کو تقسیم کرنے کی اجازت کسی کو بھی نہیں ہونی چاہیے اور جس طرح سندھ کی حکومت نے اس معاملے کو مشترکہ مفادات کونسل میں لے جانے کی بات رکھی ہے کہ وہاں اس پر بات کرکے فیصلہ کریں اور جب تک وہاں اس پر فیصلہ نہیں ہوگا، تب تک اس پر کام نہیں ہونا چاہیے۔ اس کام کو رکنا چاہیے اور یہ green initiative کی بات ہے۔

دیکھیں جی، اس کا بجٹ آپ نے 125 million rupees رکھا ہے لیکن کس مد میں؟ پورا بلوچستان بنجر پڑا ہے۔ آپ وہاں جا کر جہاں پر dam کی ضرورت ہے وہاں پر dams بنائیں۔ آپ پانی بچائیں، اس پانی سے آبادی کریں۔ آپ کو کس نے روکا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی شکریہ جان بلیدی صاحب۔ آپ کا وقت پورا ہو چکا ہے، باقی لوگوں نے بھی بات کرنی ہے۔

سینیٹر جان محمد: آپ کو کس نے بلوچستان میں dam بنانے سے روکا ہے۔ آپ جائیں اور ہنگول ڈیم بنائیں۔ یہ سب سے بہترین dam بنانے کی جگہ ہے جہاں پر کوئی بھی متاثر نہیں ہوگا۔ آپ ہنگول پر dam بنائیں۔ ہمارے پاس اتنی ساری sites موجود ہیں لیکن بلوچستان کو کوئی ایک ٹکا دینے کو تیار نہیں ہے اور جو قومی issue ہے اس کو خراب کرنے کی سازش کی جا رہی ہے۔ ہم سندھ کے ساتھ ہیں اور سندھ کے پانی کی تقسیم کے منصوبے کو ختم ہونا چاہیے۔ اگر واقعتاً اس منصوبے کو ختم نہ کیا گیا تو اس کا بہت منفی نتیجہ آئے گا اور بہت منفی reaction آئے گا اور میں سمجھتا ہوں کہ جس کی تمام تر ذمہ داری حکومت وقت پر عائد ہوگی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: بہت شکریہ۔ سینیٹر دوست علی جیسر صاحب۔

Senator Dost Ali Jeesar

سینیٹر دوست علی جیسر: Honourable Chairman صاحب! حقیقت یہ ہے کہ ہم شیری رحمان صاحبہ کے شکر گزار ہیں۔ وہ اس House of the Federation میں پاکستان پیپلز پارٹی کی party leader ہیں۔ انہوں نے ایک بہت اچھا قومی یک جہتی کا مسئلہ اٹھایا ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ یہ صرف سندھ کا مسئلہ ہی نہیں ہے بلکہ national harmony کا مسئلہ ہے۔ اس سلسلے میں سندھ اسمبلی جو کہ پاکستان کی خالق اسمبلی کہلاتی ہے کہ جب اس نے Resolution pass کی تو پاکستان بن گیا۔ تو اس سندھ اسمبلی نے ابھی ایک متفقہ Resolution pass کی کہ یہ canals ناجائز بنائے جا رہے ہیں۔ یہ سندھ کے حصے کا پانی لیا جا رہا ہے۔ یہ سندھ کے حقوق کے ساتھ اور سندھی لوگوں کے ساتھ زیادتی کی جا رہی ہے۔ اس میں مطالبہ کیا گیا کہ یہ canals بند کرنے چاہیں اور ان کی construction نہیں ہونی چاہیے۔

یہ فیصلے چوبیس گھنٹوں میں ہوئے تھے۔ محض چوبیس گھنٹوں میں اس بات کا فیصلہ کیا گیا کہ بے شک اس میں پانی ہے یا نہیں ہے، یہ سات canals بنا دو۔ اس سلسلے میں کوئی meeting نہیں کی گئی۔ کوئی مشورہ نہیں کیا گیا۔ اس کے لیے سندھ اسمبلی نے کہا کہ اس plan کو رد کر دو۔ اس پر ہمارے باقی دوست جیسے کہ کامران مرتضیٰ صاحب اور ہمارے Leader of the Opposition صاحب نے بھی کچھ غلط تو نہیں کہا، یہی ہماری سندھ اسمبلی کے بھی مطالبات ہیں۔ IRSA کی meeting کریں اور اس میں اس کو discuss کریں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ ذرا mic کے نزدیک ہو جائیں۔

سینیٹر دوست علی جیسر: جناب! میرا تھوڑا سا قد لمبا ہے اور mic تھوڑا سا نیچے ہے جس کی وجہ سے تھوڑا distance رہتا ہے۔ جناب! اس میں پتا نہیں کیوں ایسا مسئلہ پیدا ہوا ہے کہ سندھ اسمبلی، جو کہ پاکستان کی خالق اسمبلی ہے، آج اس کی Resolution کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ آج کیوں اس پر کہیں سے کوئی بھی بیان نہیں آیا۔ اس پر کہیں سے بھی ایسا کچھ نہیں کہا جا رہا کہ یہ سندھ اسمبلی کی Resolution ہے تو اس پر عمل ہونا چاہیے، اس پر کوئی special meetings ہونی چاہیں یا پاکستان میں اور کچھ ہونا چاہیے لیکن پتا نہیں ایسا کیوں نہیں کیا گیا۔ تو جب یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ national harmony کا مسئلہ ہے اور ملکی یک جہتی کو نقصان پہنچایا جا رہا ہے تو ادھر

یہ کہا جارہا ہے کہ یہ کوئی ملکی یک جہتی کو نقصان پہنچانے کا معاملہ ہے؟ خیر، جب آپ ایسے معاملات کو ایسے نظرانداز کریں گے تو یقیناً ایسا ہی ہو گا۔

جناب! میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ ابھی جو پانی کی position ہے، اس پر میں honourable Minister sahib کو اور آپ کو بھی DAWN اخبار کی ایک picture دکھانا چاہتا ہوں۔ جو نالے بہتے ہیں اس پر DAWN اخبار میں ایک picture چھپی ہے جس میں یہ ہے کہ کوٹری سے ایک نالے سے بھی کم پانی گزر رہا ہے۔ جو flood کا پانی آتا ہے وہ تو صرف بیس سے چالیس دن تک یہ پانی زیادہ ہوتا ہے۔ باقی تو اس میں پانی ہوتا نہیں ہے۔ باقی دنوں میں دریا کی صورت حال پر DAWN اخبار نے یہ ایک picture چھاپی ہے جس میں کوٹری سے نیچے ایک نالہ بہہ رہا ہے۔

جناب! اس سلسلے میں World Bank کی ایک report ہے جس میں وہ لکھتے ہیں کہ سمندر میں پانی نہ جانے سے پاکستان کو ہر سال دو ارب ڈالر کا نقصان ہو رہا ہے۔ ہم ایک ارب ڈالر کے لیے IMF سے بھیک مانگتے پھر رہے ہیں اور دوسری طرف ہم ملک کو اتنا نقصان پہنچا رہے ہیں۔ ہم کبھی بھی اس کا technical جائزہ کیوں نہیں لیتے؟ Asian Development Bank پاکستان کو آب پاشی کے منصوبوں میں سب سے زیادہ finance کرتا ہے۔ اس کی ایک شرط ہے جس میں کوٹری سے نیچے پانی کسی بھی حال میں zero نہیں ہونا چاہیے۔

اب اگر ہم کیٹی بندر کے شہر کو دیکھیں تو وہ 1947 میں میونسپل کمیٹی کا درجہ رکھتا تھا۔ صرف کوٹری سے پانی کم جانے کی وجہ سے ابھی وہ شہر چالیس میل سمندر کے اندر غرق ہو چکا ہے یعنی سمندر اُس سے آگے چالیس میل تک اندر آچکا ہے۔ جناب اسی طرح 1947 میں کھارو چھان شہر کی آبادی بیس ہزار تھی جو اب صرف ایک ہزار کی آبادی رہ گئی ہے۔ اب اگر تو یہی حالات رہے تو وہ بھی سمندر میں غرق ہو جائے گا۔ یہ ہے کوٹری سے نیچے پانی جانے کی اہمیت۔

عالمی ماہرین کہتے ہیں کہ آئندہ صدی میں دریائے سندھ سمیت آٹھ دریا مر جائیں گے۔ دریائے سندھ کی موت صرف دریا کی موت نہیں ہو گی بلکہ یہ سندھی تہذیب کی موت ہو گی۔ Oceanography committee کی report میں ہے کہ سجاول اور بدین اضلاع 2060 تک سمندر روز ہو جائیں گے۔ اگر پانی نیچے نہیں جاتا تو یہ پورے اضلاع سمندر میں چلے جائیں

گے ۔ پانی کے ماہر ڈاکٹر حسن عباس صاحب کہتے ہیں کہ ہر روز Indus delta کی 95 ایکڑ زمین سمندر روز ہو رہی ہے۔

سندھ حکومت کی ایک report کے مطابق Indus delta کے مختلف اضلاع میں بتیس لاکھ ایکڑ زمین سمندر روز ہو چکی ہے۔ یہ صورت حال ہے۔ ایک پاکستانی پانی کے ماہر ہیں جن کا 1991 accord کے حوالے سے بھی اہم کردار ہے، ان کا نام ادریس راجپوت ہے جو ایک بہت شاندار انسان ہیں اور پاکستان کے ایک بہت منجھے ہوئے پانی کے ماہر ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ کڑواری کینال نکلنے کے بعد آئندہ وقت میں گندم کے season میں سکھر بیراج تک اتنا پانی بھی نہیں پہنچے گا جس سے left and right کی ساتوں canals کو پانی مل سکے۔ سکھر کینال تک بھی پانی نہیں پہنچے گا۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ اگر کوٹری بیراج تک پینے کا پانی بھی پہنچ جائے تو یہ بہت بڑی غنیمت ہو گی۔ اگر نئی canals بن گئیں تو کوٹری بیراج کی یہ حالت ہونی ہے ۔ جناب! ان سب نقصانات کی تلافی کے سلسلے میں۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ کوئی مشورہ یا کوئی suggestion دے دیں۔

سینیٹر دوست علی جیسر: جی جناب! میں suggestion بھی دے رہا ہوں۔ اب یہ حالت ہے کہ ایسا لگ رہا ہے کہ ایک علاقے کو green کر رہے ہیں اور جو green علاقہ ہے، اس کو بنجر کر رہے ہیں۔ دنیا کا کوئی اصول اس طرح کا نہیں ہے۔ جناب! شہباز شریف صاحب پنجاب کے وزیر اعلیٰ تھے۔ انہوں نے پانی کو کبھی متنازع نہیں بنایا اور ہمیشہ پانی کے مسائل کو اچھے طریقے سے حل کروایا ہے۔ آج کیا ہوا ہے؟ آج کیا مسئلہ ہے؟ شہباز شریف صاحب جب سے وزیر اعظم بنے ہیں تو سندھ کا پورا پانی غرق کروا رہے ہیں۔ ایسا نہیں کرنا چاہیے۔ ہم تجویز دیتے ہیں کہ یہ سکیمیں بند کرنی چاہیے، اس پر کام بند ہونا چاہیے، ان سکیموں کو رد کرنا چاہیے، جس میں پاکستان کا ایک پورا صوبہ ناراض ہو۔ وہ قرارداد پاس کر رہا ہے۔ جس نے پاکستان کو بنایا تھا اس کو کس طرح نظر انداز کر سکتے ہیں۔ مہربانی فرما کر یہ کینال قابل عمل نہیں ہے ان کو رد کیا جائے۔ جناب آپ کا بہت بہت شکریہ آپ نے وقت دیا۔ ہم سینیٹر شیری رحمان صاحبہ کے بھی شکر گزار ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی، شکریہ۔ گزارش یہ ہے کہ یہ واقعی House of the Federation ہے۔ یہاں پر چاروں صوبوں کے نمائندے بیٹھے ہیں۔ اگر کوئی ایسا مسئلہ ہو پانی کا

یا کوئی اور مسئلہ ہو، اس کو صوبوں اور قومیتوں کے درمیان نہیں بنانا چاہیے۔ ہمارے لیے سارے قابل احترام ہیں۔ یہ پنجاب، سندھ، خیبر پختونخوا اور بلوچستان کا ایشو نہیں ہے بلکہ یہ پورے ملک کا ہے۔ اس حوالے سے بات کی جائے۔ میرا مشورہ ہے اس کو دو صوبوں کے درمیان مسئلہ نہیں بنانا چاہیے۔ جو بھی معاملات ہیں اس کا حل تلاش کرنا چاہیے۔ اگر یہ ایشو ہے تو اس کا کیا حل ہے؟ اس حوالے سے یہاں پر بڑے تجربہ کار سینیٹر صاحبان، مختلف پارٹیوں کے نمائندے بیٹھے ہوئے ہیں۔ جی، سینیٹر سید علی ظفر صاحب۔

Senator Syed Ali Zafar

سینیٹر سید علی ظفر: سینیٹر شیری رحمان صاحبہ نے ایک بہت اہم issue raise کیا ہے، جس کی بات بھی ہوتی رہی ہے کہ divert کی جارہی ہیں کینالز for a particular project اور انہوں نے کہا ہے کہ سندھ کو اور سندھ کے رہنے والوں کو جو specially agriculture میں ہیں ان کو بڑا affect ہوگا۔ میری نظر میں ایک relevant issue raise کیا گیا ہے، ہم سب سینیٹرز نے جو آواز اُٹھائی ہے سندھ کے لوگوں کے لیے اس کو support کرتے ہیں۔ لیکن ایک افسوس کی بات اس کے ساتھ یہ ہے کہ جب سینیٹر شیری رحمان صاحبہ نے ایک particular پانی کے ایشو کو raise کیا تھا اور باقی لوگوں نے اس کا ذکر کیا، اس کے ساتھ ساتھ جو نیشنل ایشو پانی کا ہے اس کا بھی ذکر ضرور کرتے کیونکہ پاکستان کے سامنے ایک water bomb اس وقت درپیش ہے۔ ہمیں کہا جاتا تھا کہ ہم water-stressed country ہیں لیکن آج کے زمانے میں 2024 سے بلکہ 2021 سے ہم water scarcity والی country ہو گئے ہیں۔ جب water scarcity والی country ہیں United Nations کہتا ہے کہ جو 90 per cent drinking water ہے وہ contaminated ہے، glaciers are melting اور کہا جاتا ہے کہ 2050 تک we will be facing water drought تو یہ issues ہیں جو کہ صرف پھر سندھ کے نہیں رہ جائیں گے جس طرح جناب چیئرمین صاحب آپ نے درست فرمایا پھر پورے پاکستان کے issues بنتے ہیں۔ ہمیں suggest کرنا پڑے گا اور مجھے امید تھی کہ suggestion آئے گی کہ ہم کس طرح سارے water scarcity کے ایشو کو solve کر سکتے ہیں۔ آج بھی میں نے calculate کروایا تو 30

million area per feet پانی سمندر میں waste ہو رہا ہے۔ ہم ایک طرف بات کر رہے ہیں کہ صوبوں کو پانی نہیں مل رہا، ہمیں divert نہیں کرنا چاہیے، دوسری طرف پانی 30 million area per feet ضائع ہو رہا ہے۔ پانی کی ہمارے پاس صرف تیس دن کی سپلائی ہے جب کہ minimum ایک ہزار دن کی سپلائی ملک میں ہونی چاہیے۔ ان situations کو دیکھتے ہوئے کیا چیز identify کریں؟ جناب! پہلے problem identify کریں اور پھر اس کا حل تلاش کریں تو میں نے 9 items لسٹ کیے جس کو ہمیں discuss اور solve کرنے کی ضرورت ہے۔

جناب! نمبر۔ا کسی نے inefficient irrigation system کی بات نہیں کی، یہ ایک حقیقت ہے کہ ہمارے ملک میں جو irrigation system ہے اس کی efficiency بہت ضروری ہے اس وقت اس کو improve کرنا۔ اب بہت پانی ادھر سے ضائع ہوتا ہے۔ اس پر ہمیں الگ بیٹھ کر بات کرنی پڑے گی یہ سارے پاکستان کو affect کرتا ہے۔ نمبر۔۲ کیا وجہ ہے کہ اتنا land ضائع ہو رہا ہے؟ پانی زیادہ استعمال کر رہا ہے over use of chemical fertilizer یہ دوسرا major issue ہے جو identify کرنے کی ضرورت ہے۔ نمبر۔۳ اگر آپ دیکھیں کافی لمبی study ہوتی ہے لیکن میں نے بڑی study کی ہوئی ہے، میں صرف ذکر کروں گا inadequate crop rotation کا جو crop rotation کے systems ہیں ہم نے وہ استعمال نہیں کیے۔ Climate change is an issue یہ ایک major issue ہے جو کہ ہمیں solve کرنے کی ضرورت ہے۔ over population, this is connected with water scarcity صرف یہ نہیں کہ ہم کسی جگہ پانی کو commercial استعمال کے لیے divert کر رہے ہیں۔ but over population کی وجہ سے جو مسائل ہیں آبادی کے روک تھام کے لیے آ رہے ہیں وہ no technological adaptation ہیں۔ آپ سندھ میں چلے جائیں بڑے بڑے land owners ہیں، middle class and lower class طبقہ ہے ان کے پاس hardly lands ہیں but no technological innovation, hardly technological innovations وہی پرانا سسٹم کہ پانی کو ضائع کرتے جاؤ

let's discuss that, let's innovate, sir lastly my 9th point on this.

جناب! What about dams? 9th point on this is ابھی کچھ سینیٹرز صاحبان نے ذکر کیا تھا کہ اس طرف تو غور کریں ہم آپس میں لڑ لڑ کر تھک گئے ہیں۔ جناب! مجھے یاد ہے ہماری لڑائی کس کے ساتھ شروع ہوئی تھی، ہماری لڑائی انڈیا کے ساتھ تھی کیونکہ ان کے پاس جو sources of river ہے وہاں پر وہ dams بنا رہے تھے، دو تین cases تھے جو انڈیا کے خلاف لڑے in the international forum ان کو بڑا keenly study کیا اور میں نے اس سے conclusion draw کیا کہ ان کا کہنا تھا کہ آپ پانی کو ضائع کر رہے ہیں ہم کیوں نہ اپنا پانی save کریں۔ میں نے دیکھا ہمارا مسئلہ کیا تھا کہ ہم اپنے صوبوں کے مسئلے میں پڑے ہوئے ہیں، one province saying کہ آپ نے پانی لے لیا دوسرا province saying کہ آپ نے پانی نہیں لیا، ٹھیک ہے وہ issues ہیں but when it comes to the national issue ہمیں وہ بھی دیکھنا ہے کہ وہاں کیا ہو رہا ہے؟ اسے ہم نے کس طرح face کرنا ہے کیونکہ وہ لوگ dams بنا رہے ہیں اور ہم لوگ ابھی تک ان issues میں پڑے ہوئے ہیں۔ these are the fundamental issues sir, جس پر as a Senator ہمیں غور کرنا ہے and I think ان کو identify and solve the issue کریں گے تو باقی سارے مسائل ان شاء اللہ solve ہوں گے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: زبردست، شکریہ۔

سینیٹر سید علی ظفر: جناب! اس کے بعد جب آپ فارغ ہو جائیں then I will take time for my next کچھ issues ہیں جس پر ابھی میں نے بات کرنی ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی ٹھیک ہے۔ سینیٹر ناصر محمود صاحب۔

<u>Senator Nasir Mehmood</u>

سینیٹر ناصر محمود: پانی کا ہی مسئلہ ہے۔ جناب چیئرمین! میرا خیال ہے کہ چاروں صوبے ہیں ان کا پانی کا ہی مسئلہ ہے، ہم سب کو مل کر اس کا حل نکالنا چاہیے اور سب سے پہلے ذمہ داری صوبے کے وزیر اعلیٰ کی ہوتی ہے۔ مجھے نہیں پتا چلتا کہ جب یہ vote لے کر آتے ہیں وہ اپنی عوام کو بتائیں کہ ہم آپ کے مسائل کا کیا کرتے ہیں وہ چھوڑ دیتے ہیں کہ وفاق نے ایسا کیا۔ لیکن میں نے ساری باتیں

سنیں ہیں، میں نے تو کسی اور مسئلے پر بات کرنی تھی آپ نے حکم کیا ہے تو چاہے کوئی کسی بھی صوبے سے تعلق رکھتا ہو، سب کی خواہش ہے کہ وہ پانی کے مسئلے پر بات کرے اور وہ کر بھی رہے ہیں۔ اس مسئلے کا سب سے اچھا حل یہی ہے کہ چاروں صوبوں کے وزیر اعلیٰ کو بلا لیا جائے کہ وہ اس کا حل نکالیں۔ ایسا ہوا ہے تو اچھی بات ہے، میں نے یہ نہیں سنا۔ میں کسی اور مسئلے پر بات کرنا چاہتا ہوں کہ 180 ملین پاؤنڈ کی بات ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ پہلے پانی کے مسئلے پر بات کرلیں۔

سینیٹر ناصر محمود: اچھا چلیں مجھے پھر اس کے بعد وقت دے دیں میں اس پر بات کرلوں گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی ضرور۔ جی سینیٹر شہادت اعوان صاحب۔ کیا آپ ناراض تو نہیں ہوئے ہیں؟ آپ کو ہم نے آخر میں اس لیے موقع دیا کیونکہ آپ میری طرح صبر کرنے والے انسان ہیں۔

سینیٹر شہادت اعوان: جناب چیئرمین! منسٹر صاحب بات کرلیں وہ wind-up کرلیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی سینیٹر مصدق مسعود ملک صاحب۔ بڑے غور، تحمل اور توجہ سے انہوں نے تمام points note کیے ہیں اور اڑھائی سے تین گھنٹے تک انتظار بھی کیا ہے۔ جی سینیٹر مصدق مسعود ملک صاحب۔

<u>Senator Musadik Masood Malik (Minister for Water Resources)</u>

سینیٹر مصدق مسعود ملک: بہت شکریہ، جناب چیئرمین! سینیٹر شیری رحمان صاحبہ نے یہاں آج جو adjournment motion پیش کی ہے اسے میں پڑھ دیتا ہوں۔ اس پر لکھا ہوا ہے کہ "regarding decision of the Government to build several Barrages, Dams and link canals on the Indus River for Commercial Commodity farming causing unrest and insecurity amongst farmers of Lower Riparian Provinces where there is already shortage of water",

یہ کہا ہے کہ حکومت نے کمرشل فارمنگ کے لیے دریائے سندھ پر barrages, dams and link canals بنائی ہیں یا بنانے کا منصوبہ ہے۔ پہلے تو میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ River Indus کے اوپر نہ کوئی ڈیم بن رہا ہے، نہ کوئی بیراج بن رہا ہے اور نہ ہی کوئی link canal بن رہی ہے۔ ہمارے دریا پر صرف دو ڈیم بنے ہیں جو اضافی ڈیم ہیں جن پر کام ہو رہا ہے، ایک دیا میر بھاشا

ہے اور ایک داسو ہے۔ داسو ڈیم نہیں ہے وہ run of the river project ہے جس سے بجلی بنے گی اور دیا میر بھاشا ڈیم ہے۔ یہ دونوں ڈیم 2009-2010 میں پیپلز پارٹی کی حکومت میں CCI میں approve ہوئے تھے۔ میں تو تھوڑا سا background بتا کر آپ کی تعریف کر رہا ہوں۔ ہماری جتنی بھی link canals ہیں وہ 1960 اور 1974 کے بعد کوئی نہیں بنی ہیں۔ ہماری تمام link canals 1960 اور 1974 کے درمیان میں بنی ہیں۔ میرے خیال میں اگر آپ چاہتے ہیں کہ میں صرف adjournment motion پر بات کروں تو adjournment motion تو ختم ہو گئی ہے، چونکہ adjournment motion میں جو بھی claims کیے گیے ہیں اس میں سے ایک بھی صحیح نہیں ہے۔

میں تو آپ کے اور چیئرمین صاحب کے تابع ہوں، وہ جس وقت مجھے اجازت دیں گے تو میں اپنی بات کر پاؤں گا جب اجازت نہیں دیں گے تو میں بیٹھ جاؤں گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی مصدق صاحب آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

سینیٹر مصدق مسعود ملک: شیری رحمان صاحبہ نے گلہ کیا، برحق ہو گا، مجھے آج تک جتنی مرتبہ بھی پانی کے معاملے پر بلایا گیا ہے میں تین یا چار مرتبہ قومی اسمبلی کے floor پر تفصیل سے اسی طرح دو یا اڑھائی گھنٹوں تک بیٹھنے کے بعد پانچ، دس یا پندرہ منٹ میں اپنی position explain کر چکا ہوں، اس وجہ سے خدارا آپ مجھے یہ مت کہیے کہ آپ نے مجھے بلایا اور میں حاضر نہیں ہوا۔ مجھے جب بھی بلایا گیا ہے تو میں حاضر ہوا ہوں اور آپ جب بھی بلائیں گے میں آپ کے سامنے حاضر ہوں گا۔

میں آپ کی بات کو adjournment motion کی spirit سے باہر لے کر جاتا ہوں کیونکہ آپ نے جو باتیں کی ہیں، technically تو میں نے آپ کو جواب دے دیا ہے لیکن آپ نے جو دیگر technical باتیں کی ہیں وہ اس technicality کے باہر ہیں۔ اس وقت جو project چل رہا ہے جس کا آپ نے ذکر نہیں کیا وہ ہے چولستان کینال کا ہے۔ اس کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے، اسی وجہ سے میں آپ کے adjournment motion کے حوالے سے بات کر رہا ہوں اگر آپ چاہیں تو میں اسے adjournment motion تک limit کرتا ہوں اور آپ اگلی adjournment motion لے آئیں تو میں حاضر ہو جاؤں گا۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ Chair کو مخاطب کریں، مصدق صاحب آپ بات کریں۔

سینیٹر مصدق مسعود ملک: نہ جانے آج کوئی ناراضگی سی لگ رہی ہے۔ انہوں نے ایک گلہ تو یہ بھی کیا کہ مسکرا کر بات کیوں کرتے ہیں۔ میں اب مسکراہٹ کو بھی control کرنے کی کوشش کروں گا۔ دیکھیں بات یہ ہے کہ چولستان کا منصوبہ دریائے ستلج پر ہے اور چولستان کا river وہ سلیمانکی بیراج سے لیا جائے گا جو کہ پنجاب میں ہے۔ ارسا کے اوپر یہ مقرر ہے جو کہ وفاقی حکومت کے پاس ہے، کہ جب بھی کوئی اضافی کینال بنائی جائے تو وہ ایک certificate issue کرے کہ یہ صوبہ certify کر رہا ہے کہ یہ جو بھی کینال بنائے گا یا جو بھی پانی کا استعمال کرے گا وہ اپنے حصے سے کرے گا۔ یہ certificate IRSA issue کر چکا ہے اور اس کا PC-1 وفاقی حکومت کی طرف سے نہیں بلکہ پنجاب حکومت نے ارسا کے water certificate کے بعد پیش کیا ہے جس میں اس نے کہا ہے کہ پنجاب certify کرتا ہے کہ اسے جو پانی کا حصہ دیا گیا ہے یہ کینال صرف اپنے حصے کا پانی اس میں استعمال کرے گا۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے عرفان صدیقی صاحب بھی کوئی بات کر رہے تھے جسے میں قانونی طور پر آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں۔ ہمارا جو Water Accord ہے اس کا پیرا نمبر 8 آپ کے سامنے پیش کروں گا۔ "There would be no restriction on all Provinces or either Province to undertake new projects within their agreed water share". یعنی اٹھارھویں آئینی ترمیم کے بعد اور اس accord کے بعد کوئی بھی صوبہ اس کے حصے کا جو پانی ہے، وہ اپنے حصے کے پانی کو کیسے استعمال کرتا ہے یہ حق سندھ کو بھی ہے، خیبر پختونخوا، سندھ اور بلوچستان کو بھی ہے، تمام صوبوں کو یکساں حق حاصل ہے کہ پانی کی تقسیم کے بعد وہ اپنے کس علاقے کو آباد کرنا چاہیں، کہاں نالہ، کہاں کھائی بنانا چاہیں، کہاں چھوٹا دریا بنائیں یہ jurisdiction completely صوبوں کے پاس ہے۔

چولستان کا 225 ارب روپے کا PC-1 CDWP نے اس certificate کے بعد approve کیا ہے اور اس کے اندر کوئی ایسی جگہ نہیں ہے جو inter provincial پانی کے flows میں آ رہی ہو۔ Within the province اس کے اپنے share میں وہ ایک کینال

کسی علاقے کو آباد کرنے کے لیے بنا رہے ہیں۔ میں آپ کو دوسری بات یہ certify کرنا چاہتا ہوں کہ پانی کی جو treaty ہے exactly اس کی مطابقت سے پانی کا flow دیا جاتا ہے۔

(مداخلت)

سینیٹر مصدق مسعود ملک: اگر آپ چاہتے ہیں کہ میں خاموش ہو جاؤں تو میں خاموش ہو جاتا ہوں۔ اگر اجازت ہو تو میں اپنی بات مکمل کر لوں۔ تمام صوبوں کو پانی کے accord کی مطابقت سے پانی دیا جاتا ہے اسی لیے ارسا میں ہر صوبے کی representation موجود ہے۔ پانی کی monitoring کا جو ذکر کیا گیا اور کہا گیا کہ غالباً پانی کی تقسیم میں کچھ گڑبڑ ہوتی ہے، پانی کی تقسیم کی monitoring اس وقت صوبوں کے پاس ہے یعنی سندھ کے اندر کتنا پانی flow کر رہا ہے، سکھر میں گڈو بیراج سے یا کسی بھی جگہ پر وہ طاقت Irrigation Department کے پاس ہے، وہ وفاقی حکومت کے پاس نہیں ہے۔ وفاقی حکومت نے telemetry کا ایک programme تجویز کیا ہے جو fund ہو چکا ہے، جو غالباً 2027 کے بعد یہ بات کہ یہاں سے کتنا پانی flow کیا ہے جیسے آپ کے smart meter آپ کو بتا سکتے ہیں کہ ایک ایک molecule کہاں سے flow کر رہا ہے یا ایک ایک electron کہاں سے flow کر رہا ہے۔ اس کے بعد یہ بات کہ ہمارے ہاں تمہارے ہاں سے اتنا پانی آیا تھا اور ہاں اتنا پہنچا ہے اگرچہ درمیان میں دس بیس میل کا ہی فرق ہو گا۔ یہ بات ختم ہو جائے گی۔

اس کے بعد digital meters کے ذریعے، automatic meters کے ذریعے real time میں ہر second میں کتنا پانی flow کر رہا ہے وہ پورے پاکستان پر visible ہو جائے گا۔ کچھ چیزوں کا جو ذکر کیا گیا downstream Kotri جو پانی کی تقسیم سے یعنی جو آپ نے گفتگو فرمائی ہے کہ شاید غیر منصفانہ تقسیم ہوتی ہے اور flows شاید مناسب نہیں ہیں۔ Kotri کے اندر downstream کی جو annual requirement ہے جو سمندر میں پانی جاتا ہے وہ آپ بالکل ٹھیک کہہ رہی ہیں اور میرے تمام دوست اور اصحاب۔ وہ ضائع نہیں ہوتا وہ ضروری ہے اور 8.5 million acre foot per year Kotri سے سمندر میں پانی گزرنا چاہیے۔ April till September 21.5 million acre foot پانی Kotri downstream اس سال جا چکا ہے۔ میں دوبارہ آپ کو بتا دیتا ہوں سالانہ

ضرورت 8.5 million acre foot کی ہے، April and September کے درمیان اس سال 21.5 million acre foot پانی جو ہے وہ سمندر میں downstream Kotri جا چکا ہے۔ جو 2013-14 سے ہمارے آج تک 2022-23 تک کی average out flow سالانہ ہے وہ 15.6 million acre foot ہے۔ اس وجہ سے ضرورت 8.5 million acre foot کی ہے، پچھلے دس سال کا جو data ہے وہ 15.6 million acre foot water flow کا ہے سمندر میں جو جا رہا ہے۔ اس سال صرف September and April کے درمیان میں 21.5 million acre foot پانی جو ہے وہ سمندر میں downstream Kotri جا چکا ہے۔

یہ figures میں صرف اس وجہ سے دے رہا ہوں تاکہ یہ جو ہمیں ایک خدشہ ہے یا وہم ہے کہ پانی روکا جا رہا ہے اور اگر روکا جا رہا ہے تو گزرے گا نہیں اور اگر گزر رہا ہے تو روکا نہیں جا رہا۔ دونوں چیزیں تو ایک ساتھ ہو نہیں سکتیں۔ Finally کچھ چیزیں سینیٹر صاحب نے بڑی اہم چیزیں اس وقت تجویز کی ہیں اور pollution کے حوالے سے کی ہیں، agriculture کی efficiency کے حوالے سے کی ہیں، crop rotation کے حوالے سے کی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہاں پر بہت سے 18th Amendment کے architect بیٹھے ہیں۔ اسی جگہ پر بیٹھ کر ہم نے یہ حتمی فیصلہ کیا تھا کہ agriculture اور پانی کا استعمال اور پانی کا access اس میں وفاقی حکومت کوئی مداخلت نہیں کرے گی۔ وفاقی حکومت سے اگر support مانگی جائے اور اگر budget اجازت دیتا ہو تو وفاقی حکومت ضرور support کرے گی۔ مگر 18th Amendment میں یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ تمام agriculture کے مسائل صوبہ خود طے کرے گا۔ تمام شہروں میں، دیہی آبادیوں میں پانی کس طرح پہنچے گا۔ کون سی نہر کے ذریعے، کون سی pipe کی scheme کے ذریعے وہ صوبہ طے کرے گا۔ پانی پینے لائق ہوگا، پانی healthy ہوگا، پانی میں pollution نہیں ہوگی۔ یہ تمام معاملات صوبہ طے کرے گا۔

18th Amendment میں باقاعدہ آپ نے لکھا کہ پانی، agriculture, sanitation یہ تمام صوبائی معاملات ہیں جن میں وفاقی حکومت مداخلت نہیں کرے گی اور صوبے میں سے اس کا حصہ revenues میں سے اس کو دیا جاتا ہے وہ دیگر عوامل کے علاوہ ان تمام

عوامل جو ہیں ان میں اپنی عوام کی صحت، پانی کا access, pollution, crop rotation, agricultural efficiency ان تمام معاملات کا صوبوں نے اپنے پاس اختیار رکھا ہے۔ یہ تمام بہت اہم معاملات ہیں غالباً آج کی جو ہماری adjournment motion ہے اس سے تعلق نہیں رکھتے تھے جو شیری رحمان صاحبہ نے بات بھی کی یہ بالکل ٹھیک ہے مگر معاملہ اہم ہے۔ اس وجہ سے میں سمجھتا ہوں کہ ان تجاویز پر بھی غور کرنا چاہیے۔

ڈیم کے اوپر تو بہت مشکل ہے کوئی rational discussion کرنا ہے اگر آپ کوئی کمیٹی تجویز کریں گے تو ہم بیٹھ جائیں گے۔ بلاوجہ کوئی بھی ایسی چیز جس سے stress کے اندر اضافہ ہو چاہے وہ ڈیم کے حوالے سے ہو یا کسی اور چیز کے حوالے سے ہو میری کوشش یہ ہوتی ہے کہ میں اس کا ذکر یہاں پر نہ کروں۔ اگر آپ تجویز کریں گے تو ہم بیٹھ جائیں گے اور دیکھ لیں گے کہ کہاں کہاں کتنا پانی store کیا جا سکتا ہے تاکہ پاکستان کی water storage, water requirement بڑھے تیس دن سے زیادہ بڑھے۔ مگر اس سے زیادہ اہم چیز یہ ہے کہ پانی تو ہمارے پاس ہوتا ہے، پانی ہمارے پاس سے گزر بھی جاتا ہے۔ جب فصلوں کے لیے پانی کی ضرورت ہوتی ہے تو اس وقت پانی کی shortage ہو جاتی ہے کیونکہ ہمارے پاس پانی کو regulate کرنے کے لیے وہ ڈیم نہیں ہیں جہاں سے ہم پانی کو روک کر چھوڑ سکیں اس وقت جب ضرورت ہو۔

اس وجہ سے زیادہ تر ایسا ہوتا ہے کہ ہماری جتنی بھی storage capacity ہے اس کے بعد جب بھی پانی آتا ہے وہ بہہ جاتا ہے۔ کبھی اس کی ضرورت ہوتی ہے تب بھی بہہ جاتا ہے، کبھی اس کی ضرورت نہیں ہوتی ہے تب بھی بہہ جاتا ہے۔ آخری بات جو آپ کہہ رہی ہیں CCI کے حوالے سے میرے خیال سے ایک CCI کی meeting تو غالباً ہونے والی ہے۔ اس میں یہ تمام معاملات آ جائیں گے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین ! میں تو ذاتی طور پر floor پر بھی حاضر ہوں آپ کے لیے بھی اور اپنے تمام دوستوں کے لیے بھی، اسی خدمت میں مجھے مامور کیا گیا ہے۔ میرا دفتر بھی آپ کا دفتر ہے آپ جب مرضی تشریف لائیں۔ جب آپ کہیں گے میں تب بھی حاضر، آپ کی Committees میں بھی آ جاؤں گا اور ان شاءاللہ CCI میں بھی جب آپ مجھے بلائیں گے،

بلائیں گی تو میں ان شاء اللہ ضرور وہاں پر حاضر ہوں گا لیکن میں نے کہا کہ چیدہ چیدہ جو اہم چیزیں آپ سامنے لے کر آئے ہیں ان پر میں کم از کم ضرور جو حقائق میرے پاس ہیں آپ کے سامنے پیش کر دوں۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی سینیٹر صاحبہ۔

سینیٹر شیری رحمان: میں شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں منسٹر صاحب کا کہ انہوں نے اتنی دیر انتظار کیا۔ دیکھیں issue بالکل جو اعداد و شمار ہیں اس میں بہت سخت تضاد ہے، فرق ہے اور یہ تقسیم کا issue جو ہے اور اس پر جو debate ہوتی ہے وفاق کی، پنجاب کی، سندھ کی ہر حقائق، بلوچستان کے بھی حوالے سے ہمیشہ یہ data پر ہی ہوتی ہے۔ میرے سامنے جو data ہے اور تصویر بھی ہمارے فاضل ممبر نے دکھائی ہے یہ وہ cusec million acre foot نہیں ہے جو آپ کہہ رہے ہیں۔ Kotri کی جو capacity ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: یہ کہاں کی تصویر ہے؟

سینیٹر شیری رحمان: یہ dawn میں چھپی ہے قحط سالی کی تصویر ہے Kotri barrage کے نیچے اور زمینی حقائق بالکل جو data استعمال کیا جا رہا ہے اس سے برعکس ہیں۔ یہ ایک تاریخی بات ہے جو ہم بار بار کر چکے ہیں۔ مجھے افسوس ہے کہ ہمارے ممبرز اس طرح کی بات کر رہے ہیں کہ میرے پاس اتنا ہے جیسے کوئی ٹوٹی جس کو ہم بند کر دیں۔ یہ تاریخ گواہ ہے کہ پورے دو صوبے ہیں low riparian وہ اسی بحث میں ملوث کرتے کرتے، یہ ہی سنتے سنتے کہ ہم اپنا پانی لے رہے ہیں تم اپنا پانی سنبھالو، ایسا نہیں ہوتا۔ پانی جب نکال لیا جاتا ہے تو وہ نکال لیا جاتا ہے اور پھر آپ چیختے رہ جاتے ہیں کیونکہ یہ چولستان کا project اتنا بڑا ہے دنیا میں، پاکستان میں، ہمارے پاس سب سے بڑا irrigation man made system ہے اور وہ اس وقت under stress ہے۔ یہ تاریخی بات ہے اور اس وقت کے اعداد و شمار آپ بھی challenge کریں اور میں بھی کروں۔ اس سے کوئی فائدہ نہیں ہے لیکن میں ضرور یہ on record کہوں گی کہ ارسا نے خود 25 years سے deficits یعنی کمی کی بات کی ہے، پانی کی کمی۔ Scarcity کی بات تو میں نے UN کے حوالے سے کر دی اور میں اس وقت تقسیم کی بات کر رہی ہوں۔ تقسیم اور کمی کی اب کمی کی جب بات ہو رہی ہے انہوں نے کہا ہے کہ 1999 till 2023 Punjab and

Sindh have experienced annual water shortages of 13.7% and 19.4% respectively. یعنی یہ دونوں صوبوں کی shortages رہی ہیں۔ یہ percentages بتا رہی ہیں۔ اب پنجاب کس طرح کا account دے رہا ہے اور surpluses یہ ہم challenge کرتے ہیں بہت عزت سے بغیر اس کو کوئی اکھاڑہ بنائے۔ لیکن یہ مسئلہ رہا ہے کوئی چالیس سال سے۔ یہ چالیس سالوں سے مسئلہ رہا ہے، ایسی بات نہیں ہے کہ میں نے نلکا بند کر دیا، میں نے اپنا پانی رکھا ہے، میں وہ پانی استعمال کر رہی ہوں۔ جناب والا! یہی تو ساری بحث ہے، سندھ کی بات سنیں اور بلوچستان کی آواز سنیں، مجھے افسوس ہے کہ اس سطح پر debate ہو رہی ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ یہ معاملہ کمیٹی میں جائے، ہم سب movers اس کمیٹی میں آئیں گے، اسے thrash out کریں گے کیونکہ IRSA نے خود کہا ہے کہ existing and future need, 50 million acre feet سے زیادہ ہے۔ Annual flow from 1999 to 2023 below Kotri 14 million acre feet ہے، یہ IRSA کے figures ہیں۔ اب annual deficit 36.63 million acre feet Indus system میں ہے، یہ مانی ہوئی بات ہے اور record پر IRSA خود کہتا رہا ہے کہ there is a deficit, یہ distribution and allocation میں کام نہیں کر رہا۔ اب climate change کی بھی بات ہوئی، glacier melt کی بھی ہوئی، یہ کرنے کی ساری چیزیں بہت مرتبہ ہو چکی ہیں کہ 2025 میں water scarce ہوں گے۔

اس وقت جو ہمارا irrigation system ہے، جسے command area کہتے ہیں، وزیر صاحب اسے check کر لیں، یہ کمیٹی میں آ جائے، ہم اس پر discussion کر لیں گے، ایوان میں واپس لے آئیں گے۔ ہم نہیں چاہتے کہ اس پر کوئی تقسیم کی سیاست ہو لیکن پانی کی تقسیم تو چالیس سالوں سے ایک بہت مبہم اور متنازعہ معاملہ رہا ہے اور اب یہ بڑھتا جا رہا ہے۔ جب آپ کہتے ہیں کہ ہم یہاں اتنا بڑا irrigated command area بنا رہے ہیں جو پورے system سے زیادہ ہے تو مجھے بتائیں کہ یہ پانی کہاں سے آ رہا ہے؟ اگر lower riparian کو مل جائے گا تو میں اپنا نام بدلتی ہوں۔ یہ کہاں کہا جا رہا ہے کہ lower riparian کو مل رہا ہے۔ قحط سالی کا عالم دیکھیں، technical باتوں میں dazzle کرنے کی کوشش مت کریں، زمینی حقائق

دیکھیں۔ Indus river جو ستر کی دہائی میں summer میں ہوتا تھا اور جو اب ہوتا ہے۔ آپ کہیں تو میں آپ کو power point presentation دے دیتی ہوں، آپ دیکھیں کہ یہ لڑائی جھگڑے کا گھر نہیں ہے لیکن یہ issue نہ صرف CCI میں بلکہ ہماری کمیٹی میں resolve ہونا چاہیے، CCI کی تاریخ دیجیے۔ بجائے اس کے کہ پنجاب معاہدے کرے اور کہہ دے کہ ہم نے معاہدہ کر دیا، یہ نہیں ہو سکتا، پنجاب اکیلے پانی پر معاہدے نہیں کر سکتا کہ یہ ہمارا ٹب ہے ہم اس میں سے کر رہے ہیں، اس ٹب سے بہت سارا پانی جا چکا ہے، بہہ چکا ہے اور سندھ بنجر ہو چکا ہے، بلوچستان desert بن گیا ہے۔ آپ میری ٹوٹی اور اپنی ٹوٹی کی بات نہ کریں، یہ ہمارے لیے انسانی حق ہے کہ ہم اس پر بات کریں، ہمیں اس کی explanation چاہیے کہ یہ کیسے ہو رہا ہے، یہ معاہدے کیسے ہو رہے ہیں؟ یہ Federal system ہے، Federation میں وہی river lifeline بنا ہوا ہے، وہ پاکستان کی شاہ رگ ہے۔

جناب والا! آپ اس پر direction دیں کہ سارے officials آتے رہیں اور جب تک بلوچستان اور سندھ کے ممبران satisfy نہیں ہوں گے، یہ معاملہ کمیٹی میں رہے گا۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔ جی مصدق ملک صاحب۔

سینیٹر مصدق مسعود ملک: جناب چیئرمین! پہلی بات یہ ہے کہ میں آپ کے پاس صرف evidence لا سکتا ہوں کیونکہ جو بات بلوچستان نے کی ہے میں وہ repeat نہیں کر سکتا، جو آپ نے کہی ہے وہ بھی repeat نہیں کر سکتا، نہ میں وہ زبان بول سکتا ہوں کیونکہ میری ذمہ داری وفاق کی ہے، میں پنجاب کا وزیر نہیں ہوں۔ میں وہ نہیں کہوں گا کہ ڈاکا کون ڈالے اور چوری کون کرے، میں وہ زبان نہیں بول سکتا ہوں، یہ میری ذمہ داری نہیں ہے، میری ذمہ داری تو ملک ہے، میں ملک کی بات کروں گا اور میں آپ سے ملک کی بات صرف evidence کے ذریعے کروں گا، opinion کے ذریعے نہیں کروں گا۔ آپ نے جو evidence دیا ہے، میں اسی کا جواب دینے کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ میں نے آپ کے سامنے اپنی گزارشات میں جو چیز پیش کی وہ یہ تھی کہ آپ کے پاس پانی کو regulate کرنے کا طریقہ کار نہیں ہے یعنی جب آپ کی خریف کی فصل ہو رہی ہوتی ہے تو بے انتہا پانی بہہ رہا ہوتا ہے لیکن جب ربیع کی باری آتی ہے تو موسم کی وجہ سے آپ کے پاس پانی کو store کر کے regulate کرنے کا طریقہ نہیں ہے، اس وجہ سے خریف میں

وہی water flows کم ہو جاتے ہیں۔ سالانہ water flow جو سمندر میں جا رہا ہے وہ 15.6 million acre feet سالانہ ہے لیکن جب آپ کو پانی کی ضرورت ہوتی ہے، جب آپ نے فصلیں اگانی ہوتی ہیں، اس وقت تو پانی flow نہیں کرتا اور جب آپ کو پانی کی ضرورت نہیں ہوتی، جیسے میں نے آپ کو بتایا کہ اپریل اور ستمبر میں 25.5 million acre feet water flow کر گیا، اگر 8 million acre feet کی ضرورت تھی تو باقی پانی store کیا جا سکتا تھا۔

جناب والا! میں صرف evidence پر بات کر رہا ہوں۔ ربیع کے season میں۔۔۔

(مداخلت)

سینیٹر مصدق مسعود ملک: جناب والا! مجھے بھی بات کرنے کا حق ہے، میں نے بھی تین گھنٹے بات سنی ہے۔ آپ سوال ضرور کریں، میں پھر کھڑا ہو کر جواب دوں گا، میں جواب ہی دینے کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ جناب والا! یہ تصویر ربیع کی ہے، یہ خریف کی نہیں ہے، اس وقت half a million acre feet water flow کر رہا ہے۔ اگر آپ کے پاس storage ہو اور water regulatory system ہو تو جب آپ چاہیں گے تو water flow کرے گا لیکن جب آپ evidence کی بنیاد پر بیٹھ کر آپس میں گفتگو بھی نہ کر سکیں اور آپ کو یہ لگے کہ اس کا مطلب تو یہ ہے کہ پانی روک لیں گے، پھر جب اوپر glacier سے پانی آئے گا تبھی بہے گا، آپ کے پاس regulatory system تو ہے ہی نہیں، فریاد صرف اللہ سے کی جا سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ پانی کیوں نہیں بہہ رہا۔ جب پانی آ نہیں رہا تو پانی کیسے بہے گا؟ جب پانی آ رہا ہوتا ہے تو آپ اسے روکتے نہیں ہیں اور جب آپ کو ضرورت ہوتی ہے تو آپ اسے کیسے چلائیں گے؟ میں یہ تمام گزارشات اسی وجہ سے آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں کہ ہم سب مل بیٹھیں، آپ چاہے CCI کو تجویز کریں، وہ ایک forum ہے، ہمارے پاس آپ کی کمیٹی ایک forum ہے۔ آج آپ نے مجھے بلایا، میں حاضر ہو گیا، جتنے evidences تھے میں لے کر آ گیا۔ یہ ایک forum ہے، آپ مجھے جہاں بلائیں، میں حاضر ہوں، آپ میرے پاس تشریف لانا چاہیں تو میں کافی بھی پلاؤں گا، اس پر گفتگو بھی کروں گا۔ ہم اس کو solve کریں گے لیکن آپ کے ساتھ بیٹھ کر کریں گے، polarized گفتگو سے تو کوئی solution نہیں آئے گی، آپ کے ساتھ evidence کی بنیاد پر بیٹھیں گے اور ان شاء اللہ اس

problem کو solve کریں گے۔ میں آپ کا خادم ہوں، اسی خدمت پر مجھے مامور کیا گیا ہے۔ جہاں چاہیں، جب چاہیں، جس forum پر چاہیں، میں حاضر ہو کر آپ کی satisfaction تک اس پر بات کروں گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: یہ تحریکِ التواء Order No. 10 پر تھی جس پر دو، اڑھائی گھنٹے مفصل بحث ہوئی حالانکہ ایک تحریک پر دو گھنٹوں سے زیادہ بحث نہیں ہو سکتی لیکن اس پر ہو گئی۔ اس پر دونوں طرف سے بات ہوئی، ساری پارٹیوں نے اس پر بات کی۔ ہم اس پر بحث کے بعد کسی کمیٹی میں نہیں بھیج سکتے، ہم نے اس پر بحث کروائی۔ آپ اس معاملے کو شہادت اعوان صاحب والی آبی وسائل کی کمیٹی میں raise کر سکتے ہیں اور وہاں بحث بھی کر سکتے ہیں۔ آپ بہت senior ہیں، ہم تو آپ سے سیکھتے ہیں۔۔۔

سینیٹر شیری رحمان: وہ کہہ رہے ہیں کہ اسے کمیٹی میں بھیجیں، انہیں کوئی مسئلہ نہیں ہے تو یہاں کیا debate ہے؟

We are not satisfied with the answer.

جناب ڈپٹی چیئرمین: وزیر صاحب نے آپ کو کہا کہ میرے دفتر آجائیں، مل کر بات کریں گے۔ میں تو یہی کہہ رہا ہوں کہ اس مسئلے کا حل یہی ہے کہ آپس میں بیٹھ کر بات کی جائے۔ ایک issue پر ممبر دو دو، تین تین مرتبہ بات نہیں کر سکتے، شیری صاحبہ کر رہی ہیں، وہ پارلیمانی لیڈر ہیں۔ مصدق صاحب! آپ اس کے بارے میں بتادیں۔

سینیٹر ڈاکٹر مصدق مسعود ملک: جناب والا! جیسے آپ کہیں گے، میں آپ کے ساتھ ہوں، میں حاضر ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: مجھے یہ کوئی نہیں ہے، میں نے کہا کہ دو، اڑھائی گھنٹوں کی مفصل بحث کے بعد اگر پھر بھی اسے کمیٹی میں بھیجنا ہے تو پہلے ہی بھیج دیتے۔ آپ لوگ آ رہے ہیں اور جا رہے ہیں، میری حالت بھی دیکھیں، میں بھی تو ایک seat پر چار، ساڑھے چار گھنٹوں سے بیٹھا ہوا ہوں۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: میں کہتا ہوں کہ تین گھنٹوں کی بحث کے بعد بھی اگر آپ نے اسے کمیٹی میں ہی بھیجنا تھا تو اس پر پھر اتنی بحث کیوں کی؟ مجھے کمیٹی میں جانے پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ آپ لوگ آپس میں بات کر لیں کیونکہ یہ حکومتی بینچوں کا issue ہے۔ اس پر مصدق ملک صاحب بات کریں۔ منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ اس میں آپ کے جو سوالات ہیں وہ حقائق کے برعکس ہیں۔ دیکھیں آپ نے ایک صوبے کا issue اٹھا دیا اور سندھ کے عوام اور لوگوں نے دیکھ لیا۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ ماشاءاللہ اتنی پرانی ممبر پارلیمنٹ ہیں۔ آپ اس طرح تو ہمیں pressurize نہیں کر سکتیں۔ ہم تو قانون اور rules کے مطابق چلیں گے۔ اس طرح تو ہم نہیں چلیں گے۔ عجیب بات ہے۔ میں نے 35 ,30 سالہ سیاست میں بہت سی چیزیں دیکھی ہیں۔ میں صرف یہ کہہ رہا ہوں کہ تین گھنٹے بحث کے بعد آپ اس کو دوبارہ کمیٹی میں بھیجنا چاہتی ہیں۔ کل کوئی اور issue ہوگا تو اس پر بھی تین چار گھنٹے بحث ہوگی پھر آپ لوگ اس کو بھی کمیٹی میں بھیجیں گے۔ اس کا کوئی حل نکالیں۔ جی، شہادت اعوان صاحب۔

Senator Shahadat Awan

سینیٹر شہادت اعوان: جناب چیئرمین! اس میں یہ ہوا ہے کہ جب یہ issue highlight ہوا اور اس issue پر چیف منسٹر سندھ نے، جس وقت یہ سلسلہ چل رہا تھا، جب یہ Central Development Committee میں گیا تو اس وقت سے حکومت سندھ نے اپنی reservations Federal Government کو convey کیں۔ اس کے بعد کیا ہوتا ہے کہ وہاں سے یہ اچانک recommend ہو کر ECNEC میں چلا جاتا ہے۔ ECNEC IRSA کی رپورٹ لینے کے بعد اس کو conditional approve کر کے یہ project approve ہو جاتا ہے۔ 211 billion کا فنڈ بھی پنجاب کو یک دم release کر دیا جاتا ہے۔ جب میں نے یہ دیکھا کہ پنجاب کے کہنے پر یہ سب کچھ ہو جاتا ہے۔ جناب چیئرمین! جس طرح پنجاب کی سکیمیں ہیں اسی طرح میری ایک سکیم K-4 ہے۔ اس میں کتنے فیصد پانی ملتا ہے۔ M-6 پر میرے سندھ کو کتنا ملتا ہے؟ پنجاب کو 211 billion کا فنڈ یک دم مل گیا۔ اس کے بعد being Chairman Water Resources Committee اس issue کو پچھلے مہینے کی 9

تاریخ کو ہم نے in camera meeting میں رکھا۔ میری کمیٹی کے دوست ممبران تشریف رکھتے ہیں وہ بھی آپ کو بتائیں گے۔ یہ کمیٹی نوٹس میں موجود ہے۔ ہم نے میٹنگ رکھی لیکن اتفاق سے next day Chief Minister Sindh Sahib کی بیٹی کی شادی تھی تو ہم نے اس میٹنگ کو defer کر دیا۔ In between چونکہ میڈم کی یہاں پر Adjournment Motion آ گئی تو ہم نے اس issue کو نہیں لیا۔ ہم اس issue کو already in camera کر رہے تھے۔ میری گزارش یہ ہوگی کہ چونکہ ہاؤس میں اتنی اہم چیز آئی ہے تو اس کے حوالے سے کمیٹی میں سب دوست آ جائیں اور یہ issue discuss ہو جائے اور یہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔ یہ figures بھی ہم وہاں پر sort out کریں گے۔ یہ in detail ایک مسئلہ ہے تاکہ صوبوں کے درمیان ہم آہنگی رہے۔ تو میری گزارش ہوگی کہ بہتر یہ ہوگا کہ ہاؤس اس کو refer کر دے۔ Otherwise committee تو اس چیز کی conscious ہے۔ ہم پہلے بھی اس کو take up کر رہے تھے اور موشن کی وجہ سے رکھے ہوئے تھے۔ جناب چیئرمین! آپ سے میری استدعا ہے کہ اس کو کمیٹی میں بھیج دیں۔ ہمارے تمام دوست وہاں پر کمیٹی میں آئیں۔ ہم مل بیٹھ کر اس پر تفصیلی گفتگو کریں۔ جناب چیئرمین! میری آپ سے استدعا ہے کہ اس نے تو کمیٹی میں discuss ہونا ہے کیونکہ یہ اتنا اہم issue ہے۔ تو بہتر یہی ہوگا کہ ہاؤس بھیجے گا تو ہم ہاؤس کو رپورٹ پیش کریں گے۔ اس لیے جناب چیئرمین! اس کو کمیٹی میں بھیج دیں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی علی ظفر صاحب۔ آپ اس پر کوئی مشورہ دے دیں۔ کوئی راستہ ہمیں بتا دیں۔

Senator Syed Ali Zafar

سینیٹر سید علی ظفر: میں اس کے بارے میں منسٹر صاحب اور دوسرے ممبران کو ایک suggestion دینا چاہتا ہوں۔ میں کچھ عرصے کے لیے Water Minister بھی تھا، تو ہم نے ایک پوری کانفرنس کی جس میں ہم نے کہا کہ یہ جو تقسیم کا مسئلہ آتا ہے یہ کس طرح حل کیا جا سکتا ہے؟ آسٹریلیا، نیوزی لینڈ، برطانیہ، امریکہ، کینیڈا اور یورپ سے ماہرین آئے تھے ان سب نے آ کر ایک suggestion دی۔ انہوں نے کہا کہ یہ کوئی بڑا issue نہیں ہے جتنا پاکستانیوں نے بنایا ہوا ہے۔ یہ تو صرف ٹیکنالوجی کا مسئلہ ہے۔ آپ ٹیکنالوجی لے آئیں تو آپ کو پتا چل جائے گا کہ ہر spot

پر کتنا پانی کدھر استعمال ہو رہا ہے۔ میں سب دوستوں کو یہ suggestion دوں گا کہ Let us solve this issue by importing and installing that technology on our system. تاکہ یہ issue ساری عمر کے لیے حل ہو جائے۔ منسٹر صاحب ثبوت پیش کرتے ہیں پھر سینیٹر شیری صاحبہ ثبوت اٹھاتی ہیں تو ہم اس مسئلے کو کبھی حل نہیں کر سکتے کہ کون کتنا پانی تقسیم کر رہا ہے۔ جناب چیئرمین! جہاں تک rules کا تعلق ہے۔ میری نظر میں تو یہ بہت clear ہیں کہ once the debate has taken place پھر اس کے بعد کچھ نہیں ہو سکتا۔ جناب چیئرمین! اس پر آپ کی جو بھی ruling ہو گی مگر میں یہ suggest کروں گا کہ آپ ایک نئی قرار داد لائیں ساری چیزوں کو دیکھ کر according to the evidence.

جناب ڈپٹی چیئرمین: مصدق ملک صاحب کا قومی اسمبلی میں بھی ایک دو سوال ہیں۔ آپ ذرا ہمیں اس کے بارے میں بتا دیں۔

سینیٹر مصدق مسعود ملک: شہادت اعوان صاحب اگر کمیٹی میں بلائیں گے تو میں تب بھی حاضر ہوں۔ آپ یہاں پر بلائیں تب بھی حاضر ہوں۔ یہ میرے دفتر تشریف لائیں تب بھی حاضر ہوں۔ جناب چیئرمین! میں تو صرف حاضر ہوں۔ آپ جو بھی فیصلہ کریں۔ آپ کے جو قوانین کہتے ہیں۔ اگر اجازت نہیں دیتے تو شہادت اعوان صاحب مجھے بلا لیں۔ وہ ہمارے Boss ہیں۔ جیسے ہی بلائیں گے ہم وہاں پر حاضر ہو جائیں گے۔ جناب چیئرمین! CCI کی میٹنگ ہو رہی ہے۔ میں آپ کو اس کی تاریخ کے بارے میں پتا کر کے بتا دیتا ہوں۔

Senator Syed Shibli Faraz

سینیٹر سید شبلی فراز: جناب چیئرمین! اس پر کافی مفصل گفتگو ہوئی ہے۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں آگے چلنا چاہیے۔ آپ نے ہمیں کبھی اتنی گنجائش نہیں دی کہ ہم ایک issue کو اتنا لمبا کھینچ رہے ہیں۔ آپ رولنگ دیں۔ جو بھی آپ نے رولنگ دینی ہے آپ رولنگ دیں۔ اس قصے کو آپ ختم کریں کیونکہ اب غیر سنجیدگی کا تاثر اس میں داخل ہونے لگا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی، سینیٹر شیری رحمان صاحبہ۔

Senator Sherry Rehman

سینیٹر شیری رحمان: جناب چیئرمین! ٹھیک ہے۔ آپ کہہ رہے ہیں کہ Standing Orders ہیں کہ Adjournment Motion کے بعد کوئی مسئلہ کمیٹی میں نہیں جاسکتا۔ پھر ہم جمعہ کے دن اس کو دوسرے موشن میں دوبارہ لے آتے ہیں

because it can go to the Committee after a Point of Order. Simple, because it should have been resolved here today but there is a contest, a historic data contest over water.

یہ بالکل غیر سنجیدہ نہیں ہے۔ افسوس ہے کہ لیڈر آف دی اپوزیشن کو پاکستان کے حقوق کے بارے میں غیر سنجیدہ لگ رہا ہے۔ پانی کا data بہت contested ہے۔ وزیر صاحب کو بھی پتا ہے اور ہم سب کو پتا ہے۔ یہ resolve نہیں ہوا ہے۔ آپ کہہ رہے ہیں کہ آپ Adjournment Motion کے حوالے سے Standing Orders کے پابند ہیں۔ یہ Rules نہیں ہیں، یہ Standing Orders ہیں۔ اس میں بڑا فرق ہے۔ Now, the issue is that we will raise it again as a Point of Public Importance on Friday پھر آپ اس کو کمیٹی میں بھیج دیں تاکہ آپ کا بھی مسئلہ حل ہو جائے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: میں نے آپ کو پہلے گزارش کی کہ مجھے تو یاد نہیں پڑتا کہ پچھلے سات آٹھ ماہ میں تحریک التواء پر کبھی اتنی لمبی بات ہوئی ہے۔

سینیٹر شیری رحمان: نہیں، اس پورے سیشن میں نہیں ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: یہ واحد issue ہے جس پر مفصل بات ہوئی ہے اور تمام سیاسی پارٹیوں نے اس پر بحث کی ہے۔ میرے سامنے سینیٹ کا ایک Standing Order No. 1.40 ہے۔ اس میں جو سینیٹ کے rules ہیں۔ جب کسی issue پر اتنی مفصل بات ہو جاتی ہے تو اس کے بعد اس کو کمیٹی کے پاس دوبارہ نہیں بھیجا جاسکتا۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ آپ اس کو دوبارہ سینیٹ میں پیش کریں۔ Rules کو تو ہم relax نہیں کر سکتے۔ ہم نے Rules کے مطابق چلنا ہے۔

Senator Sherry Rehman: I will do as you said but these are not Rules, these are Standing Orders.

گزارش یہ ہے جناب چیئرمین! قطع کلامی معاف، اس ایوان میں adjournment motionپر دو دن تک discussion چلی ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ یقین کریں۔ ہمیں جتنا پیار بلوچستان سے ہے۔ اتنا سندھ، خیبر پختونخوااور پنجاب سے بھی ہے۔ یہ سارے صوبے ہمارے اپنے ہیں۔ یہ ہمارااپنا ملک ہے۔اس کو ہم ابھی Standing Order No. 1.40کے مطابق دوبارہ کمیٹی کے پاس نہیں بھیج سکتے۔ آپ دوبارہ اس کو سینیٹ میں پیش کر دیں۔ ان شاء اللہ دوبارہ اس پر بحث ہو گی۔

میرے خیال میں اس پر اب بحث اختتام پذیر ہوئی۔ یہ ایوان مورخہ 24 جنوری، 2025 بروز جمعہ صبح 10:30 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

[The House was then adjourned to meet again on Friday, the 24th January, 2025 at 10:30 a.m.]